پیش لفظ

اُردو یا ہندستانی کی ابتدائی تاریخ اور اس کے قدیم شعرا و مُصنفین کے حالات و مقالات ایک عرصہ دراز تک بالکل تاریکی میں رہے اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ وَلی اورنگ آبادی جو گیارھویں صدی ہجری کے رُبع آخر میں گزرے ہیں، اس زبان کے سب سے پہلے شاعر تھے بلکہ بعض متاخر تذکرہ نویسوں نے اِن کے کلام کو بھی جس میں قدیم زبان کی بہت زیادہ جھلک [illegible] ال باہر قرار دیکر وَلی کے ان شعرا کو، جنھوں نے وَلی کی تقلید میں فارسی کی بجائے اُردو میں شعر کہنا شروع کیا تھا، اُردو کے اولین شعرا قرار دیا ہے۔ لیکن حالیہ تحقیقات نے اس حقیقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ وَلی اورنگ آبادی سے کئی سو برس پہلے اُردو زبان کی بنیاد پڑ چکی تھی، اور دکن کی قدیم اسلامی سلطنتوں

کے آخری زمانے میں اور اس کے بعد اسکی جانشین ریاستوں یعنے قطب شاہی اور عادل شاہی کے عہد میں اس زبان نے اس قدر ترقی کرلی تھی کہ نہ صرف عام بول چال اور تبادلۂ خیال کے لئے استعمال کی جاتی تھی بلکہ اس میں نظم و نثر کی متعدد اعلیٰ درجے کی کتابیں بھی لکھی گئیں۔ خصوصاً قطب شاہی اور عادل شاہی خاندانوں کے علم دوست اور سخن گستر بادشاہوں کی خاص سرپرستی نے اسکی ترویج و ترقی کی رفتار بہت ہی تیز کردی، اور انکی شخصی دلچسپی سے جن میں بعض مثلاً محمد قلی قطب شاہ بانیٔ شہر حیدر آباد خود اعلیٰ درجے کے شاعر تھے، اس زمانے میں بہت سے بلند پایہ شعرا و مصنفین پیدا ہوئے۔ ان ریاستوں کی تباہی کے بعد اردو زبان کی تیز رفتار ترقی ایک عرصے کے لئے کچھ رک سی گئی، اور پھر سرکار دربار میں کچھ مدت کے لئے فارسی کا دور دورہ قائم ہوگیا، لیکن باوجود شاہی سرپرستی سے محروم ہونے کے اردو زبان اپنی فطری موزونیت کے سبب برابر بڑھتی اور ترقی کرتی رہی اور اور رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

اگرچہ محققین کی تحقیقاتی مساعی کی بدولت اردو زبان و ادب کی قدامت مسلّم ہوگئی ہے لیکن ان قدیم شاعروں اور نثر نویسوں کے گراں پایہ ادبی کارنامے جن پر اس زبان کی تمام تر ترقیوں کی بنیاد قایم ہے اور جنکے مطالعے سے ہم نہ صرف اپنے قدما کے افکار، خیالات اور اسالیب بیان سے لطف اندوز ہوسکتے ہیں بلکہ

اپنی گزشتہ عظمت سے بھی آگاہی حاصل کر سکتے ہیں۔ اب تک گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے
تھے، پیوستہ سال سٹی کالج میں دو صد سالہ جشن یادگار ولی کے موقع پر "دکن کے مخطوطات"
کی جو نمائش منعقد کی گئی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ کتنے ہی انمول جواہر پارے ایسے ہیں
جنکی اشاعت سے نہ صرف اُردو ادب کے ذخیرے میں ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا،
بلکہ ان سے اُردو ادب کی ابتدائی ترقیوں، اس زبان کی عہد بہ عہد تبدیلیوں اور عہد
گزشتہ کی تہذیب و تمدن کے متعلق نہایت کارآمد معلومات حاصل ہونگی۔ نیز اس عہد کی
کتابوں کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ ابتدائی اُردو میں عربی اور فارسی کے
الفاظ کے ساتھ ہندی کے الفاظ بھی برابر کے شریک تھے جو بعد کو رفتہ رفتہ زبان سے
خارج ہوگئے۔ موجودہ زمانے میں بیرونی زبانوں کے غیر ضروری الفاظ اُردو سے خارج
کرکے اس کو خالص ہندستانی بنانے کی جو کوشش کی جارہی ہے اس کے مدنظر بھی ان کتابوں
کی اشاعت بہت ہی کارآمد ثابت ہوگی۔ ان کے مطالعے سے اہل ذوق یہ معلوم کرسکیں گے
کہ کس طرح ہندی اور سنسکرت کے الفاظ بھی اُردو کی خراد پر چڑھ کر اُردو یا ہندستانی زبان
کا جزبن سکتے ہیں۔

حسن اتفاق سے حیدرآباد کے مشہور علم دوست امیر عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر
دام فیوضہ نے بھی جو جشن یادگار ولی کے صدر نشین تھے اس اہم ضرورت کو محسوس فرمایا اور

اپنے خطبۂ صدارت میں بدیں الفاظ توجہ دلائی :-

"اس اہم اور دلچسپ کام کو اس تقریب کے ساتھ ختم نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس دو صد سالہ جشن ولی کی یادگار میں کوئی مستقل کام آغاز کیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی اچھا کام نہیں ہو سکتا کہ ولی کے معاصرین اور ان سے پہلے کے شاعروں اور صاحبانِ تصانیف کی اردو کتابیں مرتب اور شائع کی جائیں۔ ولی سے پہلے بھی ہمارے ملک میں بڑے بڑے شاعر اور انشا پرداز پیدا ہو چکے ہیں۔ خود طبقۂ فرمانروایان میں محمد قلی قطب شاہ اور علی عادل شاہ بلند پایہ شاعر تھے۔ پھر ان کے دربار کے ملک الشعرا وجہی، غواصی، نصرتی، رستمی وغیرہ ولی سے کم نہ تھے۔ اور چونکہ ولی سے بہت پہلے گزرے ہیں اسلئے ان کے کلام اور بھی زیادہ قابل قدر ہیں۔ بہرحال اس اہم کام کی تکمیل کے لئے ایک جماعت منتخب کر لینی چاہیئے"

نواب صاحب ممدوح نے قدر شناسی سے یہ بھی فرمایا کہ :-

"مسرت کا مقام ہے کہ خود ہمارے ملک میں اب ایسے اصحاب موجود ہیں کہ ان قدیم کتابوں کے کلام اور زبان کو سمجھ کر ان کو جدید طریقوں پر مرتب کر کے

شائع کرسکتے ہیں۔ میں بھی اس مبارک اور اہم کام میں اس جماعت کا ہاتھ بٹانے تیار رہوں۔"

چنانچہ نواب صاحب معظم کی اس علمی سرپرستی اور اعانت سے حسب ارشاد گرامی راقم کی صدارت میں حسب ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی "مجلس اشاعت مخطوطات" کے نام سے قائم کیگئی اور قدیم ادبی جواہر پاروں کا ایک تفصیلی جائزہ لیکر انکی اشاعت کی ابتدائی مراحل طے کئے گئے۔

(۱) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور ام اے۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر
(۲) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنرز) صدر شعبۂ انگریزی جامعہ عثمانیہ) رکن
(۳) مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ام اے۔ ال ال بی (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) رکن
(۴) مولوی عبدالقادر سروری صاحب ام اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) رکن
(۵) مولوی سید محمد صاحب ام۔اے۔..... (لکچرار اردو سٹی کالج) معتمد
(۶) مولوی میر سعادت علی صاحب رضوی ام اے۔ .... شریک معتمد

علمی نقطۂ نظر سے قدیم کتابوں کی اشاعت آسان اور ہر شخص کے بس کا کام نہیں۔ جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑا ہے وہ اچھی طرح اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس کام میں کس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں۔ مختلف نسخوں کے باہمی مقابلے اور تصحیح کے علاوہ بعض دفعہ ایک ایک لفظ کے لئے کئی کئی روز چھان بین کرنی پڑتی ہے، اور بظاہر یہ مثل

صادق آتی ہے کہ "کوہ کندن و کاہ برآوردن"۔ نسخے اکثر بدخط اور بعض غلط در غلط بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام مراحل کو صبر و سکون اور محنت و ہمت سے طے کرنے کے بعد کتاب قابل اشاعت بن سکتی ہے۔ مجلس ہذا کے مستعد اور علم دوست ارکان نے جس محنت اور توجہ سے اس ہفت خوان ادب کو طے کیا ہے وہ انکی مساعی کے نتائج سے ظاہر ہے اور توقع ہے کہ وہ ارباب ذوق کی پسندیدگی حاصل کریں گے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب نے سلطان محمد قلی قطب شاہ کے نہایت ضخیم کلیات کی ترتیب کے صبر آزما کام کو اپنے ذمے لینے کے علاوہ مجلس کا مختلف طریقوں پر جو ہاتھ بٹایا ہے اس کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔

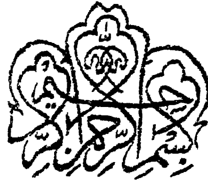
یہ پیش لفظ نامکمل رہ جائیگا اگر میں عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر کی فیاضی سے کہیں زیادہ اس ذاتی دلچسپی اور توجہ کا شکریہ ادا نہ کروں جو نواب صاحب ممدوح نے شروع ہی سے مجلس کے کاروبار میں فرمائی ہے فی الحقیقت نواب صاحب کے اس انہماک اور سرپرستی کے بغیر یہ مشکل کام انجام نہیں پاسکتا تھا۔

سید محمد اعظم



سلطان عبداللہ قطب شاہ


مُقدّمہ



(۱) حالاتِ زندگی

ایک ملک الشعراء ہونے کے باوجود قطب شاہی تاریخیں اور تذکرے ملّا غواصی کے تفصیلی حالات سے بالکل خالی ہیں۔ ہمعصر شعراء اور خود غواصی کے کلام سے جو اندرونی شہادتیں اُس کی زندگی سے متعلق اخذ کی جا سکتی ہیں انہی کو فی الحال معتبر و مستند سمجھا جاتا ہے۔

غواصی کی تاریخ پیدائش کا علم نہیں۔ قرین قیاس یہ ہے کہ وہ سلطان ابراہیم قطب شاہ کے عہد میں پیدا ہوا ہوگا اور محمد قلی قطب شاہ کے زمانے میں شاعری شروع کی ہوگی۔ اس کی ابتدائی زندگی عسرت میں بسر ہوی۔ وہ سرکاری مُلازم تھا اور یہی اس کی گذر اوقات کا ذریعہ تھا۔

باوجود کوشش کے اُسے دربارشاہی میں کوئی جگہ نہ مل سکی۔ سلطان محمد قطب شاہ کا عہدِ حکومت بھی یوں ہی گذر گیا حالانکہ اس نے اپنی پہلی طویل نظم مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال اسی عہد میں لکھنی شروع کی تھی جس وقت کہ وہ ایک تجربہ کار اور کہنہ مشق شاعر بن چکا تھا۔

سُلطان عبداللہ کے تخت نشین ہوتے ہی اُسے آثار و قرائن سے یہ معلوم ہونے لگا کہ اب اس کی دیرینہ آرزو برآنے کا وقت آچکا ہے چنانچہ اس نے سیف الملوک ختم کی اور خاتمہ پر اپنی تمنّا کا اظہار سُلطان عبداللہ کو مخاطب کرکے اس طرح کیا:—

جو سُلطان عبداللہ انصاف کر　　میرے جوہراں پوتے دل صاف کر
دیوے داد میرا بھوت مان پانوں　　اُمس دورتے تاگریبان پانوں
کہ یو شاہ میرا خریدار ہوئے　　تو تازا میرا طبع گلذار ہوئے
کہ غمگیں ہوں ہیں سخت سنسارتے　　دھروں دُغدغے لاک اس آزارتے
پریشانگی میں جمیا خیال میں　　لے آیا ہوں ایسے رتن ڈھال میں
بہرحال یو نظم الہام سوں　　کیا میں نول شاہ کے نام سوں (سیف الملوک)

اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۰۳۵ھ تک غواصی عسرت ہی کی زندگی بسر

کر رہا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی قسمت موافق ہوتی گئی۔ دربار شاہی میں رسوخ حاصل ہوا اور دس سال کے عرصہ میں وہ ملک الشعراء کے درجہ تک پہنچ گیا ۱۰۴۵ھ میں بہ حیثیت شاہی سفیر کے دربار بیجاپور میں جانے کے قابل سمجھا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترقی اس قدر سرعت کے ساتھ ہوی کہ پندرہ سال کی مدت میں جس قدر دینوی مراتب و اعزاز کی اسے خواہش تھی وہ سب حاصل ہو گئے کیونکہ وہ اپنی دوسری طویل نظم طوطی نامہ (سنہ تصنیف ۱۰۴۹ھ) کے آخر میں اپنے دنیا دار ہونے پر اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور بقیہ عمر عبادت میں بسر کرنے کا تہیہ کر لیتا ہے۔ اس کا دل دنیا کے ساز و سامان۔ عیش و عسرت۔ مال و دولت سے سیر ہو چکا ہے اور اب وہ تنہائی کی زندگی بسر کرنے کا آرزومند ہے۔ غواصی کا یہ خیال اسی کی زبان سے سنئے:۔

غواصی اگر توں ہے سچلا غواص ۔۔۔ لگا عشق اپنے خدا سات خاص
چلیگا کتا نفس کے کئے منے ۔۔۔ کتا ہوئیگا ناؤں کے پچّے منے
اچھیگا کتا درربائی ہنوز ۔۔۔ کریگا کتا خودنمائی ہنوز
ہو بیدار یکبار اس خواب تے ۔۔۔ نکل بھار اس غم کے گرداب تے
جو ہے رہنما پیر حیدر ترا ۔۔۔ ہم اللہ وہے ہم پیمبر ترا

جکچ خواست تیرا ہے سب سٹ چھوڑ　　　دنیا کے علاقے تے لئے دل کوں توڑ

نہ کر اعتماد اس گذرگاہ کا　　　یو بچپانڈا ہے درویش ہور شاہ کا

سنبھال اپس اے یار اس دام تے　　　نکو غافل اَچھ آپنے کام تے

اُچا دم جمہ اللہ کے نام سوں　　　متارہ سدا عشق کے جام سوں (طوطی نامہ)

یہ کسی طرح نہ معلوم ہوسکا کہ غواصی کو دربار میں رسائی کیونکر حاصل ہوی اور ملک الشعراء کا خطاب کس سلسلہ میں عطا ہوا۔ درباری شاعر ہونے کے باوجود اب تک یہ پتہ نہیں چلا کہ سلطان عبداللہ کی سالگرہ کی تقریب یا عیدین کے موقع پر غواصی نے کوئی تہنیت کا قصیدہ کوئی تاریخی قطعہ کہا ہو البتہ تاریخ حدیقۃ السلاطین میں ایک واقعہ درج ہے کہ سلطان عبداللہ کو ۱۰۴۱ھ میں جب لڑکا پیدا ہوا تو وجہی اور غواصی نے تاریخ ولادت کہی۔ اصل عبارت اس طرح ہے :-

"اول تاریخ کہ ملا وجہی شاعر دکنی یافتہ است "آفتاب از آفتاب آمد پدید" (۱۰۴۱) وملا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است ایں کلمہ را مادۂ تاریخ ساختہ است 'محفوظ باد'۔" (۱۰۴۱)

اس ذکر سے ہم یہ تصفیہ نہیں کرسکتے کہ حقیقتاً غواصی نے سوائے دو مثنویوں کے قصائد اور تاریخی قطعات یا غزل مرثیہ وغیرہ کچھ بھی نہ کہا۔ بہت ممکن ہے کہ

آئندہ ادبی تحقیق کرنے والوں کو اس کا ذخیرہ بھی دستیاب ہو جائے۔ البتہ اتنا ضرور قیاس کیا جا سکتا ہے کہ دربار کی رسائی کے بعد غواصی صرف ایک شاعر ہی کی حیثیت نہ رکھتا تھا بلکہ معاملات سلطنت میں بھی دخیل تھا چنانچہ ۱۰۴۵ھ میں اس کا بہ حیثیت شاہی سفیر کے دربار محمد عادل شاہ میں جانا اس کا ثبوت ہے جس کی صراحت یہ ہے کہ ۱۰۴۴ھ میں محمد عادل شاہ بیجاپور نے اپنے درباری شاعر ملک خوشنود کو گولکنڈہ روانہ کیا تھا تاکہ بجانب محمد عادل شاہ سلطان عبداللہ کی اس مدد کا شکریہ ادا کرے جو خواص خاں کو بیجاپور کی حکومت سے بے اقتدار کرنے کے لیے روانہ کی گئی تھی۔ ملک خوشنود جب بیجاپور واپس ہونے لگا تو "بعد از یک چندے ملا غواصی شاعر دکنی را رفیق او ساختہ با تحفہ و یادگار روانہ بیجاپور ساختند" غواصی کی دربار عادل شاہ میں خوب آؤ بھگت ہوئی اور مراجعت کے وقت "حضرت عادل شاہ میر زین العابدین پسر شاہ ابوالحسن حاجب مقیمی را ہمراہ ملا غواصی شاعر نمودہ دو زنجیر فیل بزرگ و شش سر اسپ عراقی و دو صندوق مقفل از تحف و ہدایا ارسال داشتند" (حدیقۃ السلاطین)

غواصی نے جس طرح طوطی نامہ کے آخر میں تارک الدنیا ہونے کا

ارادہ ظاہر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اسی طرح عمل بھی کیا اسی لیے اس کی آخری زندگی بالکل گمنام ہے یہاں تک کہ تاریخ وفات کا بھی علم نہیں قرین قیاس یہی ہے کہ اس کا سلطان عبداللہ ہی کے زمانے میں انتقال ہوا ہوگا۔

(۲) غواصی کی شاعری

قدیم دکنی شاعروں کے متعلق یہ معلوم کرنا کہ انہیں کس سے تلمذ حاصل تھا قریب قریب ناممکن ہے۔ غواصی کے متعلق بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے کسی کی شاگردی کی یا خود ساختہ شاعر تھا۔ مثنوی سیف الملوک کے شروع میں اس نے اپنی خوب ہی خودستائی کی ہے چنانچہ کہتا ہے :—

بچن کے سمند کا ہوں غواص میں — دھر ہار ہوں موتیاں خاص میں

جگت جوہری سب میرے پاس آئے — میرے خاص موتیاں کوں جیو کر لجائے

چڑے ہات موتی یو جس راج کے — تو سر پر رکھے جوڑا و پر تاج کے

ان کا بہا کوئی دے نا سکے
بغیر راج بھی کوئی لے نا سکے

نکل آ فصاحت کے میدان توں
بچن کے ترنگ کوں دیے جو ران توں

کہ اس ٹھار تج بن نہیں کئی اب
لجا توں بلاغت کیرا گوئے اب

مرا دل خزینہ جوں معمور ہے
بچن کے جواہر سوں بھرپور ہے

میرا گیان عجب شکرستان ہے
جو اس تے میٹھا سب ہندستان ہے

جتے ہیں جو طوطی ہندستان کے
بھکاری ہیں ہنج شکرستان کے

شکر کہا میرے شکرستان تھے
میٹھے بول اُٹھے او اس گیان تھے

لطافت منے میں سخن سنج ہوں
دھرتھار لک غیب کے گنج ہوں

جو میں ہم سوں طبع آزمائی کروں
تو ساریاں اوپر پیشوائی کروں

سکے کوں ملنے میرے طور میں
کہ رستم ہوں میں آج کے دور میں

عطارد سو ہے کلک مج ہات کا
دوات ہے سو میرا جنبہ ات کا

گگن سا تو دفتر مرے شعر کے
ستارے سو جوہر مرے شعر کے

ان اشعار سے ظاہر ہے کہ باوجود تنگدستی اور افلاس کی حالت میں بسر کرنے کے وہ شاعری میں اپنا مد مقابل کسی کو نہیں سمجھتا صرف دکن کی حد تک نہیں بلکہ سارے ہندستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ دوسرے شعرا کو اپنا

خوشہ چین سمجھتا ہے اکثر دکنی شعراء نے اپنے اپنے تصانیف میں اپنے ہمعصر یا گذرے ہوئے شاعروں کا ذکر کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے مثلاً امین نے مقیمی کا ذکر کیا ہے۔ نصرتی نے خود غواصی اور اپنے ہمعصر باکمال شاعر شاہ ابو المعالی کا حال لکھا ہے۔ وجہی نے باوجود غواصی کی طرح اپنی خودستائی کرنے کے قطب مشتری میں گذرے ہوئے دو شاعروں فیروز و محمود کی تعریف کی ہے ان کو کامل الفن سمجھتے ہوئے اپنی مثنوی کی داد دینے کے قابل سمجھا ہے اسی طرح ابن نشاطی نے فیروز کو استاد فن کے لقب سے یاد کیا ہے لیکن غواصی نے اپنی تصانیف میں کسی ہمعصر شاعر کا ذکر کیا ہے نہ متقدمین کا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو فن شعر میں کس قدر اعلیٰ اور اکمل سمجھتا تھا۔ اس واقعہ سے ایک مبہم قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس نے کسی کی شاگردی نہیں کی۔

غواصی کی اس تعلی اور ہمہ دانی کا ثبوت اس وقت تک صرف دو کتابیں دریافت ہوئی ہیں مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال اور طوطی نامہ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ کوئی فیصلہ کن ثبوت نہیں کیونکہ یہ دونوں کتابیں اتفاق سے فارسی کے ترجمے ہیں کوئی اپچی تصنیف نہیں۔ ترجمے سے کسی شاعر کے قوت تخیل اور تصرف الفاظ کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا البتہ اس کی کہنہ مشقی ثابت ہو سکتی ہے۔

حدیقۃ السلاطین کے الفاظ "ملا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است" یہ بتاتے ہیں کہ غواصی نے حقیقتاً ایک بلند پایہ شاعر کی حیثیت سے کافی شہرت حاصل کرلی تھی اور صحیح معنی میں اپنے وقت کا ملک الشعراء تھا محمد قلی قطب شاہ کے دربار کا ملک الشعراء وجہی اگرچہ سلطان عبداللہ کے زمانے تک زندہ تھا لیکن غواصی کی بڑھتی ہوی شہرت نے وجہی کو گمنام بنادیا تھا۔ وجہی باوجود غواصی پر طعنہ زنی کرنے کے اس کی روز افزوں شہرت سے خائف تھا یہی وجہ ہے کہ خود ایک کہنہ مشق بلند پایہ شاعر ہونے پر بھی اس نے سلطان عبداللہ کی فرمایش پر اپنی قابلیت کا ثبوت بجائے نظم کے ایک بلند پایہ نثر 'سب رس' کی شکل میں دیا۔

غواصی نے اپنا پورا کمال ان ترجموں میں دکھایا ہے یہاں تک کہ ترجمہ نے اصل کی صورت اختیار کرلی یہ اس کی قادر الکلامی کا ثبوت ہے۔ وہ نہایت پرگو شاعر تھا چنانچہ مثنوی سیف الملوک جس میں دو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں اس نے صرف ایک مہینے کی قلیل مدت میں تمام کی چنانچہ وہ خود کہتا ہے :۔

"برس یک ہزار ہور پنج تیس میں کیا ختم یو نظم دن تیس میں"

مثنوی سیف الملوک سے بعض ایسے مقامات ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں

جن سے غواصی کے تخیل۔ بلند پروازی، مبالغہ۔ حسن تعلیل۔ تشبیہہ اور رزمیہ نگاری پر روشنی پڑے۔

مثنوی کے تمہیدی حصہ میں غواصی نے 'سخن' کی تعریف میں جو اشعار کہے ہیں ان کا تسلسل اور روانی قابل داد ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تخلیق عالم میں پہلا نمبر سخن کا ہے یہی ایک صفت انسان وحیوان میں ما بہ الامتیاز ہے۔ سخن کی فضیلت وہ ہے جس کی حد کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ دنیا کے تمام کام اسی سخن سے چلتے ہیں۔ خدا کی تعریف۔ نعت ومنقبت۔ سوال جواب۔ فتح وشکست۔ شہرت۔ نیک وبد کا امتیاز سب سخن ہی سے وابستہ ہیں۔ آخری فیصلہ کن شعر اس نظم کا حسب ذیل ہے:-

بچن تے چلے دین و دنیا تمام بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام

ان اشعار میں آمد کی شان نظر آتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاعر سخن کے متعلق ابھی اور کہنا چاہتا ہے یا کہہ سکتا ہے لیکن طوالت کے خیال سے مجبوراً اپنی طبیعت کو روک رہا ہے۔

غواصی کے کلام میں دکنی الفاظ کا عنصر بہ نسبت فارسی کے بہت زیادہ ہے بعض مقامات پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمداً دکنی لفظ استعمال کر رہا ہے۔ چنانچہ اسی نظم میں جو تعریف سخن کے عنوان کے تحت ہے وہ بجائے 'سخن' کے

'بچن' کا لفظ استعمال کرتا ہے اسی طرح - جبو - جیب - بھوان - جگت - گرڑان - فام - رتن - کہان - بہان - وغیرہ - دکنی الفاظ کی جگہ بہتات ہے اور غواصی بے تکلف استعمال کرتا چلا جاتا ہے -

عشقیہ مثنویوں میں عموماً معشوق کا سراپا لکھتے وقت شاعر کے پیش نظر یہی رہتا ہے کہ معشوق کو حسن و خوبصورتی کا مجسمہ بنا کر پیش کرے - یہی مقام ہے جہاں تقریباً تمام شاعر مبالغہ کر جاتے ہیں لیکن غواصی نے ایک نہایت بدصورت حبشن کے سراپا کی صراحت میں زورِ قلم صرف کیا ہے اور اس کے سراپا کا بیان اس طرح کیا ہے کہ پڑھنے والے کے چشم تصور کے آگے ایک تصویر کھنچ جاتی ہے مثالاً یہاں چند شعر نقل کیے جاتے ہیں - جس سے غواصی کی قادر الکلامی ثابت ہوتی ہے -

کہ زشتاں منے سخت و زشت تھی ۔۔۔ نپٹ روسیاہی میں انگشت تھی

کہ تھا تھوبڑا اس کا جیوں فیل کا ۔۔۔ سر اُس کا سو کالا رنجن نیل کا

انکھیاں ڈونگیاں جیوں کھڈی سار کے ۔۔۔ دو دیدہ بہتر جوں پتھر گار کے

چڑیا ہونٹ اُپراں کا ناک پر ۔۔۔ تھوڈی پر پڑیا ہے تلیں کا اوتر

لٹکتی جو چیڑاں پہ چوٹی دسے ۔۔۔ سو جیوں جھاڑ کی پیڑ موٹی دسے

سوئے سار پنڈلیاں اوپر تیز بال ۔۔۔ نہ تھی جگ میں ڈائن کوئی اُس کے مثال

گندی پیاز کے ڈل پر وچھیل کر　　گلے میں حمائل نمن ہیل کر

اسی کے ساتھ ساتھ بدیع الجمال کے حسن کی تعریف میں بھی غواصی نے کمی نہیں کی :۔

عجب نور کیرا اتھا مکھ پہ تاب　　کہ قربان اس مکھ پہ لک آفتاب
سمن پت بھری ہو او یک نازتن　　سہیلی کنول سوں ہے نازک بدن
دیکھیا جوں چندر اُس موں ڈی کاڑ کر　　سٹیا پیرہن آسمان کے پھاڑ کر
ستارے دیکھ اس کا نجھل نور سب　　لئے ہات شرمندہ ہو چور سب
کلیاں سب چمن کے دیکھ اس بھاں کوں　　کیاں چاک اپنے گریبان کوں
دیکھ اس کے نین بن کے نرگس تمام　　ہو بیہوش لڑتے تھے کھس کھس تمام
دیکھت اس کے پیچاں بھرے کنڈلاں　　سب آئے تھے کل بر زمیں سنبلاں
کہ وو نار اوتار کچ حور تھی　　نہ کچ حور وو عین سمدور تھی

ان اشعار میں تشبیہہ استعارہ اور حسن تعلیل کی اچھی اچھی مثالیں موجود ہیں۔ رزمیہ نگاری میں غواصی کی طبیعت کچھ کند نظر آتی ہے وہ بزم کے میدان کا شہسوار ہے مثنوی سیف الملوک میں دو ایک مقام پر جنگ کا سماں اس نے باندھا ہے جو دوسرے مناظر کے مقابلہ میں کمزور سا ہے البتہ شہپال اور

بادشاہ دریائے قلزم کی لڑائی کے سین میں ایک جگہ اس نے ایک نئی اور اچھی تشبیہہ دی ہے جو قابل نوٹ ہے۔ دریائے قلزم کے کنارے یہ لڑائی ہورہی ہے۔ دیووں کے سرکٹ کٹ کر پانی میں گرتے جارہے ہیں اور جسم الگ دریا میں ڈوب رہے ہیں اس کی تصویر غواصی نے اس طرح کھینچی ہے:—

جو دریا لہو ہو اُبلنے لگیا گگن اُسپو کشتی ہو چلنے لگیا
سُراں تیرتے لہو کے سمدورتے جو دستے اچھے بُڑ بُڑے دورتے
دَھڑاں سب ہنٹ موج کے لوٹ مار تھے ڈبتے نکلتے نہنگاں کے سار

ڈوبتے ہوئے سر دور سے پانی میں حُباب کی طرح نظر آتے تھے اور جسم مگرمچھ کی طرح سطح آب پر نمایاں ہوتے اور ڈوبتے تھے۔ یہ تشبیہہ بہت لطیف اور انوکھی ہے۔

---

(۳) زبانْ اَور طرزِ بیَانْ

غوّاصی کے کلام میں ہندی الفاظ زیادہ پائے جاتے ہیں۔ کلام سادہ اور تصنع سے پاک ہے۔ مبالغہ آمیز تخیل بہت کم ہے۔ غوّاصی کی زبان تین سو برس پہلے کی خالص دکنی ہے اکثر الفاظ اور محاورے آج کل متروک ہیں جنہیں

دکنی لوگ بھی مشکل سے سمجھ سکتے ہیں۔ فارسی اور عربی الفاظ کے ساتھ کہیں کہیں سنسکرت اور ہندی کے لفظ بھی مخلوط ہیں۔ مثنوی سیف الملوک کا ابتدائی حصّہ غواصی کی اچھی پیداوار ہے۔ حمد نعت اور منقبت کے بعد اس نے سلطان عبداللہ اور "سخن" کی تعریف میں جو اشعار کہے ہیں ان کا اسلوب دلکش اور شاندار ہے جیسا کہ مدحیہ قصائد کا ہونا چاہیے۔ چند شعر بطور نمونہ نقل کیے جاتے ہیں :—

چندا جو دواں خسروی بُرج کا
امولک رتن حُسن کے درج کا

جلالت بھر یا حال دیکھ شاہ کا
کلیجا پھٹے مہر ہور ماہ کا

کیے عدل یو شہ ہر یک ٹھاؤں سوں
کہ نوشیرواں کا چھپیا ناؤں سوں

دسے شہ کوں یوں ہات تیغ آب دار
کہ حیدر کے جیوں ہات میں ذوالفقار

جم اُس شہ کوں یو کامرانی سجے
عدالت میں نوشیروانی سجے

اگر علم کی بات پوچھے جسے
اندازا نہیں مارتے دم کِسے

منگے ٹک جو دل شاہ گمبھیر کا
پون پر بندھاوے محل نیر کا

نہ شہ سار سورج کس آسمان ہیں
نہ شہ سار تن ہے کسی کھان ہیں

قلم کاف و نون سے جو نکلیا بہار — سو پہلے بچن کوں کیا آشکار
بچن تے سدا جیب کوں روح ہے — بچن تیچ بھرپور سب کچ ہے
بچن عرش کرسی پوتے دھائے ہیں — بچن آدمی کے بدل آئے ہیں
بچن تیچ ہووے خدا کا صفت — بچن تیچ ہووے نعت ہور منقبت
بچن تے سولاں جواباں ہوویں — بچن تے حساباں کتاباں ہوویں
بچن تے ہوی فام نیکی بدی — بچن تے ہوئے منتہی مبتدی
بچن تے چلے دین و دنیا تمام — بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام
بچن غیب کے ہیں عجب جوہراں — بچن کے سو ہیں جوہری شاعراں

ان اشعار سے غوّاصی کے طبیعت کی روانی ظاہر ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اپنا ما فی الضّمیر ادا کرنے میں اسے کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی وہ قلم برداشتہ لکھتا ہے اور سادے الفاظ کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ غوّاصی کے عہد کی زبان کے قواعد اور اصول موجودہ اصولوں سے مختلف نظر آتے ہیں۔ ذیل کی چند مثالیں اس کو اچھی طرح واضح کرسکتی ہیں:۔

(ا) عربی ۔ فارسی اور ہندی کے اکثر الفاظ جو آج کل مؤنث استعمال ہوتے ہیں غوّاصی نے مذکر استعمال کیے ہیں۔ مثلاً ۔ مناجات ۔ ہتیلی ۔ یاد ۔ شجاعت ۔

روح وغیرہ کو مذکر لکھا ہے :۔

مُناجات غواصؔ کا کر قبول، ہتیلی تیرا لوح انگلی قلم، شجاعت تیرا سن ملک گر بڑائے" تیرا یاد دائم ہے چارا اُسے"۔ میرا روح پروانہ کے سار کا۔

(۲) دکنی جمع بنانے کا طریقہ وہی فارسی کے تتبع میں بالعموم ا۔ن کے ساتھ ہے مثلاً

بُنیاں ہور بعضے لیاں ہیں جتنے ۔ دیو پہار سار یاں کوں ایہاں توں

زباں دیوے توں ے زباناں کے تئیں فرح بخش جیواں کے کاناں کے تئیں

(۳) فارسی میں علامت اضافت "زیر" ہے اور جہاں تکرار لفظ درکار ہو اسی لفظ کو بجنسہ دو مرتبہ لکھا جاتا ہے لیکن غواصی نے ان دونوں موقعوں پر (ی) کا استعمال کیا ہے ۔ مثلاً

جو شاہے ہیں شہر سنگار سب ۔ نپٹے نیٹ جنگلے جنگل جھاڑے جھاڑ

(۴) الفاظ کا تلفظ اور وزن ۔ غواصی کے کلام سے اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا کہ اس زمانے میں الفاظ کا صحیح تلفظ اور وزن کیا تھا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت شعری یا بحر کی وجہ سے شاعر لفظ کو جس طرح چاہتا تھا مسخ کر سکتا تھا ۔ اس کی متعدد مثالیں اس مثنوی میں ملتی ہیں مثلاً :۔

مُسجّا توں محمد سجا مصطفیٰ، زمیں تے عرش پر گئے تھے سوار، سُرج نے گرم دھوپ تیوں پاڑنا۔

'جلکٹی تج ولایت ہنے شک جولائے' 'بچن میچ تے بہار آتے اہیں'
'خوشیاں ساتھ گھر میں تے نکلیا بہار'

(۵) ضمائر کا طریقہ بھی موجودہ قواعد سے مختلف ہے مثلاً:۔

'سو دفتر اُنن عشق کا کھول توں' 'کہ دیتا نہیں ہے کسے جاب تو'
'تون آپس کوں یہاں تے بہت سے سنبھال'

(۶) حصر یا تاکید کے لیے بجائے 'ہی' کے حرف 'ج' لفظ کے آخر میں لگا دیا جاتا ہے:۔

'بچن تیچ بھرپور سب کوچ ہے' 'کہ بہو تیچ پکڑیا ہے ہنج دل اُچاٹ'
'حکومت انن کاچ ہے ٹھار ٹھار'

(۷) اکثر الفاظ کا املا بدلا ہوا ہے یعنے جس طرح بولا جاتا تھا اسی طرح لکھا بھی جاتا تھا جیسے:۔
نفع کو نفا۔ وضع کو وضا۔ واقعہ کو واقا۔ اور معنی کو مانا۔

کہیں مصرع کے آخر میں اگر ایسا لفظ آجائے تو اس کا قافیہ بھی صوتی لحاظ سے کیا جاتا ہے مثلاً وضا اور قضا ہم قافیہ ملتے ہیں:۔

'کہ مج تے بچھڑ توں پھر پاکس وضا' 'کھڑیا آ تیرے سر او پر کیوں قضا'
'بہت دن بہت ٹھار فاقے دیکھیا' 'کہیا جائے نا ایسے واقے دیکھیا'

(۴) مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال

(قصّہ کا ماخذ)

غوّاصی نے مثنوی میں کہیں قصّہ کے ماخذ کا ذکر نہیں کیا اور نہ یہ بتایا ہے کہ یہ ایک فارسی نثر کا دکنی منظوم ترجمہ ہے بلکہ اس کے برخلاف اپنی تخلیقی نظم بتائی ہے۔ تمہیدی اشعار میں کہتا ہے۔

"ہوا عقل کا دست مایا مجے ۔۔۔ تو اس دھات خاطر میں آیا مجے
کہ پیداؤں نا دل تے تاز انگار ۔۔۔ جو دنیا میں اپنا اچھے یادگار
کہ سیف الملوک ہور بدیع الجمال ۔۔۔ یو دونوں ہیں عالم منے بے مثال
ان دوئی کا داستاں بول توں ۔۔۔ سو دفتر ان عشق کا کھول توں
تیرے تائیں آیا ہے یو داستاں ۔۔۔ ظفر تج کوں لیایا ہے یو داستاں
کہیا میں جو کچھ آئی سو فام میں ۔۔۔ کیا ناؤں یک روم ہور شام میں
اُچایا طرز ایک تازا میٹھا ۔۔۔ جگت بیچ پاڑیا آوازا میٹھا"

یہ قصہ الف لیلہ کے فارسی ترجمہ کا ایک مشہور افسانہ ہے۔ اس میں مصر کے شہزادہ سیف الملوک اور راجنہ کی شہزادی بدیع الجمال کے حسن وعشق کی داستان مذکور ہے۔ غواصی نے اسی فارسی نثر سے دکنی نظم میں ترجمہ کیا ہے۔ ایک عرصہ کے بعد عہد اورنگ زیب عالمگیر میں مرزا بدیع اصفہانی نے شمشیر خاں کی فرمائش پر اس قصہ کو فارسی میں نظم کیا اور "گلدستہ عشق" نام رکھا۔ غواصی کی مثنوی ۱۲۹۰ھ میں بمبئی کے کسی مطبع سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے جس کے نسخے اب کمیاب ہیں۔

اس قصہ کے ماخذ کے متعلق مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی نے اپنی تصنیف "یورپ میں دکھنی مخطوطات" میں لکھا ہے کہ ریو مصنف کیٹلاگ برٹش میوزیم اور ایتھے مصنف کیٹلاگ انڈیا آفس نے اس داستان کے متعلق جو صراحت کی ہے اس کے بیشتر ایک تمہیدی دیباچہ بھی لکھا ہے جس میں یہ بتایا ہے کہ یہ قصہ کیوں لکھا گیا:۔

"بیان کیا گیا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کو قصّوں کا بڑا شوق تھا۔ جو شخص ایک دلچسپ قصہ پیش کرتا انعام پاتا۔ چنانچہ حکیم عنصری نے بھی ایک قصہ کے معاوضہ میں ہزار دینار حاصل کیے۔ حسن میمندی جو سلطان محمود کا وزیر تھا اس بے جا خرچ پر

متاثر ہوا اور خود ایک بے مثال قصہ پیش کرنے کا دعویٰ کیا۔ سلطان محمود نے منظور کیا اور اس کے معاوضہ میں ایک شہر انعام دینے کا وعدہ کیا اور قصہ نہ پیش کرنے کی صورت میں شہر بدری کا حکم دیا۔ حسن ایک سال کی مہلت لے کر سفر کو روانہ ہوا اور تلاش کرتے کرتے سلطان دمشق کے دربار میں پہنچا۔ وہاں اس کو پتہ چلا کہ سلطان کے پاس ایک نایاب کتاب ہے جس میں اچھے اچھے قصے مرقوم ہیں۔ حسن نے بیش بہا تحفہ پیش کر کے وہ کتاب حاصل کی اور سلطان محمود کو دے کر حسبِ وعدہ انعام پایا۔ اس کتاب میں تین قصے تھے۔ قصہ بوستانِ ارم۔ قصہ سیف الملوک اور قصہ شاہ پال بن شاہ رخ۔"

راقم کو اتفاقاً ایک کتب فروش کی دوکان سے داستانِ سیف الملوک کا ڈرامہ مطبوعہ دستیاب ہوا جو لاہور کے جے۔ ایس۔ سنت سنگھ پبلشرز کی طرف سے شایع ہوا ہے۔ اس کتاب کے دیباچے میں مصنف ڈرامہ اختر سہارنپوری نے جو ماخذ بیان کیا ہے اس میں اور ہاشمی صاحب کے پیش کردہ ماخذ میں کچھ تھوڑا سا اختلاف ہے۔ اختر صاحب نے لکھا ہے کہ "سلطان

محمود غزنوی نے ایک کتاب ' مجمع الحکایات ' سے سیف الملوک کا نا تمام قصّہ سن کر یہ اعلان کرایا کہ جو شخص مکمل قصہ پیش کریگا انعام خطیر پائیگا۔ اس پر حسن میمندی نے وعدہ کیا اور سفر کرتے ہوئے یہ معلوم کرکے کہ ایسی ایک کتاب جس کا نام ' زبدۃ الجواب ' ہے سُلطان دمشق کے خزانہ میں محفوظ ہے۔ دمشق پہنچا اور دربار سلطانی میں رسائی حاصل کرکے بادشاہ کو اپنا گرویدہ بنالیا لیکن عرض مدعا پر جواب پایا کہ وہ کتاب بزرگوں کی عطائی ہوی ہے کسی کو نہیں دی جاسکتی اور نہ نقل کرائی جاسکتی۔ سال میں ایک دفعہ ماہ رمضان میں باہر نکالی جاتی اور خلوت میں قصّے پڑھ کر سُنائے جاتے ہیں۔ حسن نے وقت مقررہ کا انتظار کیا اور جب وہ کتاب پڑھی گئی تو پس پردہ دو زود نویسوں کو بٹھا کر اس کی دو نقلیں کروالیں۔ یہی نقلیں اس نے سلطان محمود کو نذر دیں اور انعام حاصل کیا۔" ایک داستان کی حیثیت سے قصہ سیف الملوک کے ماخذ کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ اختر صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ سلطان محمود نے اس قصّہ کو فارسی میں تالیف کرایا اور حال میں پیر محمد بخش صاحب نے پنجابی نظم میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔

غواصی کا ترجمہ لفظی نہیں ہے بلکہ چیدہ چیدہ واقعات اور اصل قصہ کے

حالات نظم کیے گئے ہیں۔ اکثر نام بھی غوّاصی نے بدل دیے اور بے ضرورت طولانی واقعات حذف کر دیے۔ بہ ایں ہمہ تصرف غوّاصی نے ترجمہ کو اصل بنانے کی نہایت کامیاب کوشش کی ہے اور ایک حد تک اچھی قصّہ بنا دیا ہے۔

(قصّہ کا خلاصہ)

ناظرین کی دلچسپی کے لیے اس قصّہ کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں شہر مصر کا ایک بادشاہ عاصم نول نامی تھا۔ کئی ایک چھوٹے چھوٹے شہر اُس کے تحت حکومت تھے۔ عاصم نول ہمہ صفت موصوف تھا۔ دولت و حشمت خیل و سپاہ کسی چیز کی کمی نہ تھی لیکن دولتِ اولاد سے محروم تھا۔ اولیاء اللہ کی خدمت کرتا خدا سے دعا کرتا لیکن اولاد نہ ہوئی آخر مایوس ہو کر گوشہ نشینی اختیار کی۔ وزرائے سلطنت نے باہم مشورہ کر کے بادشاہ کے ستارے دکھوائے اور خوشخبری لے کر ایک روز بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نجومیوں نے کہا کہ اگر بادشاہ یمن کے راجا کی بیٹی سے عقد کرے تو اُسے اولاد ہوگی۔ یہ مژدہ سن کر عاصم نول بہت خوش ہوا اور تحفہ و تحائف کے ساتھ اپنے ایک سفیر کو شاہِ یمن کے پاس بھیجا کہ لڑکی کی خواستگاری کرے۔ شاہ یمن نے بہ خوشی قبول کیا

اور بڑے تزک و احتشام کے ساتھ شادی ہوگئی ۔جیسا کہ نجومیوں نے پیشین گوئی کی
تھی بادشاہ کو اسی سال ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام سیف الملوک رکھا گیا۔ اتفاقاً
اسی روز عاصم نول شاہ کے ایک وزیر صالح نامی کو بھی ایک لڑکا ہوا جس کا نام
ساعد رکھا گیا۔ بادشاہ نے ان دونوں کی پرورش ایک ہی جگہ رکھ کر کی۔ چند سال
میں سیف الملوک اور ساعد پڑھ لکھ کر فارغ ہوئے اور فنون سپہ گیری وغیرہ میں
کمال حاصل کر لیا۔ جب یہ دونوں سنِ رشد کو پہنچے تو ایک روز عاصم نول شاہ
نے دونوں کو دربار میں طلب کیا اور خزانے سے ایک صندوق منگوا کر اس میں
سے ایک انگشتری اور ایک زرین کپڑا نکال کر سیف الملوک کو عطا کیا ایک
خوبصورت گھوڑا بھی عنایت کیا اور کہا کہ "یہ تحفے حضرت سلیمان نے مجھے دیے
تھے جسے میں نے آج تک بہت حفاظت سے اُٹھا رکھے اور اب چونکہ میرا کوئی
اور وارث نہیں ہے اس لیے تجھے دیتا ہوں۔" سیف الملوک یہ تحفے لے کر اپنے
مقام پر آیا رات بھر جشن منایا اتفاق سے اس زرین پارچہ کو کھول کر دیکھا تو
اس میں ایک عورت کی تصویر نظر پڑی جسے دیکھ کر غش کر گیا اور دیوانہ وار
عاشق ہو گیا۔ بادشاہ کو جب خبر ہوئی تو اس نے ساعد کو بلا کر اس کپڑے اور
انگشتری کے ملنے کا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ "ایک روز میں تخت پر بیٹھا تھا کہ

ایک طوفان گرد و غبار اٹھا اور چند پریاں یہ چیزیں لے کر میرے سامنے حاضر ہوئیں اور یہ بیان کیا کہ سلیمان نے میرے پاس تحفتاً بھیجا ہے اس پارچے میں شہپال ابن شاہ رخ بادشاہ اجنہ کی بیٹی بدیع الجمال کی تصویر ہے جو گلستانِ ارم میں رہتا ہے۔ اس لڑکی کو پانا بہت مشکل ہے۔ بہرحال شہر کے تجربہ کار حکماء علاج میں مصروف ہوئے لیکن کوئی دوا کارگر نہ ہوی آخر بادشاہ عاصم نول نے شہزادہ کو دلاسا دیا اور لوگوں کو گلستانِ ارم کی تلاش میں روانہ کیا۔ ایک سال کے بعد وہ لوگ بے نیل و مرام واپس ہوئے آخر شہزادہ باپ سے اجازت حاصل کرکے خود ساعد کے ہمراہ گلستان ارم کی جستجو میں روانہ ہوا۔ پہلے سیف الملوک ملک چین میں پہنچا یہاں کے بادشاہ نے خاطر مدارات کی اور شہزادے کی آرزو بر لانے کے لیے گلستان ارم کا پتہ دریافت کرایا۔ ایک سو ستر برس کے ایک بوڑھے نے کہا کہ وہ تمام دنیا کی سیاحت کرچکا ہے لیکن اس نام کا کوئی شہر نہ دیکھا نہ سنا۔ شہر قسطنطنیہ چونکہ بہت بڑا تجارت گاہ ہے جہاں دنیا کے لوگ جمع ہوتے ہیں ممکن ہے کہ وہاں اس کا پتہ مل سکے شہزادہ یہ سنتے ہی بادشاہ چین سے رخصت ہوکر قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں ایک ایسا زبردست طوفان آیا کہ تمام کشتیاں غرق آب ہوگئیں سیف الملوک اور ساعد علیحدہ ہوگئے

شہزادہ ایک تختہ پر بہتے ہوئے ایک جزیرے میں پہنچا جہاں تمام زنگی رہتے تھے ۔ یہ لوگ شہزادہ کو پکڑ کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے ۔ پادشاہ نے اس کو اپنی لڑکی کے پاس بھیجا کہ بھون کر کھا جائے ۔ وہ حبشن اس پر عاشق ہو گئی وصال کی طلبگار ہوئی ۔ شہزادہ اس کی ڈراؤنی شکل سے گھبرا کر انکار کیا حبشن نے قید کر دیا ۔ کسی طرح شہزادہ قید سے نکل بھاگا اور ایک ایسے جزیرے میں پہنچا جہاں بڑے بڑے دریائی جانور رہتے تھے ۔ رات کسی طرح گذار کر وہاں سے بھی کوچ کیا اور جزیرۂ کفتاراں میں پہنچا یہاں کی شہزادی بھی اس کے وصل کی خواہشمند ہوی ۔ شہزادہ وہاں سے بھی جان بچا کر نکلا تو سنگساروں کے شہر میں آپھنسا ۔ یہاں کے بادشاہ نے اُسے ایک عجیب جانور سمجھ کر قید کر رکھا ۔ اتفاقاً رکاس لوگ بھی شہزادے کی تلاش میں آپہنچے اور سنگساروں سے خوب لڑائی ہوئی اس موقع کو غنیمت جان کر شہزادہ قید سے نکل بھاگا اور ایک ایسے جزیرے میں پہنچا جہاں تسمہ پا لوگ رہتے تھے ۔ یہاں مصیبتیں اٹھا کر کسی طرح رہائی پائی اور شہر قیصریہ میں آپہنچا ۔ اس ملک میں تمام بندر رہتے تھے صرف ایک انسان تھا جو ان کا بادشاہ تھا اس نے سیف الملوک کی خاطر تواضع کی اور کئی روز مہمان رکھا وہاں بھی مقصد برآری نہ ہونے پر شہزادہ رخصت ہوا ایک جزیرے میں

آیا جہاں ہاتھی کے اتنے مکوڑے دیکھے ڈر کے مارے ایک جھاڑ پر چڑھ بیٹھا ایک شتر مرغ کو دریا کے کنارے بیٹھا دیکھ کر اُس کے پاؤں پکڑ لیے۔ وہ شہزادے کو لے کر اُڑا اور اپنے آشیانے میں لے گیا۔ شہزادے کو اپنے بچّوں کی غذا بنانا چاہتا تھا کہ ایک بڑا سیاہ اژدہا اُس کے بچّوں کو نگل گیا شہزادہ وہاں سے بھاگا ایک چشمے کے کنارے پہنچ کر دم لیا وہاں ایک انار شیریں پڑا ملا جسے کھا کر شہزادہ بحال ہوا۔ اتنے میں ایک پرندہ جو وہیں درخت پر بیٹھا تھا دوسرے سے کہنے لگا کہ شہزادہ نے جو انار کھایا وہ ایک دیو کا تھا جس کی تلاش میں اس نے بڑی مصیبت اٹھائی تھی یہاں پانی پینے کی غرض سے آیا تھا انار بھول کر چلا گیا مگر ابھی آئیگا اور شہزادے کو کچا چبا جائیگا۔ شہزادہ اس دیو کے پنجے سے بھی سلیمان کی انگشتری کے سبب سے نجات پایا اور آگے روانہ ہوا۔ جزیرہ اسفند میں پہنچا جہاں اس کی ایک شہزادی سے ملاقات ہوی۔ ایک دیو شہزادی کو سراندیل سے اٹھا لایا تھا اور یہاں قید کر رکھا تھا۔ شہزادے نے حکمت عملی اور انگشتری سلیمان کی مدد سے اس دیو کو مار ڈالا اور شہزادی کو لے کر چلا۔ اسی شہزادی سے سیف الملوک کو بدیع الجمال کا پتہ معلوم ہوا۔ شہزادی کو اس کے چچا تاج الملوک کے پاس لا کر شہزادہ

بہت خوش ہوا یہاں سے یہ دونوں سراندیل پہنچے ۔ شہزادی نے سیف الملوک سے وعدہ کیا کہ وہ اس احسان کے بدلے میں اسے بدیع الجمال سے ضرور ملائیگی کیونکہ وہ (یعنے بدیع الجمال) اکثر سراندیل آیا کرتی ہے ۔ شہزادہ خاطرجمع ہوکر خوشحال پھرنے لگا ۔ یہیں اس کی بازار میں ساعد سے ملاقات ہوی دونوں بچھڑے ہوئے رفیق دوبارہ مل کر بہت خوش ہوئے ۔ اتفاقاً انہی دنوں بدیع الجمال بھی آپہنچی اور حسبِ وعدہ شہزادی اور اس کی ماں نے سیف الملوک سے اس کی ملاقات کرادی ۔ بدیع الجمال بھی شہزادے پر دل سے فریفتہ ہوگئی لیکن اپنے آتشی اور اس کے خاکی ہونے کی بحث پیش کی ۔ آخر یہ تصفیہ ہوا کہ شہزادہ بدیع الجمال کی دادی شہربانو کے پاس جائے اور اس کی سفارش سے بدیع الجمال کے باپ شہپال ابن شاہ رخ سے اجازت حاصل کرے بغیر اس کے شادی ناممکن ہے ۔ شہزادہ راضی ہوگیا ۔ بدیع الجمال نے اپنی دادی کو ایک خط لکھا اور ایک جن کو ساتھ کرکے سیف الملوک کو اس کے پاس بھیجا ۔ شہربانو کو بھی یہ نسبت پسند آئی سیف الملوک کو ساتھ لے کر شہپال کے پاس پہنچی اور حکمتِ عملی سے اُسے بدیع الجمال کے عقد پر راضی کیا ۔ اس اثنا میں شہزادہ جسے شہربانو ایک باغ میں چھوڑ کر شہپال سے ملنے گئی تھی بادشاہ

دریائے قلزم کے آدمیوں کے ہاتھ گرفتار ہوگیا جو اسی کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ بادشاہ دریائے قلزم اپنے بھائی کا بدلہ لینا چاہتا تھا لیکن جلاد کے یا وزیر کے کہنے سے قید سخت میں رکھا کہ گھُل گھُل کر مر جائے۔ یہاں جب تلاش ہوی اور سیف الملوک کا غائب ہونا معلوم ہوا تو شہپال کو بہت غصہ آیا اور اپنے تمام لشکر کے ساتھ دریائے قلزم پر حملہ کیا۔ وہاں کے بادشاہ سے سیف الملوک کی واپسی کا طلبگار ہوا اس نے دینے سے انکار کیا اور خوب جنگ و جدال ہوئی آخر میں شہپال فتحیاب ہوا اور سیف الملوک نے رہائی پائی۔ گلستانِ ارم واپس ہوکر شہپال نے بڑے تزک واحتشام سے سیف الملوک کی بدیع الجمال کے ساتھ شادی کردی۔ چند روز وہاں رہ کر سیف الملوک سراندیل آیا اور سفارش کرکے ساعد کی شادی شہزادی سراندیل سے کرادی۔ یہ دونوں خوش و خرم اپنے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوکر اپنی اپنی دلہنوں کے ساتھ مصر واپس آئے اور عاصم نول شاہ کو خوشخبری دی۔ عاصم نول پھولوں نہ سمایا اور تخت سیف الملوک کے حوالہ کرکے اپنی زندگی کے بقیہ روز عبادت میں بسر کرنے لگا۔

(نام سنہ تصنیف اور تعداد اشعار کی تحقیق)

بعض تذکروں میں ہم نے دیکھا کہ اس مثنوی کا نام سیف المُلکؒ و بدیع الجمال لکھا ہے۔ نقل کرتے وقت ہمارے زیر نظر چار مخطوطے رہے ہیں جن کا تفصیلی ذکر آگے آئیگا۔ ان میں سے کسی میں بھی 'سیف المُلکؒ' بہ سکون لام نہیں ہے یا توصاف 'سیف الملوک' لکھا ہے یا بعض جگہ ضرورت شعری اور بحر کی وجہ سے 'سیف المُلکؒ' لکھا ہے جو 'سیف الملوک' ہی کے معنی رکھتا ہے مثلاً ہم یہاں اصل کتاب ہی سے چند شعر نقل کرتے ہیں:-

'خوشیاں سات امرت گھڑی فال دیک | سوسیف الملوک کر رکھیا ناؤں نیک'
'خوش ایسی نکھل چند نی دیکھ رات | رے ساعد کوں سیف الملوک آپ سنگات'
'جو فرزند میرا ہے سیف الملوک | فدا اس پہ تھے مال ہور یو ملوک'
'اپن درد تھے ہوا یسے دردناک | نزک ہے جو سیف المُلک ہو ہلاک'
'سنک اپنا پرایا دکھیت و سکھیا | اُسے ناؤں سیف المُلک کر رکھیا'

ان مثالوں سے صاف ظاہر ہے کہ شہزادہ کا نام سیف الملوک ہی تھا اور اسی نام پر مثنوی کا بھی نام رکھا گیا ہے۔

سنہ تصنیف کے متعلق یہ محقق ہے کہ ۱۰۳۵ھ میں غواصی نے اس کی تکمیل کی۔ البتہ تحقیق طلب صرف ایک امر ہے وہ یہ کہ اِسے سلطان محمدؐ کے زمانے کی تصنیف سمجھنا چاہیے یا سلطان عبداللہ کے۔ نواب صاحب کے کتب خانے کے ایک نسخہ میں بادشاہ کی تعریف کے تحت ہمیں پہلا شعر حسب ذیل ملا جو دوسرے کسی نسخے میں درج نہیں ہے :۔

"سو سلطان محمد قطب شاہ گنبھیر جگ آدہار ہے ہور جگ دستگیر"

اور باقی شعر بادشاہ کی تعریف میں وہی ہیں جو دوسرے نسخے میں ہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ نسخہ ناقص الاخر ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آخر میں بھی اس نے سلطان محمدؐ ہی سے اپنی استدعا کی ہے یا سلطان عبداللہ سے۔ ۱۰۳۵ھ وہ سال ہے کہ اسی سال سلطان محمد کا انتقال ہوا اور اسی سال سلطان عبداللہ بارہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا ظاہر ہے کہ ایک بارہ سال کی عمر کے لڑکے سے جس کو ابھی پوری طرح شاہی اختیارات بھی حاصل نہیں ہوئے (کیونکہ سلطان عبداللہ کے سن رشد کو پہنچنے تک اس کی ماں حیات بخشی بیگم نے سلطنت کا کاروبار چلایا تھا) اس طرح غواصی کا استدعا کرنا کہ وہ شعر و سخن کی قدر کرے غواصی کو دوسرے شعراء کے مقابلے میں تول کر دیکھے اور انصاف کرے۔

اپنی نظر عنایت سے سرفراز کرے تاکہ وہ اس سے بہتر اشعار کا ذخیرہ پیش کرتا رہے ایک بالکل کم عقلی کی بات ہوتی ہے۔ اگر ہم اس امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہہ دیں کہ یہ تصنیف سلطان محمد ہی کے زمانے کی ہے لیکن چونکہ غواصی کو دربار میں رسائی حاصل نہ ہوسکی اس نے ڈال رکھی تھی جب سلطان عبداللہ کے دربار میں رسائی حاصل ہوئی تو بادشاہ کے نام کا شعر بدل کر اس نے سلطان عبداللہ کا نام لکھدیا تو اس کے صحیح تسلیم کرنے میں خود غواصی کا ایک شعر مانع ہے

برس یک ہزار ہور پنچ تیس میں   کیا ختم یو نظم دن تیس میں

وہ کہتا ہے کہ ایک ماہ کی مدت میں اس نے یہ مثنوی ختم کی۔ اس کا تصفیہ ہمارے خیال میں اس طرح ہوسکتا ہے۔ سلطان محمد کا انتقال ماہِ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ میں ہوا۔ اور اسی ماہ میں سلطان عبداللہ تخت نشین ہوا۔ غواصی نے جمادی الاول ۱۰۳۵ھ کے قبل ہی یہ کتاب ختم کرلی تھی۔ محرم سے جمادی الاول تک خواہ کسی ماہ میں لکھی ہو۔ اور اس کا منتظر تھا کہ دربار میں رسائی حاصل ہو اور وہ بادشاہ کے نام سے معنون کرکے خود پیش کرے اسی آرزو میں سلطان محمد کا انتقال ہوگیا اور اسے موقع نہیں ملا۔ سلطان عبداللہ کے تخت نشین ہوتے ہی اسے آثار و قرائن سے یہ محسوس ہونے لگا کہ بہت جلد وہ دربار شاہی تک پہنچ جائیگا

پس اس نے سلطان محمد کا نام اشعار سے نکال کر سلطان عبداللہ کا نام لکھ دیا۔
بجز نام کے اسے اور کوئی چیز بدلنے کی ضرورت نہیں ہوئی ۔ اس قیاس کو اگر
صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بھی یہ ماننا پڑیگا کہ مثنوی سیف الملوک سلطان محمد قطب شاہ
کے عہد کی پیداوار ہے ۔ یہ شعر جس میں سلطان محمد کا نام لکھا ہے اتنا صاف اور
موزوں ہے کہ کاتب کی تحریف کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا مزید کسی شبہہ
کی گنجایش باقی نہیں رہی کہ خود غواصی نے اس شعر کو بدلا ہے۔

نواب صاحب کے کتب خانے کے تین نسخے ہمارے زیرِ نظر رہے۔ ان
تینوں میں تعداد اشعار مختلف ہے ایک میں (۱۸۲۲) اشعار ہیں دوسرے میں
(۱۸۷۲) اور تیسرے میں (۱۶۸۰)۔ آغا حیدر حسن صاحب کے نسخے میں (۱۹۷۵)
شعر ہیں۔ خود غواصی نے مثنوی میں کہیں اشعار کی تعداد کا ذکر نہیں کیا البتہ
ڈاکٹر زور صاحب نے 'اردو شہ پارے' میں اور نصیر الدین صاحب ہاشمی نے
'دکنی مخطوطات' میں لکھا ہے کہ اس مثنوی کے دو ہزار شعر ہیں۔ یہاں ہم نے
جملہ دو ہزار دو سو پچاسی (۲۲۸۵) اشعار جمع کیے ہیں۔ صحیح تعداد کا تعین کرنا بڑی مشکل
ہے اس لیے کہ جن چار نسخوں سے ہم نے یہ اشعار جمع کیے ہیں ان میں سے
کوئی بھی مکمل نہیں ہے جیسا کہ آئندہ نسخوں کی تفصیل سے معلوم ہوگا۔ ان نسخوں میں

اختلاف بھی بہت ہے ۔ ایک ہی عنوان کے تحت اگرچہ سب نسخوں میں تعداد اشعار برابر ہے لیکن اشعار مختلف ہیں ایک میں جو شعر ہیں دوسرے میں اس سے مختلف درج ہیں ہم نے اس طرح ایک عنوان کے تحت جتنے شعر چاروں نسخوں سے فراہم ہو سکے جمع کر لیے جس کی وجہ سے تقریباً ہر عنوان کے تحت ہمارے اس نسخے میں تعداد اشعار زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ آخر میں دو ہزار اشعار سے زیادہ کی تعداد ہو گئی۔ آغا حیدر حسن صاحب کے نسخے میں وجؔدی نے تین عنوان کے قصّوں کو الحاقی بتایا ہے جن کے اشعار کی مجموعی تعداد (۱۵۹) ہوتی ہے یہ (۱۵۹) شعر کم کرنے پر بھی جملہ تعداد دو ہزار ایک سو چھبیس (۲۱۲۶) رہتی ہے نہیں معلوم یہ ایک سو چھبیس شعر کہاں سے آئے ۔ بہت ممکن ہے کہ در اصل اس کے دو ہزار ایک سو چھبیس اشعار ہی ہوں صرف ایک اندازہ معلوم کرانے کے لیے دو ہزار شعر ہونا بتا دیا گیا۔

(۵) زیر نظر مخطوطے

نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے کے تین نسخے ہمارے زیرِ نظر رہے جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے :۔

۱۔ بہ خط نسخ قدیم دکنی بہ ظاہر مکمل ہے لیکن اکثر اشعار کم

ہیں۔ سائز ۸×۵ انچ غیر مجلد خاتمہ پر کی عبارت "تمت تمام شد این کتاب
ہمین حاجی سلیمان بن حاجی احمد ساکن بمبئی" تاریخ کتابت اور کاتب کا نام نہیں
ہے لیکن رسم الخط سے قدیم معلوم ہوتی ہے۔ تعداد اشعار (۱۸۲۲) ایک ہزار
آٹھ سو بائیس ہے۔

۲ - کراؤن سائز مجلد بہ خط فارسی صاف اور واضح۔ فارسی عنوانات
کے ساتھ آخر میں داستان کے خاتمہ کا ایک ورق نہیں ہے اس کے بعد کا حصہ
مکمل ہے داستان کا آخری شعر جو اس میں درج ہے حسب ذیل ہے:-

"خوش نکہ چیر تھے سارایاں کوں شادی ہوی او شادی بڑی کیقبادی ہوئی"

تعداد اشعار (۱۸۷۲) ایک ہزار آٹھ سو بہتر ہے۔ کاتب کا نام وغیرہ کچھ نہیں
صرف سنہ کتابت ۱۰۶۰ھ لکھا ہے لیکن یہ غلط معلوم ہوتا ہے اور بعد میں کسی کا اضافہ
نظر آتا ہے کیونکہ رسم الخط سے یہ کتاب عہد قطب شاہی کی نہیں معلوم ہوتی اور نہ
کتابت سے کیونکہ اکثر الفاظ کا املا بجائے قدیم صورت میں ہونے کے جدید شکلوں
میں لکھا ہوا ہے۔

۳ - ڈیمی سائز مجلد قدیم شکستہ خط۔ اس جلد میں پہلے چندر بدن ماہیار
مصنفۂ مقیمی، لیلی مجنوں مصنفۂ عاجز درج ہیں آخر میں مثنوی سیف الملوک ہے

جو ناقص الآخر ہے داستان کا آخری حصہ اور خاتمہ کے اشعار نہیں ہیں اس نسخہ کا آخری شعر یہ ہے:-

"نگر گلستاں ارم کا تمام   ہو اصاف جیوں جام جم کا تمام"

اس سے پہلے کی دونوں مثنویاں چونکہ مکمل ہیں ان کے آخر میں کاتب کا نام و سنہ کتابت حسبِ ذیل مرقوم ہے:-

"تمام شد بتاریخ پنجم و شنبہ شوال سنہ ۲۲ محمد شاہی مطابق ۱۱۵۲ھ در شہر اورنگ آباد در راقم سید رحمت اللہ ساکن دہلی" مثنوی سیف الملوک کی تاریخ کتابت بھی ۱۱۵۲ھ ہونا چاہیے اور کاتب بھی وہی۔

۴۔ ان تین نسخوں کے علاوہ ہم نے آغا حیدر حسن صاحب دہلوی پروفیسر اردو نظام کالج کے کتب خانے کے ایک قدیم نسخے سے اشعار کی صحت میں مدد لی یہ نسخہ مجلد و مطلا۔ رائل سائز۔ نہایت خوشخط فارسی خط میں ہے ابتدا میں نصرتی کی گلشن عشق درج ہے جو ناقص الاول ہے اور آخر میں سیف الملوک ہے جو ناقص الآخر ہے آخری تقریباً (اسّی) شعر نہیں ہیں۔

یہ نسخہ "ڈبی تھی سننے میں یں جاں تہاں   کہ ایسا سخی بے بدل ہے کہاں"

پر ختم ہوتا ہے اور نہایت اہم ہے کیونکہ اس کا کاتب قریبی زمانے کا ایک

مشہور دکنی شاعر وجدی ہے جس کی تصنیف پنچھی باچا ہے۔ وجدی نے داستان کے متن میں کچھ اضافہ کیا ہے اور حاشیہ پر انہیں الحاقی لکھا ہے چنانچہ حسب ذیل داستانیں اضافہ ہیں جو کسی دوسرے نسخے میں نہیں ملتیں:۔

(۱) گرفتار شدن سیف الملوک بدست کفتاراں ۴۴ شعر

(۲) رسیدن بہ جزیرہ راکسان و گرفتار شدن ۵۸ ″

(۳) گرفتار شدن بدست دوال پایاں ۳۸ ″

(۴) سلسلہ بیان میں دو جگہ متفرق اشعار کو الحاقی لکھا ہے جن کی تعداد ۱۹ ″ اس طرح جملہ ایک سو انسٹھ (۱۵۹) اشعار کا اضافہ کیا ہے۔ ان اشعار کے الحاقی ہونے کی وجہ وجدی نے یہ لکھی ہے کہ اکثر اشعار بے ردیف و قافیہ ہیں اور یہ غواصی ایسے قادر الکلام کے قلم سے نکلے ہوئے نہیں مانے جا سکتے۔ لیکن یہ وجہ قابل قبول نہیں اس لیے کہ اور اشعار جن کو وجدی نے غواصی کے تسلیم کرتے ہوئے لکھے ہیں ان میں بھی اکثر غلط قافیہ و ردیف کے آ گئے ہیں۔ لہذا یہ تصفیہ کرنا بہت مشکل ہے کہ ان اضافہ اشعار میں کتنے الحاقی ہیں اور کتنے حقیقی۔ وجدی کے لکھے ہوئے نسخے میں جملہ (۱۹۷۵) ایک ہزار نو سو پچھتر اشعار ہیں ایک جگہ وجدی نے عمداً اشعار مہمل کہہ کر چھوڑ دیے ہیں اس طرح تعداد اور بھی کم ہو گئی۔ گلشن عشق کے خاتمہ پر

وجدی نے ان مثنویوں کے نقل کرنے کی وجہ اور تاریخ کتابت خود نظم کی ہے
جس کے آخری شعر یہ ہیں :-

"جیو لگا آپنا مشقت سوں | خوش گوندیا یو ہنر تے نو سر ہار،
خان جو وو ہے سمّی اسمٰعیل | نیک خو نیکنام نیکو کار،
وو کیا جیوں مجے اشارت خاص | لکھ دکھایا شکستہ بستہ نگار،
سال تاریخ بس ہے اے وجدی | سیر گلشن دسے نین کوں بہار،
(۱۱۴۸) ہجری

اس سے معلوم ہوا کہ اسمٰعیل خاں نامی کسی شخص کی فرمایش پر وجدی نے یہ دونوں مثنویاں ۱۱۴۸ھ میں نقل کی تھیں۔ ہم نے فٹ نوٹ میں جو اشعار کے نسخے دیے ہیں ان میں تمیز کرنے کی خاطر نواب صاحب کے پاس کے نسخوں کے لیے (س) اور آغا حیدر حسن صاحب کے نسخے کے لیے (ح) لکھا ہے۔

عہد قطب شاہی کی مثنویوں کا معیار معلوم کرنے کے لیے ایک ملک الشعراء کی مثنوی سیف الملوک سے بہتر نمونہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ ارباب تحقیق اپنی ادبی کاوشوں کے لیے اس مثنوی سے بہت کچھ استفادہ کر سکتے ہیں فقط

یکم فروردی ۱۳۴۳ فصلی

میر سعادت علی رضوی۔ ایم۔ اے



ملا غواصی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

الٰہی حکمت کا الٰہی سو توں ۔۔۔ کرنہار حم بادشاہی سو توں
(دنیا ۔ تو ۔ کرنیوالا ۔ ہمیشہ ۔ تو)

ترے حکم تل تو گرد اسماں سے ۔۔۔ رعیت ملک تیرے فرمان کے
(تابع)

بہر بالیس گرہاں بیچ تارے حشم ۔۔۔ کریں نوبتاں سوں النگ دم بدم
(بہرا ۔ اِس ۔ نیچ ۔ چھلانگ)

فرنگیاں سوں بجلیاں کے پرچ ساز توں ۔۔۔ زحل کوں رکھیا کر فرنگ داز توں

جہاں لگ جو بادل کے ہیں گڑگڑات ۔۔۔ تیری فتح دولت وماے کے ٹھاٹ
(تک ۔ گرج ۔ نقارے ۔ سازوسامان)

ہتی تیرے دربار کے پہاڑ سب ۔۔۔ چھڑی دار تجہ دار کے جھاڑ سب
(ہاتھی ۔ پہاڑ ۔ چوبدار ۔ گھر دروازہ)

جو بارہ اماماں ہیں اُن پر سلام ۔۔۔ سو بارہ سلحدار تیرے مُدام

نبیاں ہور بعضے ولیاں ہیں جتے ۔۔۔ ترے دار کے سرگرو ہیں وِتے
(اور ۔ جتنے ۔ اتنے)

اتیری بادشاہی کو کچھ انت نیں　　تیرے ملک ہیں غیر کون نپت نیں

اخزنیے بھریا غیب کے غیب تے (۱۰)　　ہوا توں اپیں پاک پھر عیب تے

بسایا ہے ترجگ کا یک ہاٹ توں　　دکھایا ہر ایکس کون یک باٹ توں

کھلایا جنت کی کواڑاں تہیں　　بندہایا شفق کے پہاڑاں تہیں

چندائیں تے توں چندنا کاڑتا　　سورج تے گرم دہوپ توں پاڑتا

دکھاتا تماشے عجب دور تھے　　دیاتا ہے لکھ نور یک نور تھے

ہریا کر رکھیا توں زمیں سات کون　　دیا رنگ پھل پھول ہور پات کون

نوے پھول ڈالیاں پہ بار آئی سو　　او تشریف ہے تجھ کنے پائی سو

جو کچھ توں کرے سو سرے جم تجھے　　سدا سیوے ہل سات عالم تجھے

غواصی جو تجھ دار کا خاک ہے　　تیری باٹ کا محض خاشاک ہے

دکھا کیمیا کر توں مجھ خاک کون　　دے رنگ باس مجھ دل کے پھل پانک کون

ع - اہے پاک توں عیب ہر عیب تھے ۔ (ح)

ن - کھلا پھول کر ہنج خاشاک کون ۔ (ح)

دُعا

رحیما سچا توں غنی ہوئے رے — غنی تجھ بغیر از نہیں کوئی رے

توں مقبول ہے مقبلاں کا سچیں — تہیں نور روشن دلاں کا سچیں

جو کوئی زندہ دل ہے توں اُن کا حیات — جو کوئی ہو وے تجھ سات تو ان کے سات

جو ہوں یا الٰہی ترا داس میں — کیا ہوں بہت ایک تیری آس میں

تو مجھ داس پر کھول در فیض کا — میرے من منیں بھر اثر فیض کا

طراوت دے مجھ آس کے باغ کون — دوا بخش مجھ درد کے داغ کون

وفا میں بڑا کر جواں مرد مُج — تیرے باٹ کا کر کے رکھ گرد مج

عطا کر مجھے کچ تیری ناؤں سوں — دے پرواز مجکون بلند دھانوں سوں

تیرے نور کی رہ دکھانا مجھے — دلا عاقبت کا بچھانا مجھے

جلا دے میرے جیو کی آگ کون — دے رنگ باس مجھ دل کی پھل پھاک کون

سدا کسب میرا سو اخلاص کر — تیرے خاص بندوں میں مجھ خاص کر

جِکا جوت تج دھیان کیرا رتن — میرے من کے صندوق میں رکھ جتن

ہُماں کر مجے باٹ کے اوج کا — شہنشاہ کر گیان کی فوج کا

مسیحا کا دے منجکوں آثار جسم — میری جیب کوں کر شکر بار جم
بھرا ھرت کے چشمے میرے کلک میں — رتن غیب کے لیا میرے سلک میں
جو غواص ہو تج سرا تا اچھوں — نوے مضمناں ڈھنڈ لیا تا اچھوں
بحق نبیؐ ہے جو تیرا رسول — مناجات غواص کا کر قبول

در نعت

سچا توں محمدؐ سچا مصطفےٰ — سچا ہے توں احمدؐ سچا مرتضےٰ
توں طٰہٰ توں یٰسین توں ابطحی — توں اُمّی توں مکّی توں مرسل سہی
توں اول توں آخر۔ توہی ہے امیر — توں ظاہر توں باطن نبیؐ بے نظیر
تہیں ہاشمی ہور قریشی رسول — جکچھ توں کہے سو کرے رب قبول
توں قائم توں حجّت توں حافظ سچا — توں شافع توں سابق توں واعظ سچا
نقی ہور سخی توں ولی ہور خلیل — دیا تج نبی ناؤں رب الجلیل
خدا کے نبیاں کا سو سلطان توں — دیو نہار ساریاں کوں ایماں توں
توں صاحب سچا ہے جگت تین کا — سدا تج تھے معمور گھر دین کا

توں ظاہر توں پنہاں اچھے سب سیتے | ولے ہر کڑی ہل اچھے رب سیتے
زمیں تھے عرش پر گئے شہ سوار | کرے توں گذر پل میں کئی لاکھ بار
ملائک یو پروانہ تج نور کے | ولیاں سارے ذرہ ہیں تج سور کے
طلب کا جو سر پر رکھیا تاج توں | دیا تل میں جا نور معراج توں
خدا ہور تج میں جدائی نہیں | کسے رب سوں یوں آشنائی نہیں
ہتیلی تیرا لوح انگلی قلم | تیری مشت میں عرش کرسی ہے جم
خدا کا جو عالم ہے ہجدہ ہزار | رہیا ہے تیرے چھاؤں تل برقرار
تو جس ٹھاؤں اپنا رکھے پاؤں تیں | تو ورحال جیو آوے اس ٹھار کوں
زباں دیوے توں بے زباناں کے تئیں | فرح بخش جیواں کے کاناں کے تئیں
توہیں معجزیاں کوں سو دیکھلا ہنار | توہیں سب کوں جنت میں لیجا ہنار
غواصی جو صدقا ہے تج ناؤں پر | فدا جیو ہے اس کا تیرے پاؤں پر
نبی کے ابابکر اصحاب ہیں | سو دوسرے عمر ابن خطاب ہیں
سو عثماں نبی کے بڑے یار ہیں | ہمیشاں وو ان کے وفادار ہیں

تحیات اُن کے اوپر لاکھ لاکھ مخالف انو کھے اچھو جم ہلاک
رہیں

مدح حضرت میراں محی الدین قدس اللہ سرہٗ

قسم کھاؤں میں سورہ یٰسین سوں کہ حق بعد ہے جیو میرا تین سوں
حمایت جو مج بس اہے تین کا محمدؐ۔ علیؓ۔ ہور محی الدین کا
کہ یو تین سو ایک ہیں دوئی نیں دو دیکھے سو احول بنا کوئی نیں
ولیاں میں ولی سو محی الدین ہیں مقرب ولی سو محی الدین ہیں
محباں جتے ہیں سگل طالباں (۹۰) یو محبوب کے ہیں و و سب مطلوباں
تہیں غوث اعظم سو مشہور ہے چراغ نبیؐ کا تہیں نور ہے
خدا کے سو ہے شیر کا شیر یو دہرے سب منے تیز شمشیر یو
کہ اس بات شاہد ہے بندہ نواز محمد حسینی ہے گیسو دراز
محی الدین کا قدر انو فام اپیں کہے ہیں لوؤ ہور نہ نام آپیں
جکوئی جو محی الدین سوں پھر پڑے ٹوٹے گردن اسکی تلیں سر پڑے
اسے چھوڑ جو کوئی منگے دین کون نہیں دین و ایماں اس ہین کون
حقیر۔ ذلیل

نہ اس کو خدا نا محمدؐ ۔ علیؑ　　　دیوانا کُتا ہو پھرے ہر گلی

جو کوئی ایک دل ہے محی الدین سوں　　　سرافراز ہے او دنیا دین سوں

چھپے جس تھے خوش یو ولیاں کا ولی　　　خوش اوس تھے خدا ہور محمدؐ علیؑ

کہے غین ہور دا و الف صاد اے (۱۰۰)　　　محی الدنیاں کون اچھے یاد اے

یہ　　　یہ

جہاں لگ محی الدنیاں ہیں تمام　　　ہیں مقبول اللہ کے والسلام

غواص　　　محی الدین کے پیرو

تعریف سلطان عبداللہ قطب شاہ

جو سلطان عبداللہ آفاق گیر (ن)　　　سو لکھن شہنشاہ گردوں سریر

نیک بخت

چندا چونداں خسروی بُرج کا　　　امولک رتن حسن کے دُرج کا

انمول موتی

سگل پادشاہاں میں اس کا ہے ناؤں　　　اسی قطب کا قطب تارا ہے چھاؤں

تمام

سلیماں کے جو تخت کا ناؤں ہے　　　عطا شہ کوں او تخت کا ٹھاؤں ہے

پریاں دیو آویں وطن چھوڑ سب　　　کھڑے ہور ہیں ڈرتے ہت جوڑ سب

ہاتھ

نت اس شہ کے سیوک ہوں سیویں تمام　　　دیکھن شاہ کوں یوں کہ لیویں تمام

ہمیشہ　　　دیکھ کر　　　کہیں

(ن) سو سلطان محمد قطب شاہ گنبھیر　　　جگ آدھار ہے ہور جگ دستگیر (س)

مگر پھر کہ دنیا میں اوتار ہو — سلیمان آیا تخت سوار ہو
عجب کیا جو شاہاں مل آویں تمام — سو بندگی کا خط دیکھے جاویں تمام
جلالت بھریا حال دیکھ شاہ کا — کلیجا پھٹے مہر ہور ماہ کا
گئے عدل یو شہ ہر یک ٹھاوں سوں — کہ نوشیرواں کا چھپا ناؤں سوں
دلیراں سو ہیبت تھے کہتے ڈریں — گویاں ہیں تے شیراں نکلتے ڈریں
اسی شہ دلاور کے ڈر واسطے — ستارے (گوی) کھڑے ہوں نہ سک نہاستے (بھاگتے)
اگر شہ جو فرماوے یک تار کوں — چلاتا لیکر آوے سنسار کوں
بچن سن کے یاجوج شہ دہاک تے — چھپا جاکے پاتال میں خاک تے
قوت شہ کا پاکر مکھی سار کی — تھپیڑاں سو رستم کے مکھ مارتی
حمایت سو شہ عدل کا پاؤں کر — بدل جا وطن کر رہیا باؤ پر
دسے شہ کوں یوں ہات تیغ آبدار — کہ حیدر کے جیوں ہات میں ذوالفقار
جم اس شہ کوں یو کامرانی سجے — عدالت میں نوشیروانی سجے
اگر علم کی بات پوچھے جسے — اندازا نہیں مارتے دم کسے
کہ ہیں شہ کوں روشن گپت (پوشیدہ) راز سب — چھپے غیب کے جو ہیں آواز سب
اگر کوئی لیویں گوند (سونچ) کچ دل منے — کہے کھول شہ فام کر (معلوم کرکے) تل منے

منگے دل جو ٹک شاہ گنبھیر کا — پَوَن (ہوا) پر بند ہاوے محل نیر کا

لٹکتا جو شہ جاوے جس ٹھاوں چل — ہوا آ پڑے فرش ہو پاؤں تَل (پانی)

انبر سات (آسمان) جو گرد گھیرے اہیں — سو شہ کے رنگا رنگ ڈیرے اہیں

رضا شہ کی ہووے ذرا چور کا — لیویں تل منے تخت چند سور کا

خزینے جو ہیں شہ کے بھرپور ہو — جواہر کے ہیں عین سمدور (سمندر) ہو

جتا اُس خرچتے تو سرتا (ختم ہوتا) نہیں — جتا لیا کہ بھرتے تو بھرتا نہیں

نہ ایسا کہیں شاہ سو جان ہے — نہ ایسا دلاور کہیں جُوان ہے

نہ شہ سیار (مانند) سورج کس اسمان ہیں (۱۳۰) نہ شہ سار تن ہے کسی کھان (کان) ہیں

فدا شہ پہ چند سور آسمان کے — جتے ہیں رتن جگ کیرے کھان کے

غواصی جو شاعر ہے شہ کا مدام — کرے یوں دعا شاہ کوں صبح و شام

جہاں لگ یو دنیا بسن ہار ہے — جدہاں لگ یو انبر نراد (بے سہارا) ہار ہے

جہاں لگ اچھو شہ کی شاہی قرار — رکھے امن سوں شہ کوں پروردگار

اچھو دوستاں شہ کے شہ چھاؤں تل — دیڑے (دشمن) ہور سب دشمناں پانوں تل

کہ شہ گھر سدا عیش کا کاج اچھو (رہنے) — بسے لگ دنیا شاہ کا راج اچھو

(∴)

تعریف سخن

قلم کاف ونوں تھے جو نکلیا بہار — سو پہلے بچن کوں کیا آشکار
بچن کا پڑیا ناد سروں منے — کیا ٹھار آ جیو کے تن منے
جکچ راز پردے میں ہیں غیب کے — جو کچھ ہیں چھپے بھید لاریب کے
وتے سب بچن میں سماتے اہیں (۱۴۰) بچن ہیچ تھے بہار آتے اہیں
بچن تھیں سدا جیب کوں روچ ہے — بچن تیچ بھرپور سب کوں ج ہے
بچن عرش کرسی پو تھے دلمئے ہیں — بچن آدمی کے بدل آئے ہیں
بچن کا فضیلت جم اونچا اہے — بچن کے نہ کوئی حد کوں پونچا اہے
بچن کا اہے گرم بازار جم — بچن کوں پرو ہے ہریک ٹھار جم
بچن تیچ ہووے خدا کا صفت — بچن تے ہووے نعت اور منقبت
بچن تے شہاں کون سراتے اہیں — بچن تیچ بھو مان پاتے اہیں
بچن تے سوالاں جواباں ہوویں — بچن تے حساباں کتاباں ہوویں
بچن تھے مراداں جگت پاوتے — بچن تھے ملک ہور گراں آوتے
بچن تھے بھلے اور برے کام سب — ہر ایکیں کوں ہوتے اہیں فام سب

بچن تیغ ہووے سدا صلح و جنگ — بچن تیغ حاصل ہووے نا ؤ ننگ
بچن تھے ہوئی فام نیکی بدی — بچن تھے ہووے منتہی مبتدی
بچن تھے دلاں ہات لیتے اہیں — بچن تھے کیتے جیو دیتے اہیں
بچن تھے چلے دین و دنیا تمام — بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام
بچن تھے گھراں ہوتے ہیں کھڑے — بچن تیچ ہوتے ہیں لوگاں بڑے
بچن موتی ہیں جیو کے کان کے — بچن پر تھے واریں رتن کھان کے
بچن کی یو جھلکار نو بھان میں — ستارا انہیں ہے کِس آسمان میں
بچن غیب کے ہیں عجب جوہراں — بچن کے سو ہیں جوہری شاعراں
بچن کے سمند کا ہوں غوّاص میں — دھرنہار ہوں موتیاں خاص میں
جگت جوہری سب میرے پاس آئے — میرے خاص موتیاں کوں جیو کر لجائے
چڑے ہات موتی یو جس راج کے — تو سر پر رکھے جوڑ اوپر تاج کے
اُنن کا بہا کوئی دے نا سکے — بغیر راج بھی کوئی لے نا سکے

عن
جگت جوہری چل جو مجھ پاس آئیں
تو اس خاص موتیاں کوں جیو کر لجائیں (ح)

درحسب حال خودگوید

جو یک دیس نکل میں سحرگاہ کر | چلیا پھول باڑے کدن خیال دَھر
سو یوں کچھ وہاں پھول بار آئے تھے | سبز پوش ڈالیاں پہ جھلکائے تھے
مگر پاچ سوں شمع کے جھاڑ کر | دیوے لیائے تھے نور کے سر بسر
ہیرا روح پروانہ کے سار کا | جو عاشق ہے نوروں کی جھلکار کا
دیکھ اس شمع کے جھاڑ کوں نور کے | لگیا پھرنے خوش کھول نکھ سور کے
منجے حالت استہار پیدا ہوا | سعادت کیرا دن ہویدا ہوا
میرے بخت کا سور جھلکا ئیا | مُکھ اقبال جو ندہر تھے دکھلائیا
کواڑاں کھُلے سب میرے فام کے | کھُلے پھول مقصود کے کام کے
میرا[ع ن] جیب بلبل ہو بولن لگیا | چُھپے غیب کے نغمے کھولن لگیا
ہوا عقل کا دست مایا مجھے | تو اس دہات خاطر میں آیا مجھے
کہ پنجاؤں نا دل تے تازا نگار | جو دنیا میں اپنا اچھے یادگار

ع ن ۔ وجدی کے لکھے ہوئے نسخہ میں جیب کو مونث لکھا ہے یعنے "میری جیب بلبل ہو بولن لگی"

میں یو بول پورا کیا نئیں لگوں   ندا غیب کا آئیا مجکوں یوں

کہ اے تانرے نقشاں کوں پچا نہار   بچن غیب کے ڈھنڈ ڈھنڈ لیا نہار

نبا یک طرح توں کہ یو وقت ہے   تسوں یار جواب ترا بخت ہے

کھلا ہے ترے مکھ پہ در فیض کا   ہوا ہے عطا تج اثر فیض کا

نکل آ فصاحت کے میدان توں   بچن کے ترنگ کوں دے جولان توں
(گھوڑے)

کہ اس ٹھار تج بن نہیں کوئی اب   لجا توں بلاغت کیرا گوئے اب

کہ سیف الملوک ہور بدیع الجمال   یو دونوں ہیں عالم منے بے مثال

ان دوئی کا داستاں بول توں (۱۸۰) سو دفتر ان عشق کا کھول توں
(ان) (ان کے)

کہ کئی داستاں جگ میں ہوگئے اہیں   ولے کوئی ایسا نہیں کئے اہیں
(بہت) (کہے)

تیرے تائیں آیا ہے یو داستان   ظفر تج کوں لیایا ہے یو داستاں
(پاس)

پڑیا یو ندا جوں میرے کان میں   کھڑا آ فصاحت کے میدان میں
(جوں ہی) (لایا)

میرا دل خزینہ جوں معمور ہے   بچن کے جواہر سوں بھرپور ہے
(کی طرح)

لگا رو لنے تائیں میں جوہراں   دیا یا تجلیاں میں نو انبراں

کیا شعر تازا بڑے چھند سوں   ہر یک بند بیلا ٹھیا بند سوں
(کہا) (بٹھایا)

جو لفظاں ملایا رنگیلی نچھل   پرویا جواہر کی چھیلی رنچھل
(کمال) (گچھا)

خیالاں کے فوجاں کو دوڑا ئیا — ہزاراں نوے تشبیہاں لائیا

بنایا نوے مضموناں ہور بھی — دیا طبع کو زور پر زور بھی

رچیا بول پر بول یوں رس بھرے (١٩٠) جو اس تھیں مٹھائی کے بچھراں جھڑے

میرا گیان عجب شکرستان ہے — جو اس تھے میٹھا سب ہندوستان ہے

جتے ہیں جو طوطی ہندستان کے — بھکاری ہیں ہنج شکرستان کے

شکر کھا میرے شکرستان تھے — مٹھے بول اوٹھے او اپس گیان تھے

کہیا ہیں جو کچھ آئی سو فام ہیں — کیا ناؤں یک روم ہور شام ہیں

اُچایا طرز ایک تازا میٹھا — جگت بیچ پاڑیا آوازا میٹھا
(دنیا — نکالا — شہرہ)

دکھایا ہنر موشگافی کیا — سلاست کے تئیں سر تے صافی دیا
(نئے سرے)

نزاکت کوں ہیں آپ لے خیال تھے — دکھایا ہوں باریک کر بال تھے

دیا تازگی شعر کے دہات کوں — سحر کر دکھایا ہر یک بات کوں

لطافت منے ہیں سخن سنج ہوں — دہرنہار لاک غیب کے گنج ہوں

جو ہیں ہم سوں طبع آزمائی کروں (٢٠٠) تو ساریاں اوپر پیشوائی کروں
(سب)

کہوں تازے مضموں یک تل منے — کہ بید اُبلتے ہیں مجھ دل منے
(میں — میں)

ہنر کی گوی کا سو میں باگ ہوں — بچن کے اوتم گنج کا ناگ ہوں
(شیر — میرے)

سکے کون ملنے میرے طور میں　　کہ رستم ہوں میں آج کے دور میں

میری جیب عجب کھرگ (تلوار) ہے آبدار　　سدا اتھر پانی دھرے بے شمار

ہیں آپ جیب کی کھرگ تاثیر تھے　　بچن کا لیا ملک یک دھیر تھے

فہم کا سو گنبھیر دریا ہوں میں　　جواہر کے موجاں (موجوں) سوں (سے) بھریا ہوں میں

عطارد سو ہے کلک مجھ ہات کا　　دوات ہے سو میرا چندر رات کا

گگن ساتوں دفتر میرے شعر کے　　ستارے سو جوہر میرے شعر کے

جو کچھ تشبیہاں (تشبیہیں) خوب معقول ہیں　　میرے خیال کے بن کے وہ پھول ہیں

میرے طبع کا جھاڑ جم لیاوے بار (۲۱۰) کھلے[ن] پھول تسکوں ہزاراں ہزار

یو امرت سو بتیاں بڑے شوق سوں　　ہیں لکھنے لگیا دل کے ات ذوق سوں

قلم جیو پا چلبلانے لگیا　　دو[۲] جیباں سوں مجھکوں سرانے لگیا

جہاں ہووے مذکور یو (یہ) داستاں　　دلاں (دلوں) کوں دیوے (دے) سرور (مسرت) یو (یہ) داستاں

سنیں عاشقاں یو تو حیراں ہوئیں　　پڑھیں پیر مرداں تو پھر جواں ہوئیں

نرنجن جگپت کا توں سامی اہے　　دیاونت (کرم فرما) داتار نامی اہے

ن۔ ثریا کے جھونکے ہزاراں ہزار (ح)

بلی جاؤں اُس کی دیا کے اوپر　　مہربان رب کی مِیا کے اوپر

جو مجھ دل کے سمدور پر دوڑیا　　عنایت کیرا سانت برسایا

سو مہیرے خیالاں کے سیپیاں منے　　ہریک بُند تِس سانت کے آچھے

سو یوں کوچ موتیاں اُبلنے لگے　　خیالاں کے سیپیاں میں ڈہلنے لگے

جو دل سمد کوں موج پر موج آئی　　ہریک موج چوندہرتی جوں فوج آئی

سو فوجاں مجھے شوق میں لیائے ہیں　　جواہر کی جھلکار دکھلائے ہیں

جو غواص ہوں میں کمر باندیا　　سو سمدور میں دل کے ڈبکی لیا

سو یوں موتیاں ڈھال لیانے لگیا　　جواہر کے لیار اس بھانے لگیا

جو سات انبراں میں سمانا سکے　　کسی کے حساباں میں آنا سکے

سو موتیاں کے انگے لیار اس ہیں　　مدد منگ اپنے خدا پاس ہیں

پرونے لگیا بیس آپ ہات سوں　　رنگا رنگ ہاراں بہوت بھانت سوں

ہریک ہار سینگار سنسار کا　　سورج ہو ڈلے جوت ہر ہار کا

کہوں داستاں سر بسر کھول میں　　کروں جگ کوں بیتاب اٹھوں بول میں

آغاز داستاں

کہ حضرت سلیماں کے وقت پر — انتھا مصر میں راج ایک بخت ور

نگر مصر کا تس انتھا تخت گاہ (۲۳۰) انچھے تس غضب تل سکل بادشاہ

نول عاصم اس راج کا نیک ناؤں — شہاں میں انتھا اس شرف وں ٹھاؤں

او دانا و عاقل جواں مرد تھا — مسلماں خدا ترس با درد تھا

بنداس کے گھر کا سو اقبال تھا — بسا سوں اسے کوٹھریاں مال تھا

انچھے گھوڑے پاگاہ میں نولاک اسے — تیر انداز تفنگی تھے سولاک اسے

انتھا لشکر اس کے گنے بے شمار — شجاعت میں ہور عدل میں نامدار

چلا جگ اپر حکم ہر سال یوں — کیا بادشاہی سوں خوشحال یوں

اوک چھاؤں کا رو کہ تھا شہر یار — ولے سرو آزاد جیوں تاجدار

سدا راج کرتا اتھا آپ ستا — ولے اس کوں بیٹی نہ بیٹا اتھا

سو یکدیس اپس میں اندیشہ کیا — فکر زاد ہو من میں یوں لائیا

ع ن۔ سخاوت

کہ اپس ملک مال پروردگار ۔۔۔ یتا کچ دیا ہے جو نیں اس شمار

ولے کوئی جتن اس رکھنہار نیں ۔۔۔ کہ مج بعد میرا کوئی اسٹہار نیں

نجانوں یو مال ہور ملک یو ولات ۔۔۔ پڑیگا کسی جا کے دشمن کے ہات

اگر کوئی فرزند ہوتا منجے ۔۔۔ تو یہ جگ میں آنند ہوتا منجے

بڑا ناؤں ہوتا میرا ٹھار ٹھار ۔۔۔ دنیاں میں رہتا یک میرا یادگار

حکومت میرا ہات چڑتا اُسے ۔۔۔ یو مال ہور ملک سب سنپڑتا اُسے

دریغا بڑا غم ہے منج دل منے ۔۔۔ نجانوں بہجن ہوے کس تل منے

پشیماں اس دہات ہوتا اچھے ۔۔۔ اپس میچ جھک جھک روتا اچھے

صبا اٹھ کرے خیر خیرات بھوت ۔۔۔ کہ ہوتا کہ فرزند اپسے ترت

خدا کے ولی خوب اچھے کوئی جہاں ۔۔۔ تنگے پاؤں سوں جائے چلتا وہاں

منگے جا کے پہلے یہی مدعا ۔۔۔ کرے خدمت ہور اون کی لیوے دعا

سدارات دن اسکوں یہی کام تھا ۔۔۔ نہ نیں نیند نا دن کوں آرام تھا

ہوا اس فکر کے تھے آدہیٹر ۔۔۔ لیا دو کہہ بچارے کوں چوندہر تے گھیر

سٹیا بادشاہی تھے امید سب ۔۔۔ وہ چینتا ہوا من میں غم بہید سب

پھرایا قناعت سٹیا تن کے بھیس ۔۔۔ چھلے بیٹھیا گھر میں چالیس دیس

وزیراں جو دولت کے تھے ٹھار ٹھار (جگہ جگہ) — ملے شہ کے دربار سب ایک بار

جو کوئی جو وزیراں منے خاص تھے — جو شہ سوں دہر ہنار اخلاص تھے

سوا دیس ہور صالح ابن حمید — یو دونوں کمر باندھ ہو مستعید

مہابل کنے پیش ہوئے سوں بچار (یہ سوچ کر) — بھجن کرنے دو (دور) کہہ شاہ کا کر قرار

ادب سات ل شہ کے آ نگے ہوئے — درس (منہ) شاہ کا جوں بجھا دیکھئے

سو غمگین دسیا (دکھا) شاہ کا حال سب (۲۶۰) کبودی (نیلا) ہو رہیا ہے رنگ لال سب (غور سے)

بہتیر گئے ہیں دیدے (آنکھیں) دوکھوں میں پکر — گئی ہے فکر تے کمر بیس (بیٹھ) کر

کہ جا گئے (جگہ) پہ خطرہ نہ تھا ٹھار کوچ (اندر) — نکل جیو جانے نہ تھا بہار کوچ

کہے آکے اے خسرو نامدار — رکھے تجکوں خوشحال پروردگار

توں کیا فکر کرتا ہے دن ہور رات — یو کیا کام ہے توں جو پکڑیا ہے ہات

نزیک (نزدیک) ہے جو لشکر ہیں فتنا اٹھے — خلل ہووے ہور ملک تیرا لٹے

کہ یو کام تج شہ کوں واجب نہیں — تیری عقل کوں یو مناسب نہیں

اگر کوئی شاہاں سنیں گے یو بات — تو خوش ہاں (عزت) سے نا کسے دہات دہات

توں عارف ہے تجکوں ہمیں کیا کہیں — تیرا حال یو دیکھ کیوں چپ رہیں

شہنشاہ اس بات کوں سون (سن) کر — دیا جاب (جواب) معقول یوں چون (سوچ) کر

کہ اے خیر خواہاں اَدِکھہ فام کے (۲۷۰) تردد کر نہار ہر کام کے

ہیں اس وقت وو شاہ گمبھیر ہوں کہ جوڑا نہیں منج جہانگیر کوں

کہ شاہاں نہ سوئیں میرے دہاک تھیں لرزتے مرے عدل کے ہانک تھیں

جو ہٹ کر اگر میں دھروں دل منے تو دشمن کوں رہنے نہ دیوں تل منے

(جو ہٹ کر اگر میں کروں دل میں دند تو رہنے کسی کوں نہ دیوں اند گیند)

کسی شاہ کا ڈر نہیں کچ مجھے ولے ایک یو غم کیا ہُچ مجھے

شہاں میں اگرچہ ہوں میں جگ پتی ولے گھر کوں نیں کوئی دِیوا بتی

یہی ہے میرے دل کوں دھڑکا بڑا سو کیوں مُلک مج بعد ہوگا کھڑا

اسی واسطے سخت دلگیر ہوں نہیں حال کوچ مج تے تغیر ہوں

وزیراں سُنے شاہ سوں یو بچار شہنشاہ کوں دھیرک دے ست ایکبار

نجومیاں کو یکدہرتی حاضر کئے چھپا شاہ کا راز ظاہر کئے

دیکھے کھول جیوں شہ کے طالع قوی (۲۸۰) خوشی سب کے تیں لکھ دکھائی نوی

ستارا اُٹھا جاگہ شہ بخت کا ہوا وقت خوبی کیرے وقت کا

شہنشہ کے طالع قوی پایکر بشارت دیے شہ کوں یوں آئیکر

کہ اے بادشہ بھوگنی بخت ور توں فرزند کے کارن اب غم نہ کر

یمن کے جو راجے کی بیٹی ہے ایک | چندر سور کھاتے ہیں رشک اسکوں دیکھ
اوسے منگ تج شاہ کوں وو سجے | کہ دیگا خدا اس تھے فرزند تجھے
سنیا اس بشارت کو جوں شہسوار | خوشیاں ساتھ گھر میں تھے نکلیا بہار
پریشان خاطر ہوا جمع نو | لگا دیپنے من کپرا اس شمع نو
کیا سجدہ اس وقت شکرانے کا | سو پایا جو تھا دعا پانے کا
مہاراج گنبھیر عاصم نول | چرٹیا دیک اپس ہات اقبال پل
بلا بھیجیا سب امیراں کے تئیں (۲۹۰) | گیئی پیشوا ہور وزیراں کے تئیں
دیا حکم آنند پا بے حساب | لکھیں نامہ شاہ یمن کو شتاب
جو لکھنے کوں نامہ جوں آیا دبیر | اشارت سوں من شہ کا پایا دبیر
سمجھ شاہ کے دل کے سورات کوں | لکھیا نامہ بیگی کر اس دھات سوں
کہ اے بھوگنی شاہ سمرت سجن | تمھارا سدا اگرم اچھو انجمن
جہاں آفریں ہے جو سب پر قدیر | جگ آدھار ہے ہور جگ دستگیر
جو تمنا کوں کر بادشاہِ یمن | کیا ہے عطا تخت گاہ یمن
بڑے ہیں تمھیں نیک نامی میں آج | دسیں بے بدل احتشامی میں آج
بہوت دن تھے منج دل میں اے شہسوار | محبت تمھارا کیا ہے قرار

اگر چہ ہیں ظاہراً دو ہیں دور — ولیکن ہیں باطن میں دونوں حضور
میرے دل میں یوں آؤتا ہے اِتال — جو ظاہر و باطن اچھے ایک حال
تمھارا میرا گھر سو ہے ایک گھر — تمھارا کہیا ہے میرے سیس اوپر
ولیکن سنیا ہوں میں تمنا کوں ایک — اُتم پاک دامن ہے فرزند نیک
اگر اس میرے عقد میں لیا نگے — میری نسبت کر مجھ کو دکھلائینگے
تمھارا وفا وار کہلاؤنگا — عزیزاں کے شرطاں بجا لاؤنگا
محبت سوں گزران کر بات کوں — کیا ختم نامے کو اس دہات سوں
جو کچھ خلعتاں خسروانی اِتھے — جو کچ تحفے نادر شہانی اتھے
انعام مرتبہ خسروانی جتیا — کئی لک وضا سوں مہتیا دیتا
دیے دید بے سات حاجب سنگات — ترت بات لائے مراتب سنگات
آنگے مہتراں سوں تحرانا کئے — یمن کے کدن خوش روانہ کئے
ایکیک ملک یکیک شہر یکیک لات — یکیک گڑھ یکیک کوٹ لک دہات دہات
اُلنگتے اُلنگتے چلے تا یمن — خبر کئے یمن کے شہنشاہ کن
کہ شہ مصر کے ملک کا بے نظیر — حجابت کوں بھیجا ہے اپنا وزیر
جو شاہ یمن شہر سنگار سب — کتک سات رچ اپنا بہار سب

مجالس بھرا خسروی شان سُون   بلا بھیجیا سب کوں بہو مان سون (بہت عزت)

وہو نامہ سراسر پڑایا تمام   سو مقصود خاطر میں لیایا تمام (وُہ، پڑھایا، لایا)

ہوا خوش لکھے سو ہر یک بین پر   لے نامہ رکھیا آپ نے نین پر (فقرہ، رکھا، اپنے، آنکھوں)

قبولیا جکچ لیائے سو یادگار   رکھایا جتن یاد سوں ٹھار ٹھار (قبول کیا جوکچھ لائے، جگہ جگہ)

نوازیا سکل خاص ہور عام کوں   دیا خلعتاں سب کوں اکرام سوں (سب)

جو شاہ یمن شادمانی کیا   بڑی میہمانی شہانی کیا

دیا اپنی بیٹی کوں اس شاہ کوں (۳۲۰) بندیا عقد سورج کوں اُس ماہ کوں

تمام اوس عروسی گیری کاج کی   کیا مستعیدی بڑے ساج کی

زرنیا نکے بیجد نچھل دُر جکاں   بڑے مول کے تحفے لاک ورکاں (کام، قیمت)

پریاں سی کنیزاں اُتم ذات کیاں   چنچل چھند بہریاں سورج دہا بکیاں (صاف اصلی، اچھے، کی، عشوہ، طرح کی)

ہر یک صاف تن ڈہال موتی دیسے   نوے رنگ جالی میں جوتی دیسے (دکھے، چمکتی)

سبھی کسوتاں انکوں رنگ رنگ سب   ہر یک خوش نما ہور خوش آہنگ سب (لباس)

غلاماں کیتک خوب صاحب جمال   سُنا باندے کہنڈیاں کیتک کر دھال (سونا۔طلاء)

کیتک طیلے کے مثل تاتار کے   کیتک فرش ہمثیل زر تار کے

دریائی ترنگ ہور ہتی بے شمار   امولک کیتک جنس کے یادگار (گھوڑے، بے بہا)

جو تھا مرتبہ جہیز کیرا جتیا (جتنا) | کیا مستعد یک طرف تھے وِتا
بڑے مرتبے سوں سراہے (تعریف کر) حساب | لکھیا مصر کے شاہ کوں یوں جواب
کہ اے بادشہ جگ پتی نامدار | تیری بادشاہی اچھو (رہے) برقرار
سدا فتح و نصرت سوں توں راج کر | بسے لگ دینا ہِت نوے کاج کر
توں دریا ہے گنبھیر (گہرا) گن گیان (عقل) کا | کہ ہوتا توں فرزند صفوان کا
دَیا (مہربانی) کر جو مجکوں کیا یاد توں | سو روں (رونئے) روں (رونئے) کوں میرے کیا شاد توں
نوازیا مجھے ہور کیا سرفراز | بڑے (بڑھے) عمر کی بیل تیرے دراز
جو کچھ امر تیرا سوں ہیں سر لیا | قبول آپنے (اپنے) جیو دل سوں کیا
کہ میری حیا کا توں جیو دان ہے | فدا تج پہ او پاک داان ہے
جو مجھ ہور فرزند ہوتا اگر | تو یکدہر (فوراً) لے کرتا فدا تج اوپر
مبارک تجھے خواستگاری اچھو | یو ناری سدا تجکوں پیاری اچھو
لکھیا یو نوازش کر اس دہات سات | بڑے غلغلے ہور مراتب سنگات
انند کی خوشی منگ اللہ کن | دیا پالکی بھیج اُس شاہ کن
جو منزل بہ منزل سو آنے لگے | انبر (آسماں) ہور دہرت (زمین) جگمگانے لگے
شتابی سوں چل رات دن آئیے | جو زیبا رتن شاہ تئیں لائیے

جو نزدیک جوں مصر کے آئیے　　　آ نگے ایک حاجب کوں دوڑائیے

جو عاصم نول شہ خبر پائیا　　　اُمس سات خوشیاں منے آئیا

پلاؤ
منگے تیوں انگے اُس کی آیا مراد　　　جکچ دلمنیں تھا سو پایا مراد

کیا کاج کا ساج خوش ٹھارٹھار　　　ہوا جگ میں یو کاج سب آشکار

وو محلاں چتر سوں جتارے تمام　　　صدر خسروانی سنوارے تمام

عقلمندی　　تصویریں بنائے سنوارے
تماشاں سے اسمان کے تا دمول　　　بچھانے لگے جاں تہاں کھول کھول

بٹے باٹ دیگ نورتن کے بچھائے　　　مرصع کے خوش بارگاہاں اُچائے

جگہ جگہ
کدم زعفراں کوں گلانے لگے　　　گلاں حوض خانے بھرانے لگے

پپا مشک گُل نیر میں گھال کر　　　دکھائے نوا ایک برش گال کر
گلاب　　حل کرکے

ملے مجلساں ہور وزیراں تمام　　　سلحدار سردار امیراں تمام

رنگا رنگ ہوا شاہ کا بھار سب　　　جھلکنے لگیا جڑت سنگار سب
جڑاؤی

ہوئے مستعد سب خوش آنیکے سات　　　انند پر انند لاک خوشیاں ہات ہات

رنگیلا حشم گت سو ہر ٹھار رُچ　　　چھپارا استا بھار پر بھار رُچ
مزا

اپے شاہ عاصم ادک ذوق سوں　　　اُمس پا ئیکر من میں اس شوق سوں
بہت

نکل کر کھڑا جوں شہ دانیال　　　خوشیاں تھے کھلیا ہے بدن جوں انگال
پھول　　کھلا

منگا شاہ تیزی پون سا شتاب | نہ صاوج رکھے کوئی اس کا رکاب
سو ہاتاں منے ہین کر ہست کر اتم ذات تیزی کے اوپر ال چڑ
یکس طرف قیصر جو پکڑیا ہے زین | کہ دوجی طرف شاہ فغفور چین
چلیا سامنے ہونے اس حور کوں | نِجھل نور کے پاک سمدور کوں
دمامے لگے پیٹ سوں گا جنے | بجنتر ہر یک جنس کے باجنے
اُٹھے بول جنتر دو تارے تمام | لگے گاؤنے گانہارے تمام
اگر عود عنبر جلانے لگے | بخوراں کے اسمان چھانے لگے
دِکھے لوگ اِس حور کے شاہ کوں | ملے سامنے آکے بھوبان سوں
ہوئے دو طرف تے سلاماں لکیاں | ملے ہور کھلے جوں کلیاں ڈالکیاں
دے تعظیم سب کوں کیا بات شاہ | لے دُنبال سب کوں اپن سات شاہ
جیوں آیا نکل شاہ میدان میں | اوجالا پڑیا سا تو اسمان میں
محل دار ہر یک وو صاحب جمال | اڑانے لگے شہ پہ تنگے رو مال
رومالاں کے عکساں جھلکنے لگے | ہوا پر سو بجلیاں چمکنے لگے

؎ آدہر شاہ فغفور ادہر شاہ چین   دونوں مل کے پکڑے ہیں شہ کیرا زین (ح)

بھرے تھے ہریک ٹھار یوں خاص و عام　　جو چھپ گئے تھے یکد ہر تے تارے تمام
(سارے)
منی ہست آنگے سہا تے اُتھے　　پہاڑاں مگر چل کر آتے اُتھے
(ہاتھی)
ہریک ہست ہیکل مقبول خوب　　مرصع کی پیٹیاں اُپر جھول خوب
(پیٹھ)
ترنگ باؤ کے پاؤں کئی لک ہزار　　چیتر ہیں چیتارے سکے نا چیتار
(گھوڑے)　(منقش)
بچکتے اپن چھاؤں دیکٹھاؤں میں　　مرصع کے نُوڈر ہر یک پاؤں میں
(حلقے)
نفیریاں و برغم اُٹھے یوں تراٹ　　سینے آسمان کے گئے پھاٹ پھاٹ
(بولنے لگے)
سقے بادئے بھرلے پھُل نیر سوں　　چھڑکنے لگے چوکدھن دھیر سوں
(مشک)　(گلاب)　(چوطرف)
جو آہستہ ڈگ ڈگ چلانے لگے　　چندر سور بھانت ہو سرانے لگے[ن]

نظر تل دسیا سارے عالم کوں یوں (۲۸۰) سلیمان شہ عاروس بلقیس جوں
(دلہن)
اپن شہر میں شاہ جیوں آئیا　　محلاں میں سب کوں بلا لائیا
جو اس حور کی آئی جیوں پالکی　　خوشی ہوئی زیادہ نول لال کی
شہنشاہ جیوں لاک درجے سنگات　　چلالے کے خلوت میں تعظیم سات
واشوق پر شوق اس شاہ کوں　　سو دکھیا گھونگٹ کھول اُس ماہ کوں

[ن] ۔ ملک لک وضع سوں سرانے لگے (ح)

تجلی دیکھت ویں ہوا بے قرار — سو دوڑائیاں دل کوں بے اختیار
لطافت سوں کر صلح ہور جنگ کوں — مدن کامتا ہو گیا سنگ سوں
(کامدیو)
اسی رات اُس سات صحبت کیا — مدن کامنی مد پہ عشرت کیا
خوشی سوں لیا شاہزادی کے ہات — بندیا اُس کے گوہر کوں الماس سات
میسر ہوا ذوق دن ہور رات — انند پر انند لاگ خوشیاں دہات
یکایک جو قدرت کیرا ابل ہوا (۳۹۰) کیتیک دن کوں امید کا پھل ہوا
(کا مہربانی)

حکایت تولد شدن سیف الملوک

الٰہی جو صاحب ہے سنسار کا — جو دیتا ہے منگیا مگنہار کا
(مانگنے والے)
جو بیٹا دیا شاہ کوں بے بدل — چندر سور تے خوب نرمل نچھل
سو عاصم نول شاہ پایا ایس — بہر حال فرزند ہوا کر ایس
(ہمت)
خزینے دفینے جو کھولن لگیا — رتن ہیر کے راس کھولن لگیا
(انبار)
گنا یا ترت جگ منے کاج یوں — گنا نا سکے جگ میں کوئی راج یوں
دعا سوں اُچھا ہات بھوت صدق سات — منگیا اپنے فرزند کوں بیحد حیات
(اٹھا)
خوشیاں سات امرت گھڑی فال دیک — سو سیف الملوک کر رکھیا ناؤں نیک
(نیک)

جو تھا صالح اس شاہ کیرا وزیر — خدا اُس کے حق پر ہوا دستگیر

اُسی رات اُسے ایک بیٹا دیا — دیوا (چراغ) اُس کے گھر کا سو روشن کیا

مبارک گھڑی میں دکھیت فال او (۴۰۰) سو ساعد کر اس کا رکھیا ناؤں سو

جو اس حال تھے شہ کوں اپڑے (ملی) خبر — پھو گیا سر تھے (پھر سے) بھی خرمی پائیکر

بلا بھیجیا بیگ (جلدی) صالح کے تئیں — کہیا یوں کہ اس دہات منگتا ہوں میں

جو یو دونوں بالک مل یک ٹھار اچھیں (رہیں) — بڈ ہیں (بڑھ ہیں) ایک دل ہو کہ ہور یار اچھیں

منگا بھیج ساعد کوں ویں شہریار — دو دائیاں رکھیا دونوں کو ایک ٹھار

خوشیاں سوں نجومیاں کوں بھیجا بلا — دیکھیا شاہ زادے کے طالع کھلا

سو طالع ہیں اُس کے یوں آیا نکل — کہ چودہ برس ہیں بیکا یک اول

بڑا غم اُسے ہو (منہ) کہ دکھلائے گا — گذر لے (بہت) جفا اُس اُپر جائے گا

تماشا دیکھے گا بہوت دہات — ہلاک ہوئیگا خلق اُس کے سنگات

ولے شادمانی ہے آخر اُسے — بڑی کامرانی ہے آخر اُسے

سُن اس بات کوں شہ بُرا مان کر (۴۱۰) توکل کیا اپنے رحمان پر

بہر حال دونوں کو پالن (پالنے) لگیا — سو تل تل کوں اسپند جالن (جلانے) لگیا

برس سات (چار) کے جیوں یو دونو ہوئے — معلم کوں یک خوب پیدا کئے

لیجا کر جو بسلائے مکتب منے (بٹھلائے، میں) | لگے پڑنے دن رات دونوں جنے
کئے علم تحصیل اس وہات سوں (طرح) | جو دم مار کوئی نا سکے بات سوں
ہوئے خوشنویسی کے یوں ہات میں | جو ساتوں قلم آئے تھے ہات میں
بتیر انداز ایسے ہو نکلے وو دوئے (دونوں) | برابر ان کے تھا جگ میں کوئی (انہوں)
قوی دست یوں کس میں کامل ہوئے | جو رستم تے یکدہات فاضل ہوئے
ہوئے مستعد زور سا دہن سنے | رسیدے ہوئے ہر ہنر فن سنے (کامل)
ولے شاہزادہ سو مقبول تھا | مگر جیو کے ڈال کا پھول تھا
اگر ہوئیں پیدا سورج لاک لاک (۴۲۰) | توآنا سکے اُس کے سم کوئی ٹاک (برابر)
کدہیں بہار سواری جو جاتا اچھے (کبھی) | دیکھن شہر کا خلق آتا اچھے (دیکھنے کو)
جو کوئی اسکوں دیکھے سو عاشق ہوئے (باہر) | گنوا ہوش بیہوش مطلق ہوئے
طلبگار ہو یک دن آنند سوں | طلب جو کیا شاہ فرزند کوں

داستان طلب نمودن بادشاہ وعطا کردن خلعت وعاشق شدن سیف الملوک

سو یک دیس سیف الملوک جگ اجال (اجالا) | شہنشہ کے جیو کے چمن کا نہال

محبت سوں ہو ایک تن ایک دل — گنے بخت ور جاں ساعد سوں مل
چلیا شہ کوں تسلیم کرنے بدل — ادب سات سر بہوئیں دہرنے بدل
دیکھیا شاہ دونوں کے تئیں جو نجھا — سونے ہور روپے کے دو کرسیاں منگا
کیا امر بیسو کلر دوئی کوں — لگیا دیکھنے بھر نظر دوئی کوں
ہوا من میں خوشحال اس دہات سوں — کہیا جائے نا او کسی بات سوں
ابلنے لگیا پیار کا دل میں شوق (۴۲۰) منگایا خزینے میں تے یک صندوق
سو چوندہر جڑت یوں جڑے تھے اُسے — جو طاقت نہ تھا اُس نجھانے کسے
وو صندوق کھول ایک انگشتری — جھمکتا نگینا سو جیوں مشتری
یکھل زرزری خوب زربفت ایک — یو دو وست کوں کاڑ اپے شاہ دیکھ
سو سیف الملوک کے دیا ہات میں — ہو خوشحال بہو تیج اسی سات میں
منگایا اُتم ذات تیزی انوپ — پون ساز جلدی میں اپروپ روپ
کیا پیش کش ہور نوازیا بہوت — بلا کر کہیا اے میرے منکے پوت
یو تیزی اتم ہور یو انگشتری — یو زربفت نرمل یکھل زر زری
میرے تئیں دیے تھے سلیمان بھیج — پریاں ہور دیوان کے سلطان بھیج
عجب کچھ خزینے میں میرے ہیں یو — دیا ہوں تجھے میں کہ تیرے ہیں یو

کہ مج تج بغیر کوئی فرزند نیں عزیز ارجمند ہور دلبستہ نیں

یو بستاں تجھے آرزانی اچھو تیری عمر کوں جاودانی اچھو

خوش اس دہات فرزند کوں سمجھایا دے تشریف دونوکوں بھوڑا ئیا

مائل شدن سیف لملوک بر تصویر بدیع الجمال

عجب رات نرمل تھی اس دن کی رات جھمکتے تھے نوراں ہیں لک ہات ہات

نکل آئیکر چاند تاریاں سیتے جھمکتا اتھا جگمگا ریاں سیتے

نچھل چندنا سب ہیں پڑتا اتھا سو جیوں دودھ کیرا او دریا اتھا

بنے (بن بن) بن پون (ہوا) لک مہکاتی اتھے چمن در چمن لک (کا) لکاتی اتھے

خوش ایسی نچھل چندنی دیکھ رات لے ساعد کوں سیف الملوک آپ سنگات

صراحی و پیالے کی مجلس بہر آپ لگے ذوق سوں پینے بھر بھر شراب

نچھل گا ہنارے سو گانے لگے ریجھانے کے باجے بجانے لگے

مجالس سجے راگ ہور رنگ سوں ہوئے مست پیالے کیرے سنگ (کے ساتھ) سوں

ادہی رات گھٹے ہوئی ایسے دہات رہے ماندے ہو نیند کیرے سنگات

ہوئے لوگ یکد ہر نچے سب بھارے ٹھا
یکٹ شاہزادہ سو تھا ہوشیار

یکایک سو دل کوں لگیا جیوں تلاش
سو ہیش زربفت کا وو قماش

دیکھیا کھول کر سر بسر جیوں آپنے
سو تصویر پایا عجب اس منے

وہ تصویر دیکھ وہیں دوانا ہوا
وہی عشق کا اسکوں بہانا ہوا

پس میں لگیا رُونے زار زار
سو پڑنے لگیا بے خبر ٹھار ٹھار

وو صورت نظر میں رہی چوب کر
سو جاگا کیا دل منے خوب کر

دیا سنگ ساریاں کیرا چھوڑ کر
لیا کھینچ دم سب تھے مکھ موڑ کر

اندھارے بھری کوٹھڑی میں یکیٹ
سو جا پر رہیا بے خبر ہو نپٹ

دیوانہ شدن سیف الملوک

جو ساعد ہوا نیند سیں ہوشیار (۴۶۰) لگیا دیکھنے تائیں انکھیاں پسار

نظر نیں پڑا شاہزادہ کہیں
لگیا ڈھونڈنے حیران ہو ہر کہیں

سو پایا اندھارے منے ایک ٹھار
پڑیا تھا اکیلا دو دکھوں بے قرار

آنجھو انکھیاں میں تھے ڈھلتے اتھے
ندیاں ہو کے دو دو ہرتی چلتے اتھے

نہ ذرہ خبر کچ اُسے ذات کی
نہ طاقت زباں کو ہے کچ بات کی

جتا ساعد اسکوں اُچاپنے کوں جائے — جتا پاؤں پڑ کر منانے کوں جائے
اٹھانے

وتا اپسیں دکھلاے بیہوش کر — ندے جاب چپ رہے فراموش کر
اپنے آپ کو ; ندے جواب

اٹھیا ساعد اُس دیکھ کر تلملا — لیا ہیتیاں سوں کمر بسیلا
بھلا

جو در حال شہ کوں خبر جا دیا — یکا ایک شہ کا سینا تڑخیا
سینہ تڑکا (پھٹ گیا)

جو دلکھین کوں بیٹے کے آیا نزیک — سو بیتاب سنجیتج پایا ادیک
بہت سخت ; بہت

کہیا یو نجومیاں کیرا قول ہے (۴۷۰) وہی رنج ہے ہور وہی ہول ہے
کا

جو کچھ شاہ کیرا جو ایمان تھا — سو سیف الملوک جان سو جان تھا
کا

ملک مال پر شہ کوں دل نا اچھے — دیکھے باج بیٹے کوں تل نا اچھے
بغیر

جو مجلس بھرانے کے تئیں بھار جائے — تو فرزند کوں دل منے یاد لیائے
باہر ; لائے

کدہیں ٹک جو دلگیر پاوے اُسے — نکل دہڑ ہیں تے جیو جاوے اسے
کبھی ذرا ; تن ہا سے جان

صبا اوٹھ بلا دور دے بے شمار — ہتی ہور گھوڑے ہزاراں ہزار
صبح صدقہ ; ہاتھی اور

سنا ہور روپا باندکھنڈیاں بٹاے — جواہر کے راساں لیکر آ لٹاے
سونا چاندی ; انبار

دیکھیا یوں جو بیتاب یکبارگی — کمر بیس گئی ہور لگی تنگ بگی
اور

سو اُس وقت پر کس کوں نا کر خبر — مبادا نظر کچ لگی ہوئے کر
بیٹھ

دعایاں کوں دھو دھو پلانے لگیا — لکھیا تعویذاں لیا بندھانے لگیا
دعاؤں ; کچھ ; لکھوا کر ; لا

علاج کردن سیف الملوک

جتے تھے حکیماں اپن شہر کے (۴۸۰) حلب چین ہور ماورالنہر کے

شتابی سوں فرمان صادر کیا — وتیاں کوں بلا بھیج حاضر کیا

کتے وضع سوں سب کے دل ہات لے — کہیا مہربانی سیتی لا گلے

جو فرزند ہیرا ہے سیف الملوک — فدا اُس پہ تھے مال ہور یو مُلک

مجے اُس بغیر کوئی فرزند نیں — عزیز ارجمند ہور دلبند نیں

ہوا ہے بیکایک جو بیتاب یو — کہ دیتا نہیں ہے کسے جاب یو

کریگا دوا جو کوئی درد فام — دیوُنگا اُسے بادشاہی تمام

سُن اس بات کوں شاہ گنبھیر تے — اُٹھے سب حکیماں سو یکدہیر تے

کہے شہ کوں سب درد ہمن فام ہے — کرینگے دوا یو کتا کام ہے

حکیماں دیکھیں ناڑی جیوں آئے ہیں — درد ظاہرا کچ نہیں پائے ہیں

ہوئے یک طرف تے پشیمان سب (۴۹۰) رہے درد تا فام حیران سب

جو اُس درد کا جنس کچ ہوتا — تو دارو و درمن کوں رُج ہوتا

سچیں ہر درد کوں ہے ہر کیں دوا — ولے عشق کے درد کوں نئیں دوا

اچھے جس کے تئیں عشق کا درد جو | بچارے حکیماں کریں کیا کہو
مسلم شہنشہ ہوا لا علاج | نہ تھا کام اُسے کچ بیٹھے روئے باج (بغیر)
ہوا گھابرا (پریشان) اشا دانی سٹیا (کھو دیا) | نہٹ نیند دانا و پانی سٹیا

رفتن ساعد پیش سیف الملوک

سو یک دیس آئے وزیراں سکل (تمام) | کہے شاہ کوں یوں کہ اے شہ نول
کچ اس بات (دن) تدبیر کرنا بھلا | کچ اس فکر میں پاؤں دھرنا بھلا
نہونا (ف) اپیتے (اپنے) وضع سوں گھابرا (پریشان) | کہ رہنا تج اس دیہات سوں (سے) ہی بُرا
سراندیل ترا اسب پشیمان ہے | دکھی ہو (تجھے) مسلم پریشاں ہے
اپن درد تھے ہوا ہے دردناک (۵۰۰) | نزیک (نزدیک) ہے جو سیف الملک ہو ہلاک
بھلا ہے جو ساعد تاک اُس کے نزیک | اچھے (رہے) اُس کے دوک (دکھ) درد میں ہو شریک
وہی اُس کے دل کا سوانت (بھید) پائیگا | وہی اُس کوں مارگ (راہ) منے لائے گا
شہنشاہ کوں خوش لگیا یو بچار | دیا بھیج ساعد کوں بیٹے کے ٹھار

ف کہ یوں گھابرا ہونا خوب نیں | مکھ انجھواں سوں یوں دہونا خوب نیں (ح) ا

گیا شاہزادے کے جیوں او تڑپک لگیا روونے زار اُستے ادیک
کہیا یوں کہ اے لال صاحب جمال نہ سورج چندر میں ہے تیرا مثال
ترا نور ہر ٹھار معمور اچھو ترا دل خوشیاں سات جم پورا اچھو
ہے مج نین کوں نور تج نور تھے سدا سور مجکوں تیرے سور تے
اَدہر کھول مج سات کچ بول توں ترے دل میں کیا ہے سو کہہ کھول توں
کہ تیرا اسرا میں وفادار ہوں ہر ایک ٹھار تیرا میں غمخوار ہوں
یکایک یو آیا ہے کیا فکر تج (۵۱۰) لگیا ہے کسوں دھیان ہور ذکر تج
نظر کس سورج پر پڑی جگ کیرے جو یوں نت اُبلتے ہیں جل کے جھرے
ترا چاند کِن ہے توں کس کا چکور جو تلتل کوں ہوتا ہے توں طور طور
کہے باج توں کچ مجے فام نئیں سُنے لگ میرے دل کوں آرام نئیں
مجے کھول کر توں کہے تو بھلا وگرنئیں تو میں کاٹ لیونگا گلا
کمر میں تے دیں اپنے خنجر کوں کاڑ گیا آپنا پیٹ لینے کوں پھاڑ
دیک اپے حال درحال سیف الملوک پکڑ ہات ساعد کیرا دیکہ موک
برہ اگ سوں جل بلا آہ مار انگارے نین میں تے ڈالیا ہزار
پچھانیا کہ ساعد وفادار ہے اپن دو کہہ ہور درد کا یار ہے

وو زربفت کا پارچہ لائیا | جو تھی صورت اُس میں سو دکھلائیا
کہا میں اسی کا دیوانا ہوں بہوت | (۵۲۰) اگرچہ اپن ٹھار دانا ہوں بھوت
یہی روپ لبدائیا ہے مجے | یہی حُسن بے سُدہ کیا ہے مجے
کہیں روپ دنیا میں اس سار کا | نہ دیکھیا ہے کوئی خلق سنسار کا
کہ لگتی ہے لئی دل کوں حیرانگی | نجانوں چھوٹے کیوں یو دیوانگی
سنیا راز سا عد اپن یار تے | رضا لیکر آیا جو اُس ٹھار سے
شہنشہ کوں تسلیم آکر کیا[ع ن] | سو او صورت حال سب بولیا

پارچہ زربفت آوردن پریاں

عجائب[ع ن] لگیا شہ کوں اس بھید پر | کہیا کھول تو سب کوں یوں سر بسر
وو زربفت جو میں دیا تھا اُسے | جو خوش ہو عنایت کیا تھا اسے
میں یک دیس بیٹھیا انھا تخت پر | سو دیکھیا یکایک اُسی وقت پر

ع ن ۔ اٹھیا سو کیا شاہ کوں وں سلام | سو وہ صورت حال بولیا تمام (ح)

ع ن ۔ سونیا کان دھر شاہ جیوں سر بسر ۔

جو بارا اٹھا اک بڑے زور کا　　دہلارا اٹھا سخت شر شور کا
چھپیا تھا (ہوا) گگن (آسمان) اس دہلارے تلیں (آندھی)　　پریشان تھا خلق بارے تلیں
سو ویسے ہیں واں تے نکل بہار کوں　　کیتک شہ پریاں علین جھلکار سوں
میرے تخت کے آنگے آیاں تمام　　کیاں مجکوں دیک یکطرف تھے سلام
کہیاں منجکوں اے صاحب تخت و تاج　　ہمنکوں سلیمان بھیجا ہے آج
وو زربفت کا پارچہ لائیاں　　میرے آنگے رکھہ کھول دکھلائیاں
جو تھا اس منے صورت بے نظیر　　بھولیا دیکھ صورت وو میرا ضمیر
لیا میں اسی وقت پریاں تے انٹ (ہاتھ)　　کہ صورت کسی کا ہے پایا میں نٹ
کہیاں کھول یوں منج اوپر کرکرم　　یو لیایاں (لائے) ہیں از گلستان ارم
کہ ہے شہ پری یک بدیع الجمال　　سو یو پاک صورت ہے اُس کا مثال
او شہبال بن شاہ رخ راج (راجہ) کی　　سو بیٹی ہے ایت (بہت) شرم ہور لاج کی
پرے ہور پریاں جہاں لگ تمام　　کریں آکے شہبال کوں سب سلام
وو زربفت بے مثل نا ہووے کر　　یک انگشتری ایک تر نگ تس اوپر
لیکر آئیکر پیش کش منج کیاں (گئے) (ناہوکر علاوہ)　　یکا ئیک سب غیب ہو کر گیاں (ہوئی) (گئے)
نہ جانیا میں اس دہات ہوئیگا گکر　　کہ اصلا نہ تھا کچ منجے یو خبر

سلیمان تو نیں ہے جیتا اتال (اب) | کہ دستا ہے[ن] مج سر بسر کام گھال
یہاں کون ایسا ہے جان ہور پچھان | جو دیوے گلستان ارم کا نشان
لگیا فکر آشہ کوں اس دہات کا | معما دسیا (دکھا) مشکل اس بات کا
اندیشے منے پڑ ہو دلگیر ادیک (بہت) | ہلوں (آہستہ) شاہزادے کے آیا نزیک (نزدیک)
کہیا اے میرے من کے نوری نہال | او جالا دو جگ کا سو تیرا جمال
توں جس روپ کیرا دیوانہ اہے | او ڈہنڈنے سو عالم میں پایا اہے
اُوتاولا (بیقرار) نکو ہو کہ تج زیان ہے | او تاولا کرن ہار نادان ہے
تجے اس وقت پر صبوری (صبر) بھلی | توں عاقل ہے تج عقل پوری بھلی
بچھانت سیتی خوب پہچان توں | نہ کر یوں اپس کوں پریشان توں
کیتیک دیں (دن) خاطر کوں ٹک (ذرا) جمع راک (رکھہ) | درد دوکھ تھے کر لے سینے کو پاک
جو لیو وں پرے میں کلا ہات پاؤں (کوشش کرے) | خبر تیرے مقصود کی ٹھاؤں ٹھاؤں
جو اس دہات سوں منگ مہلت لیا | سو لوگاں کوں ملک ملک بھیجیا
پتیا (بھروسہ) باپ کی بات سیف الملوک | رہیا دم پکڑ چھوڑ دے درد و دوک

ن۔ رہے جیو پکڑ کیوں تو بٹیا اُتال (ح)

لگیا[عہ] پھرنے خوشحال ساعد سنگات (لگا / ساتھ) | پکڑ کر رہیا وو واسے دن و رات (رہا / وو)

فرستادن رسولاں شہر بشہر در تفحص گلستانِ ارم

گھر سنج اس بے بدل گنج کا | کہے کھول یوں قصہ اس رنج کا
جو[عہ] گئے تھے رسولاں تمام ایک بار | لگے ڈھنڈنے عالم منے ٹھار ٹھار
سو ڈھنڈنے لگے کر او نالا (بیقراری) تمام (۵۶۰) | سٹے جا کے عالم پہ جالا تمام
خراسان روم ہور شام ہور ختن | حبش ہور گجرات دلّی دکھن
عراق ہور شیراز رے ہور خجند | بخارا بلخ یزد ہور سمرقند
سمنجاں کاشان سنجان سب | حلب چین توراں ایران سب
مخا آگرہ ہور سگل پرتگال | سو مشرق و مغرب جنوب ہور شمال
لنکا پڑ لنکا ہور بنگالا و گوڑ | بچارے جدہر کے ادہر دوڑ دوڑ

عہ۔ نظر راکھ مقصود پر کھول دل | لگیا پھرنے خوشحال ساعد سوں مل (ح)
عہ کہ جیوں لوگ مستعد ہو ایک بار | گئے تھے خبر لیاؤنے ٹھار ٹھار (ح)

گئے یک طرف تھے جگت تل اوپر — پنائے گلستاں ارم کا خبر
برس ایک لگ سب پریشاں ہو — پھر آئے مصر کوں پشیماں ہو
[ن۱] سنیا جیوں یو احوال سیف الملوک — لگیا غم پہ غم کرنے ہور دوکھ پہ دوک
اندہارے پھرے گھر منے جائے کر — پڑیا دھرتری پر سوا اڑ ڑائے کر
سنیا غم سیتی کوٹ لینے لگیا — کر اوس تار[زمیں]کوں یاد رونے لگا
صبوری کے پیرہن کوں ٹکڑے کیا — سو [ن۲] بیہوشی کے ہات اَپسیں دیا
[ن۳] لگیا عشق دن رات کاڑہا اُسے — اڑایا نپٹ ہو کے آرام [اپنے آپ کو] اُسے
سنگاتی کون اپنے پکارن لگیا — نہ سہہ سکھ برہ آہ مارن لگیا
کرے یاد تِل تِل رووے زار زار — [ن۴] پڑے بے خبر ہو بیکر [فراق] ٹھار ٹھار
خبر پائے کرٹک جو ہشیار ہوئے — نزیک آپنے تو نہیں دیکھ کوئی

ن۱۔ سو سیف الملک یو خبر سون کر — لیا برہ اگن میں اپس بہون کر (ح)

ن۲۔ جمیا دلکوں یکد ہرتے پر دو کہہ دیا۔ (ح)

ن۳ گیا عشق دن رات کاری اُسے — دسیا تنگ زنداں ہو بھاری اُسے (ح)

ن۴ اَپیں بے خبر ہو سینا پھاڑ پھاڑ (ح)

وہ صورت رکھے آپنے نین تل ... تس اوپر تے جاوے او کہہ پل پل
کہے یوں کہ مج من کی دلدار توں ... میرے من میں نس دن لسنہار توں
توں کس سمد کی ڈہال موتی ہے کی ... توں کس کہان کی لال جوتی ہے کی
کس اسمان کی ہے چندر بہان توں ... کس اقلیم کی ری ہے سلطان توں
ہے پھل ڈال توں کس گلستان کی ... (۵۸۰) جھمکتی شمع کس شبستان کی
جو اس دہات توں منج کوں پیدا ہئی ... میرے من کوں چیت آپنا لائی ہے
نہ جانوں تجے کس گھڑی پاؤں میں ... سو کیوں ڈہنڈ کاڑوں تیرا ٹھاؤں میں
نہ کچ عشق کا منج خبر تھا اول ... نہ کچھ بِرہ کا منج کون ڈر تھا اول
تہیں مج پریت لاگتے یوں نڈہال ... رہوں کیوں صبوری سو تج بن اتال
دِنے دن اسی دہات بیٹھا اچھے ... دیکھیں اُس پیاری کوں جیتا اچھے
نول شاہ عاصم لگیا تلملن ... دکھی پوت کوں دیکھ پھر پھر جلن

عـ ۔ خدا اسپہ ہوئے جیوں اسپند جل (ح)

عـ ہے کس دُرج کا ڈہال موتی کنا ... نول کس برج کا چاند جوتی کنا (ح)

عـ ۔ مسلم اسی بھانت تپتا اچھے (ح)

عـ دلے باپ پورا لگیا تلملن (ح)

رہیا سو کھ دُبلا اُتنک تار ہو — نپٹ زندگانی سیں بیزار ہو

اپس میں اپیں بھر ٹھنڈی سے دُاساں (آہ) — کہیا[ع۱] آئیکر اپنے فرزند پاس

کہ اے بے بدل نور دیدے مرے — عجب کچ دیکھیا ہوں میں طالع ترے

جو کچھ فکر تج حق پہ کرنا اتھا — (۵۹۰) بچد[ع۲] ہو کے میں کر دکھائیا و بیتا

جگت کوں تل اوپر کرایا تمام — سو ملکے ملک اس ڈھنڈایا تمام

ہوا نیں کچ اس حد لگ اظہار جہوں — کسی سے پڑیا نیں لوکت بہار اجہوں

لگیا ہے پری سات تیرا جیا[ع۳] — نہ سمجھے کسی دہات تیرا جیا

پری کوں کنے جا کے لیا نا سکے — کہاں ہے سو کن کھوج پانا سکے

مجے کوچ (کوئی) سو تدبیر دستا نہیں — سو کیوں ہے کی (کوئی) تقدیر دستا نہیں

کریگا اگر مال و دھن اختیار — تو دیوں گا تجے بے حد و بے شمار

اگر پادشاہاں کے بیٹیاں میں کئیں — دل اچھتا تو دیتا ملا تج کوں میں

ع۱ ۔ بیگٹ آیکر بیٹھ بیٹے کے پاس (ح)

ع۲ ۔ کیا فائدہ کچ نہ دکھیا وِتا (ح)

ع۳ ۔ ہیا

جواب دادن سیف الملوک پدر را

سنیا سر تھے سیف الملوک جیوں یو بات | ہو تغیر آپس میں اپے دہات
کھیا اے شہنشہ اگر لاکھ حور | اُتر آئیں جنت تے میرے حضور
کہا
تو ذرہ نہ ہو کس پہ میرا خیال | مجے ہو تو ہونا بدیع الجمال
کیا سعی توں کئی میرے کام میں | لیا رنج سر خاص ہور عام میں
بہت
نہ کیتا میرے حق پہ تقصیر توں | کیا کرنے کے دہات تدبیر توں
ہوا دو کہہ تجے مج کدن تے زیاد | ولے نئیں ہوا تج تے میرا مراد
میرے دل میں آتا ہے اب یو خیال | جو لیوُں رضا تج کنے تے اتال
اپ
پھروں جا کے عالم کے چو پھیر میں | آپے ہو کروں اپنی تدبیر میں
سو[ن] کیسا ہے دیکھوں دریا کا سفر | جو لیوُں گلستاں ارم کا خبر
لکھیا ہوئے تو ہر سند پاؤں گا | میرے آس تھے میں وراس آؤں گا
پلٹ
بھلا ہے جو لانا منجے بیگی باٹ | کہ بھوتیچ پکڑیا ہے منج دل اُچاٹ
جلدی

ن ۔ بری کس وضع کا ہے دیکھوں سفر (ح)

لگے برہ اس کا سو جیوں کہرگ منج
یو جیتیا انکھیاں تل دیسے مرگ منج

اپن من میں پیدا کرا ایسا خیال (۶۱۰) پڑیا باپ کیرا اسلم دنبال

جو تھا شاہ اول تے رنجور پور
ہوا سر تے بھی دو کھ تلے چور چور

کیتے وضع سوں تلملانے لگیا
غطے غم کے دریا میں کھانے لگیا

کہیا یوں کہ فرزند منجے ہے سو ایک
کیوں اس ایک کوں یوں صنا دیک دیک

سکت ہے جو بن تخت بن تاج اچھوں
ولے تاب نیں بن جو اس باج اچھوں

کتے قرن پیچھے منجے ذوالجلال
دیا کر دیا ہے یو نوری نہال

نین تل تے کیوں میں بھگاؤں اسے
ستم کیوں غریبی میں بہاؤں اسے

میرا دین یو ہور ایمان ہے
میرا جیو اس پر تے قربان ہے

کیتک بار کوں پھر اندیشے سنگات
کہ کہنے لگیا کیوں رکھوں قید سات

مبادا دوکھوں تے سینا پھوڑ لے
مبادا یو جیو نے تے دل توڑ لے

دوجا ہور نین ہے جو کوں کچ اسے (۶۲۰) کیا ہے نپٹ عشق یوں ہچ اسے

بھلا جو خدا پر توکل کروں
اسے باٹ لانے کیرا ابل کروں

سفر جا کے یا من کے مقصود پائے
جفا دوکھ تے چھوا کے یا پھر کے آئے

یو دو حال تھے کام خالی نہیں
بن اس فکر تے فکر جالی نہیں

برس پانچ کے مستعیدی کیا دل اس کا منگے تیوں دلاسا دیا
نول شاہ عاصم سٹہ کامیاب بلا بھیج کاریگراں کوں شتاب
سو فرمائیا کشتیاں بے نظیر یک یک کشتی ایک ایک دریا گنبھیر
ہر ایکس میں حجرے کتے طرح کے نچھل تخت پوشے گھراں فرح کے
بجھتر جھجر نقش کا ٹھار ٹھار جہاں کا تہاں کام خوب استوار
کرے اس وضع تین سو کشتیاں دیک اس کشتیاں کوں بھلے بہشتیاں
کدورت اسے ہوئے نہ تیوں باٹ میں نہ دک داٹ آئے کیوں جنگل گھاٹ میں
کیتک[ن] ماہ رویاں کوں خوش نار کے کیتک مطرباں خوش آواز کے
کیتک خوش ظرافت کے نرل ظریف کیتک بے بدل قصہ خواناں حریف
کیتک کہنڈیاں ارغوانی شراب کیتک جنس کے نعمتاں بے حساب
کیتک خوب تحفے کیتک کروڑ مال کیتک ذات تیزی پون کے مثال
کیتک فوج لشکر کیرے بے نظیر کیتک ٹولے سوداگراں کے گنبھیر
کیتک جنس کے خوب باندی غلام اپے ہو بجد مستعد کر تمام

ن۔ چونیاں ماہ رویاں خوش آواز کے (ح)

کیتیک جنس کا موپ کر بیشمار — دے ساریاں کوں ترتیب سب ایکبار
ہر ایک کام پر شہ آپے ہو بجلد — جو کچ کرنے کا تھا کیا مستعد
سمج دہات اس بے وفا دیر کا — خدا تے مدد سنگ لے خیر کا
دے ساعد کوں سیف الملوک کے دنبال (۶۴۰) روانہ کیا ہور ہواوین تڈ ہال
لگیا رونے فرزند کے دہیان سوں — بلا بھیج ویں اپنے پر دہاں کوں
کیا ملک اُس کے حوالے تمام — سو جا خالی گھر میں اپے صبح و شام
عبادت سوں مشغول ہور رات دن — دعا سات جیت لائیا چھین چھین

روانہ شدن سیف الملوک بر جہاز برائے جستن گلستان ارم

کرنہار سیر اس پریت گھاٹ کا — دیوے کاڑ مارگ بول اُس باٹ کا
جو ساعد و سیف الملوک جہاز چڑ — چلے غلغلے سات دریا میں پڑ

ع ن - دے ترتیب کشتیاں کوں سب ٹھار ٹھار (ح)

ع ن - چلے جیوں تجمل سوں دریا میں پڑ (ح)

تلیں صاف پانی اوپر آسماں برستا ہوا معتدل درمیاں
صفا بخش چوندھیر موجاں گنبھیر تماشے کیتاک اس منے بے نظیر
سو دیک ذوق پانے منیں دھات دہات چلانے لگے جہاز دان ہور رات
سو نزدیک جیوں چین کے آئیے سو جاسوس واں کے خبر پائیے
کھے جاکے ویں شاہ فغفور دھیر (۶۵۰) کہ آتا ہے فوجاں سوں لشکر گنبھیر
بجانے کدھر چال کرتے ہیں او ولے اس طرف خیال دھرتے ہیں او
سن اے بات فغفور ہوشیار ہو کیا مستعد آپنا ٹھار وو
خبردار لوگاں کوں کر کوٹ کے دلاسا رے دروازے گر کوٹ کے
چنیا خوب کوں اپنے خاصاں منے دیا بھیج کر شاہزادے کنے
پوچھایا کہ تم کیا سبب آئے ہو تمھیں کون ہیں دل میں کیا لیائے ہو
اگر دوستی کی جو کچھ بات ہے تو فرماؤ قدرت میرے ہات ہے

ن شگفتہ ہو یکد ہرتی سب دہات دہات (ح)

ن۔ تعقل کر اس دہات دوڑا قیاس دیا بھیج حاجب کو شہزادے پاس (ح)

ن۔ میرے ملک میں کیس کر آئے ہو۔ (ح)

اگر کچ اچھیگا طلب مال پر ہتی ہور گھوڑے رتن لعل پر
اشارت کرد لیو مج پاس تے وراس ہوا تم آپنے آس تے
جو کچ ہے سو کہہ بھیج دیو وشتاب میرے پاس تے جاب لیو وشتاب
جو وہ شہزادہ گنی نیکنام (۶۶۰) سنیا مو نہ تے حاجب کے باتاں تمام
جکوئی آئے تھے دیو نے پوچھیر اُنن شاہزادہ بلا بھیجکر
اپن سامنے سب کوں بسلا ئیا جو کچ کئے سو خاطر منے لائیا
ہنسا کھل کھلا ہور اُٹھا بول یوں اُنن خوش ہوئے تیوں کہیا کھول یوں
کہ جا یوں کہو شاہ فغفور سات کہ کچ کام نیں منج کوں تمنا سنگات
رکھو خاطر اپنا تمے جمع کر کہ نیں ہے میرا دل کسی طمع پر
میرے پاس ہے مال دہن بقیاس جو کچ بست ہونا سو ہے میرے پاس
ولے عشق کے ملک کا سیر میں کرنہار نکلیا ہوں کچ غیر نیں

ن۔ اشارت کرو جو کردں پیشیں میں منگیں گے اگر مج تو ہوں خویش ہیں (ح)

ن۔ گنبھیر اس فراست کے سمدو رسات (ح)

ن۔ ملک مال دہرتا ہوں میں بقیاس (ح)

که اس دہات سوں کیئے دو حاجب سنگات دیے خلعت کیا خوش تمام اُسکی ذات
خوشی سات پھروال تے سب دو جنے جو فغفور کے آئے خدمت منے
ادب سات یکدہر تے کیتے سلام کہے کئوں کرو حقیقت تمام
کئے شاہزادے کی تعریف یوں سو فغفور خوش ہو کھلیا پھول جیوں
محبت جو وہیں من میں غالب ہوا دیکھن شاہزادے کوں طالب ہوا
سرب دل کے دنبال لے دل پہ دل شتن آئیا آپ فغفور چل
ملیا شاہزادے سوں تعظیم سات چلیا شہر میں لیاک تکریم سات
سو نکلیا وہیں خسروی شاں سوں ملیا ہور چلیا لے کے بہومان سوں
بڑے داب کی میہمانی کیا ضیافت بھلی خسروانی کیا
ضیافت اوپر کر ضیافت زیاد کیا شاہزادے کے رون رون کوں شاد
تمام اُس کے لشکر سے مل چند روز لگیا بار ہو کرنے آنند ذور
جتے آئے سو شاہزادے کے سات ویتاں کوں دیا تشریفاں دہات
دیا خلعتاں سب کوں یوں بے شمار جو دکھنے لگیا بہار جوں نو بہار

عن پہریاواں تے جیوں حاجب نیکنام سو آشہ کوں بولیا حقیقت تمام (ح)

رکھیا پانچ جو دیس (دن) خوشحال کر — محبت سوں واقف ہوا حال پر

مروت سوں شہزادیکے من میں پیس (گھس) — لیا انت (بھید) دل کا مل یک ٹھار بیس (بیٹھ)

جو کچھ شاہزادے کے مقصود تھے — سو خاطر منے سر بسر لیا وتے

طلب چین کے سب چِتاریاں (مصور) کوں کر — لیا گلستان ارم کا خبر

سو اُس کا سنے بھی نہ تھے نام واں — یو ہرگز کسی کوں نہ تھا فام (معلوم) واں

نہیں دے سکے کوئی اُس کا نشاں — کسی تھے ہوانیں یقین و گماں

سو اُس وقت یک سو سنر برس (۱۰) کا — بُڈھا مرد یک کوئی اُس ٹھار تھا

بلا کر تفحص کئے اوس تھے جیوں — سو وو پیر مرد آ دیا جاب (جواب) یوں

کہ دائم دریا پھر کے دیکھیا ہوں میں — ولے گلستانِ ارم کیں (نہیں) تو نیں (نہیں)

مگر شہر قسطنطینہ میں جو کوئی — خبردار اس باغ تھے ہوے تو ہوئے

کہ آتا ہے واں خلق لے (بہت) دُور کا — مسافر جتا ساتو (ساتوں) سمدور (سمندر) کا

جوں اُس تھے سنیا شاہزادہ یو بات — اپن دل کوں دے پھُرآتا (بیقراری) لیکے ہات

ہوا شہ کے احسان کا حق گزار — کیا لے (بہت) دعا ہور ثنا بے شمار

ہزار آرزو سات دھر من میں آس — چلاویں رضا لے کے فغفور پاس

رضا منگ لی ویں ہوا مستعد — سو اُس شہر لگ جاؤنے ہو بجد

تمام اپنے لشکر سوں کشتیاں میں بیس چلیا عشق کے بل سوں دریا میں پیس
شتابی سوں جا انپڑیا اوس نگر (یعنے شہر قسطنطنیہ) سو لوگاں کوں واں کے بلا بھیج کر
لگیا پوچھنے گلستان ارم کہو باگ میرے اوپر کر کرم
کہے لوگ واں کے کہ سن اے جواں کہ ہم جانتے نئیں ارم کا نشاں
چلیا شاہزادہ وہاں تے نکل (۷۰۰) انجھو ڈالتا موہنی کے بدل
پیا پے کیتیک (کتنے) دیس (دن) کشتیاں چلائے سو نکیٹھار (آنسو) دریا کے درمیان آئے
سوا و کل (مشکل) قضا ہور قدر آ کھڑیا سو کام آ کدھر کا کدھر آ پڑیا
یکایک اُٹھا باؤ طوفان کا دریا کوں چڑیا تاؤ طوفان کا
نپٹ آئے تھے داٹ (ڈٹ) کالے ابھال (بادل) چھپیا سور ہور چاند پکڑیا تپال
برسنے لگیا میگ (مینہ) ابرال تھے نہ برسیا کدہیں یوں برسگال (موسم برسات) تھے
پڑیا گرد چاروں (اوپر) طرف اندکھار (اندھیرا) کڑکنے لگیاں بجلیاں ٹھار ٹھار
نہ دن فام (معلوم) ہوتا سمجھتے نہ رات ہوا رات ہور دیس (دن) مل ایک دھات
خدا سوں پڑیا آ کے ساریاں کوں کام بھروسا اُٹھے جیو لینے کا تمام
کہ دریا اُبلنے لگیا شور سوں اُٹھے موج طوفان کے زور سوں
ہوئیاں کشتیاں درہم یکدھر تے (۷۱۰) رہیا خلق عاجز ہو تدبیر تے

بہر آیا جہازاں منے آپ سب — گنواتا گیا مال و اسباب سب
بڑا کچ ہوا تفرقا ہولناک — ہوئے لوگ بی یک طرف تے ہلاک
اٹھیا موج جیوں سو وو بہتی وہیں — چلی شاہزادے کی کشتی کہیں
ہوا جہاز طوفان تے چور چور — ملک ہور ساعد پڑے دور دور
بڑا ساعد اپ سیں لے دہات دہات — چلیا وو کہیں اپنی کشتی سنگات
طرف روم کے جا کے ساعد پڑیا — حبش ملک کوں جائے تختا لگیا
لگالگ اسی دہات چالیس دن — ہر ایک پہ طوفان گذریا کٹھن

غرق شدن کشتیاں سیف الملوک نیز در قید شدن زنگی

جو مہیوں ہور بارا ہوا کم ٹک ایک — سو سیف الملوک پائیا دم ٹک ایک
ابہالاں ہوئے درمیانی تے دور — ہوا سور کا نور جگ میں ظہور
انکھیاں کھول دیکھن لگیا ٹھار ٹھار — نہ لشکر ہے اپنا نہ ساعد ہے یار
سو آئے دریتے ادکہ داٹ کر — ہوا سخت بے سد سینا پھاٹ کر
سبھی غرق ہو جا کے یاراں پچھیں — جو باچے اتھے سو ملے آس پاس
اُچا شاہزادے کوں بلائیے — نصیحت سوں اُنگے ہو کر آئیے

کہ سن اے دکھی شاہزادے گنبھیر | لیا یو بلا توں بسیا اپنے ریسیر (بہت) (سر)

کسی کا یہاں کوچ تدبیر نیں | یو و اتفا ہمن باج (بغیر) تقدیر نیں

دل اس دو کہہ تے گھٹ (مضبوط) کر کے رہنا بھلا | جو کچ ہے جفا دو کہہ سو سہنا بھلا

کریں ہل توکل خدا پر تمام | دیکھیں عاقبت (انجام کار) کس وضا ہووے کام

کہے یے (بہت) سند سات (ترکیبوں سے) یاراں ولے | کلیجا درونی (اندر ہی اندر) میں اس کا جلے

نہ تھا شاہزادے کوں روئے بن قرار | کہ ساعد کے اپرال (اوپر) تھا بہوت پیار

فلک بھی پھر نہار جو بھیر پڑیا (۳۰۰) بلا ہو کے اپرال (اوپر) تھے گر پڑیا

یکایک بڑے غل سیتی ہانک (چیخ کر) مار | نکل زنگیاں آئے یکدہر تے بھار

سلح پوش سارے بڑے دہات کے | بڑے تھوڑے (جبڑے) ہور بڑے ذات کے

دریا پر کے دو (وہ) چور سارے اتھے | پکڑ آدمیاں کہا نہارے (کھانے والے) اتھے

دیکھے شاہزادے کی کشتی کوں آ | لگے مارنے باں (تیر) تفنگاں بلا

لڑائی کئے آ کے شر شور سوں | کئے زیر دار و گیری زور سوں

پکڑ شاہزادے کوں یاراں سنگات | وہیں بند کر لے چلے رات تے رات

صبا کا اوجالا ہوا دیک (دیکھ) کر | سب آئے کنارے کوں دریا اتر

نجھا (غور سے) دیکھتے ہیں جو دریا کنار | رکھے ہیں تخت ایک اونچا سنوار

کڈھنگی زنگی او لکھن اُس پہ چڑ
بڑے وضع بیٹھیا ہے سختی اکڑ
بیتا کوچ بد سکل چہرہ اتھا (۴۰) جو دیکھن کسے اوسکوں زہرہ نہ تھا
فرشتے بھی ڈرتے اتھے عرش پہ
اترآو نے اس زمیں فرش پر
بڑا بھوت کہتے سو تھا آپ وو
کہ تھا سارے بھوتاں کیرا باپ وو
گیا ہونٹ اُپر کا جو یک ہیر کوں
لگیا تھا پیشانی او انگ سیر کوں
تلیں کا یوں آیا اتھا لڑک ہونٹ
جو تھا اس کے گور گیاں منے فرق ہوت
لبنا قد لبنی ناک چوڑے بلاخ
دسے غار کے ناو لبدان فراخ
بڑے ڈانگرے سیار کے کان دو
اجڑ گھر کیرے کھوڑ جو ران دو
مسے کالے اُس کے اتھے منہ اوپر
مکھیاں بھنبھناتی ہیں جیوں گوہ اوپر
انگوٹھیاں بدل آپ نے ساز کے
خوش انگلیاں میں پہنا ڈلے پیاز کے
پکڑ اُس کے نزدیک ساریاں کوں لیائے
اُسے یک طرف تے سلاماں کوں لائے
سو ہیبت سوں ساریاں کے سینے چھوٹے (۵۰) لگے کانپنے ہور تقوی ستے
بڑے شاہزادے کوں وو دیکھ کر
لیجاؤ کہیا اپنی بیٹی کے گھر
سو کالے زنگی دوئے سنگات جا
دیے اُس کی بیٹی کیرے ہات جا
لیکر آئے زنگن کنے شاہ کوں
ملائے زحل سات جیوں ماہ کوں

جو بیٹی کنے باپ بھیجے جسے — اُسے تِل منے بھون کھاوے اُسے

وِلے شاہزادے کا دیکھ او جمال — دیوانی ہوئی عشق لائی کمال

انتہا خوش ہوا کا جو ایک مرغزار — سہاوے لطافت میں جنت کے سار

چھپانے کوں فرمائی اس ٹھار اُسے — کئے قید نکلے نہ تیوں بھار اُسے

گزر کر گیا میانے یک ساترا — ملک زادے کوں دیکھ مکھ جا ترا

بڑے شوق ہور ذوق سوں دوڑ آئے — سو مکھ شاہزادے کیرا جیوں نہائے

سو دیک شاہزادہ ہوا ویں نڈھال (۷۶۰) رگے رگ میں یکدہرتے بیٹھا کنٹال

کہ زشتاں منے سخت وو زشت تھی — نپٹ روسیاہی میں انگشت تھی

کہ تھا تھوبڑا اُس کا جیوں فیل کا — سر اُس کا سو کالا رنجن نیل کا

انکھیاں ڈونگیاں جیوں کھڈی سار کے — ڈو دیدہ بھیتر جوں تپھر گار کے

چڑیا ہونٹ اُپراں کا ناک پر — تھوڈی پر پڑیا ہے تلین کا اوتر

تمام انگ گونی کیرا ٹاٹ جیوں — چچیاں دو سینے پر ہیں دو ماٹ جیوں

نکل پیٹ اگنے ٹلینک جیوں آکھڑا — انتہا پیٹ تھے سخت پیڑو بڑا

بونبی کھل رہی تھی سو جیوں اُوکھلی — مُسل ہو کے دوڑی تھی رو ماولی

لٹکتی جو چیتڑاں پہ چوٹی دسے — سو جیوں جھاڑ کی پیڑ موٹی دسے

سوئے (سوا) سیار (مانند) پنڈلیاں اوپر تیز بال — نہ تھی جگ میں ڈائن کوئی اُسکے مثال

سٹری بوئی بغلاں میں تے یوں جھرے (۷۰) جنے[ع ن] باس (بو) اُس کی سینگے (سونگھے) سو مرے

پون[ب ن] سار کا اُس کی ٹک باس پائے — تو لیا حلق میں انٹریاں نہاس جائے

زنگیاں میں کوئی ایسی کالی نہ تھی — ہو کالی کیں ایسی کھجالی نہ تھی

اگر لاویں جس ٹھار مشعل ہزار — اُن آوے تو تیرے پڑے اندکار (اندھیرا)

گندی پیاز کے ڈل (ڈلی) پرو جھیل کر — گلے میں حمائل نمن میل کر

چتر دو دو ماہیں کتے کوچ کے — نغارے بجاتے ہیں بن کوچ کے

سو دھکرا تیا کچ اونچا تھا اُسے — سیری (سیڑھی) باج (بغیر) تھے کوئی پونچھا (پہنچا) اُسے

نہوسے شاہ راضی مناوے تو وو — اتھے روئے ہنستی جو آوے تو وو

چلے گھر منے شاہزادے کوں لے — کندورے (دسترخوان) کرے بار اپنے وولے

جو بیٹھے دونوں مل کندورے اوپر — سو وو جیوں ہتی ہور یو جیوں مچھر

کہ آنا موافق سوں صحبت گھڑی (۸۰) پران (ہوش) اُڑکے جا فکر لاگی بڑی

ع ن ۔ گندا نیر موریاں میں تے جیوں جھڑے (ح)

ب ن ۔ بُری اُسکی جیوں آنگ کی باس آئے ۔ (ح)

جو فارغ ہوئے پیٹ بھر کہاں [کھانا] کہا   منگائی ترت مست پیالا نیکھا [اچھا]

سو گرڈیاں پہ گرڈے لگی جھیلنے   لگی شاہزادے سوں مل کھیلنے

ع ن پیے شاہزادے سوں مل بیں کر   متی ہو کے خلوت میں گئے پیں کر

سو اپنے محبت کرے شوق [بیٹھ] سوں   منگی عیش [گھس] کرنے کے تئیں ذوق سوں

ع ن قبولیا نہیں شاہزادہ اوسے   ڈریا دیک تن پر کے اُسکے مَسے

سٹی ہات جا اُسپہ سورات کر   سو درہم ہو ماریا وہیں لات کر

نپٹ دل میں جاگا کیا کندراٹ [حرص]   سو فامی وو زنگین ڈائن کہو ساٹ

ع ن غصہ سات ات [بہت] زنگیاں کوں بلائے   سو سنگین چکی پینے کوں منگائے [کھوسٹ]

ملک زادے کے کن لجاؤ کہی   صبیا [صبح] اوٹھ کر آٹا پساؤ کہی

ہوا شاہزادہ دوکھی لاعلاج (۷۹۰) کہیا دل میں موت اپنی آئی ہے آج

لگیا پینے آٹا لہو آنٹ [ہاتھ] کر   چھلے [چھالے] آئے ہاتاں کوں سب ڈاٹ کر

ع ن بھولی اس کیرے حسن پر ہو کھلی   متی ہو کہ خلوت منے لے چلی (ح)

ع ن - کنارے ہوا چھوڑ دے ویں اُسے (ح)

ع ن - کدورت پکڑ جیوں غصا دل میں لیائے   بڑی یک چکی پینے کوں منگائے (ح)

سو کھل ری نکل آئی دوئے ہات کی | مشقت لگی دیس ہور رات کی
ہتیلیاں جو نازک اتھے پان تھے | نرم تر نرم روئی خطیان تھے
گھٹے پڑ رہے سخت پولاد ہو | گئی نازکی تن کی برباد ہو

گریختن سیف الملوک از قید زنگی

کیتاک دن کوں او زنگی نابکار | سنیا جیوں سو گھر میں تے کاڑیا بہار
سو بیٹی کدین تھے برا ان کر | کپٹ دل منے آپنے آن کر
منگایا تبر ایک سیٹری سنگات | دیا پھر دو کھی شاہزادے کے ہات
دے یاراں کوں دنبال اس کے تمام | سو لکڑیاں ڈہلانے لگیا صبح و شام
رہیا شاہزادے کیرا حال سب | دکھوں تل ہوا حال پایال سب
گئے کپڑے سب آنگ کے پھاٹ پھٹ | پریشانگی ہو لگیا دیں اچاٹ
مشقت لگی دیس ہور رات کی | نہ تھی کچھ خبر پانو ہور ہات کی
نصیبے کوں جل بول مارن لگیا | سو یاراں تھے مل یوں بچارن لگیا
کیا فکر یے اپنے یاراں کے پاس | بھلا ہے جو اس ٹھار تھے جائے نہاس
جو تنتا سو برس اچھینگے ہمیں اس کتے | رہیں گے اسی گرفتاری منے

ہمن پر کسے پیار آسے نہ یاں | ہمارا درد دو کہہ جاسے نہ یاں
سکل مست ایک ہو یکرا ایکبار | کئے ہوڑی یک مستعد استوار
آپس سب کوں اُس ہوڑ کیے بیچ ڈال | توکل خداوند تعالیٰ پہ گھال
زنگیاں کے چھٹے ہرطرف بند تھے | انند پائے وندیاں کیرے دند تھے

آمدن سیف الملوک دریک جزیرہ کہ درآنجا آرام یافت وہم جانوراں کلاں دید

دریا کے اوپر جیوں روانہ ہوئے | (۸۱۰) سو خوشحال سب کے پرانا ہوئے
سو ہوڑے چلانے لگے ہاتے ہات | کیتک دیس چلنے لگے راتے رات
دیسے موج کہیں اونچ ہور نیچ کہیں | لجاتا کھڑا باؤ آ کھینچ کہیں
کہیں ڈوبتے ہور کہیں تیرتے | ہلاکی سیتیں پھرتے پھرتے
پڑے یک جزیرے میں آ | فرار اس جزیرے میں ٹک پائے جا

ن۔ سکل ایک دل ہوکہ کرے قرار (ح)

کیتک جھاڑواں دیکھتے میوہ دار — ہر ایک جھاڑ میواں سوں آیا ہے بار

ہو خوشحال یک دم وہیں دوک چھوڑ — سو میوے لگے کھاؤنے توڑ توڑ

کئے پیاس ہور بھوک کوں دفع واں — ہوا دست راحت کیرا نفع واں

بجا لائے شکرانہ کرتار کا (خدا) — تماشا دیکھے نادر اس ٹھار کا

ہوئی رات دیک اس جزیرے منے (دیکھ) — رہنے کا فکرل کئے سب جنے

اتھا جھاڑ واں یک بلند سایہ دار (۴۲۰) سو اُس جھاڑ پر چڑھ کے بیٹھے ہشیار

اندھارا گرد جیوں ہوا ٹھار ٹھار — جناور نکل آئے دریا تے بھار (جانور)

نہنگاں کیتک پہاڑ ویسے گنبھیر — ہتی سار کے ماہیاں بے نظیر

انکھیاں دور تھے سو دیسے انکے یوں — اندھارے منے ڈیوٹیاں لائے جیوں

کیتک شکل ہیں عین جیسے شغال — کیتک بدشکل ریچھ کیرے مثال (مشکل)

کیتک اُس منے کے تھے ایسے بڑے — دیکھے آدمی تو وہیں جل مرے (ریچھ)

کیتک بھوت ہور کیک کی ذات کے — کیتک سو شترمرغ کی دہات کے

کیتک اس میں رہ رہ اُٹھیں یوں پکار — جو ہووے دریا تل اوپر جوش مار

صفاں در صفاں خوش گذرتے اتھے — دریا کے اوپر سیر کرتے اتھے

نورانی صبا کا جو بارا ہوا (صبح ہوا) — چندر کا جھلک ٹک او تارا ہوا

ستارے لگے ڈوبنے ٹھار ٹھار پنکھی اُٹھ لگے غل کرن یوں پکار
عرش کا مرغ بانگ کہنے لگیا صبا کا ٹھنڈا باؤ بہنے لگیا
سورج کے اجالے کوں جوں کھوج پائے سب یکدھر تے ڈبکی دریا میانے کھائے
رین سب دریا کا دکھیت یو خلل چھپے ٹھار تے شاہزادہ نکل
کہیا یوں زباں کھول یاراں سیتی اپن درد کے دوستداراں سیتی
کہا یوں کہ اب یاں تے جانا بھلا بلایاں نے اپیں بچانا بھلا
سوچن جیوں سیوہ پھل وہات دہات لئے باند توشہ خوشی اپنے سات
روانہ ہوئے بیگ مل سب جنے چلے پھر توکل سوں دریا منے
جفا ہور دوکھ دیکھتے ٹھار ٹھار ہوئے بھی پریشاں مہینے چہار
کدھر جاؤتے سو نہ تھا فام کچ کسی کے نہ تھا دل کوں آرام کچ
قضا یوں ہوا جو کہیں باٹ پائے یکا ایک ہور ایک جزیرے میں آئے
رہے باٹ ہور نا کئے واں مقام جلچج ہودنے کا سو ہوئے یو تمام

ن: لئے میوے چن خاص جھاڑاں پوستے اوتر واں کے دہشت کے پہاڑاں ستے (ح)

رفتن سیف الملوک بشہر قیصریہ و افتادن
در قیدِ باندراں

عجب وو جزیرہ صفادار تھا — جو شداد کے بہشت کے سار (مانند) تھا
کہ تھاواں عجب کچ صفا جاں تہاں — فرح پائے ایک ایک کے روحاں ہاں (وہاں)
جکچ جیو منگتا سو میوہ وہاں — جہاڑاں پہ موجود تھا جاں تہاں
اپنے (اتنے) جھاڑ تھے واں جو نا اوس گنت (گنتی) — رنگا رنگ کے جنس کی حد نہ انت (انتہا)
جناور اتھے اُس میں کئی دہات کے — کیتک خوش نما قمریاں ذات کے
کیتک نور کے نوریاں بے نظیر — کیتک بلبلاں راویں روشن ضمیر
ہلاویں ہلوں پنپک (پتنگ) ہر ڈال تھے — پڑے ہوے جھڑ جھڑ سو اُپراں تھے
آپسیں آپے (آہستہ) خوش ہو مرغول تے — کیتک جنس کے بولیاں بولتے
ہریک جھاڑ تل شاہزادہ وہاں (پچھواڑے) (۸۵۰) لگیا پھرنے یاراں سوں ہو شادماں
ہوا ہور ٹھنڈی چھاؤں خوشواں کی دیک — لگے نیند سوں نیند لینے ٹک ایک
سو ایسے منے آئے چوراں وہاں — پچھونڈے (پیچھے) بندے سبکے ہت (ہاتھ) ورسال
چلے مارتے لیکے خواری سنگات (سے) — ہوا دوک یاراں کوں بھاری سنگات

بہر حال اس غل میں تھے بھار پڑ — چلیا شاہزادہ کہیں نہاس کر

گرفتار آمدن سیف الملوک بدست کفاراں

ز نکار آدھار جگ چھانو ہے — کریا مہربان کا نانو ہے
بہر یاں ہیں وہاں عورتاں خوش شکل — چلیا دیکھتا وہاں محل در محل
یکس تھے انھیاں ایک صاحب جمال — دنیا میں نہ تھی ان کی صورت مثال
ہر ایکس کی بیٹیاں ہیں محراب اتھا — کلیجا معلق لڑکتا اتھا
پکڑ شاہزادے کوں دیں بند کر — لیکر آئیاں اپنے راجے کے گھر
سو سیف الملوک دیکھتا ہے جو واں (۸۶۰) رکھے ہیں تخت سورسا درمیاں
سو بیٹھے ہیں واں نار مقبول خوب — سورج چاند تے خوب نرمل سروپ
مکلل زر نیا دو پہنے ہے نار — خوش آواز سوں دیکھ بولی پوکار
کہاں تے توں آیا ہے اے نیک نام — توں کس ملک کا بول تیرا مقام
کہ یو خوب آدم ہے صاحب جمال — انگے لیا کہ پوچھے غریبی کا حال

ن۔ کسے ناپٹر۔ (س)

تفحص کئے حال کوں سر بسر — نہ تقصیر کیتے ہر یک بول پر

بزاں حال جی دوک کا تھا جتا — سراسر کہیا کھول کر سب وتا
(بعدازاں — دکھ — اتنا)

دوکھیا غم تھے اس ہی کے پائی تمام — سو وو دوک خاطر میں لیائی تمام
(لائی)

بزاں آو کئی نار یک نار کوں — سو بسلانے فرمائی لے پیار سوں
(بعدازاں — بٹھانے — بہت)

منگائی کندورے شہانے بجتے — ررجھانے کوں فرمائی نادر وتے
(سفرہ — دسترخوان — پیش کرنے — نایاب — اتنے)

کندوری تے فارغ ہوئے پر تمام (۸۷۰) قصا اُن کا خاطر میں لیائی تمام
(قصہ)

بزاں وو کہی نار اے جگ او جال — توں آپسکوں یہانتے بہت لے سنبھال
(بعدازاں — دنیا کی روشنی — اپنے آپ کو)

یو سانیاں آتشی ذات ہیں — تجھے کہاونگے[1] بات ہیں
(ناری)

سونیا جیوں سیف الملوک بات کوں — لگیا رونے غم سوں بھو دہات سوں
(سنا — بہت — طرح)

سو وو نار بھی یوں کہی اسکے تئیں — جو روتا ہے اے دو کھہ بھری دہات تیئں
(طرح سے)

اگر توں میرا دل کرے خوش اتال — جتن سوں رکھونگی تجھے جیوں نہال
(اب)

بولائی نزک ہور سنے سوں لگائی — ادک پیار سوں لب منے لب ملائی
(بلائی — نزدیک — سینے — بہت)

کرے توں جو صحبت اگر مج سنگات — چھپا تج رکھونگی نپٹ پیار سات
(بہت)

جتا کچ منائی منانے کے دہات — قبولیا نہیں شہ اُس آتش سنگات
(طرح)

کہیا نار کوں یوں دو کھیا ذات سوں — سُن اے نار پھرتا ہوں کس دہات سوں

[1] اصل نسخہ میں بھی یہاں پر کوئی نقطہ نہیں ہے۔

سو وو نار ملتی نہ دستی کہیں / اُسے ڈھونڈتا جگ میں پھرتا ہوں میں
بغیر وو ملے کس سے نا ہوؤں جفت / نکو دل میں باندی پکا نار مفت
عجب موہنی ہے او نا بے جمال / سو ہے وہ چنچل دہن بدیع الجمال
میرا دہیان اب چھوڑ دے نار توں / میرا دل نہیں کس اوپر نار سوں
سنی نار سیف الملوک تے یو بات / غصے سات دوڑائی شہ پر سو ہات
منگی اس کوں کھانے کے تئیں تفت ہو / کلیجا منگی کھاؤ نے مفت ہو
غصے سوں رکھائی سو یک سانترا / رکھی قید سوں قید کر سانترا
رہیا نار سوں شہ او دک بند میں / روئے یاد کر نار کوں بند میں
اپس میں اپیں غم کرے یوں کہے / خدایا بچا توں بلا یو اہے
بلا یو بڑی مج گلے آ پڑی / نہ فرصت ہے جانے کی مشکل گھڑی
جو یک رات آدہی رات گذری اتھے / منگیا نہاسنے تائیں اُس بند تھے
سو مد پی ہویاں تھی متیاں او جتیاں / سو بے سدھ ہو اپس سگلیاں سوتیاں
ہلوں شاہزادہ سو نکلیا بہار / لگیا خلق کو دیکھنے ٹھار ٹھار
متیاں ہو پڑیاں ہیں کسے نیں خبر / نکل بھار آیا دریا کے اوپر
یکا ایک تختا دسیا ایک وہاں / نکل کر چلیا ہور ہوا تب واں

جو تختے پو جا بیٹھیا بیگ (جلدی) وے (وہ) — چلیا باولے (دیوانہ وار) اُس اوپر بیگ وے (وہ)
دریا میں جھا ہور دو کیہ دیکھتا — سو ڈبتا نکلتا چلیا تیرتا
کہیں باؤ (ہوا) طوفان کا آ لگے — کہیں تاؤ طوفان کا جا لگے
نہ ڈوبے پہ نیٹ (بالکل) نا تراوے اُسے — سو بارا (ہوا) چھل (بہم) دن پھراوے اُسے

رسیدن سیف الملوک در جزیرهٔ راکساں

قضا سوں ہوا کرم کرتار (خدا) کا — لجایا (منت کیا) نہایت کوں یکبار کا
چھ مہینے پچھیں (بعد) یک جزیرا دسیا (نظر آیا) (۹۰) جزیرا دیکھت (دیکھ کر) دل منے یوں ہنسیا
کہیا دل منے شاہ غربت سنگات — جزیرا دستا ہے روشن صفات
مبادا اچھیگی (ہوں) بلایاں کو بل (سخت) — مبادا مجھے جاکے چیتیا نگل
چلیا فکر کرتا جزیرے کنے — سو رکھ تختا اُس پر لگیا پھیرنے
سو پھرنے لگیا ذوق سوں جھاڑے جھاڑ — سو میوہ لگا کھاؤنے پاڑ پاڑ (نکال نکال)
یکا ایک راکس نکل آ کے بھار (باہر) — سو پا باس (بو) آدم کی دوڑیا پکار
پہاڑاں کے مانند دوڑے جتے — سو ہاکاں (چیخ) تے بادل گرج کر اُٹھے
دیکھیا شاہزادہ بلایاں کو بل (سخت) — سو تختا بسر (چھوڑ کر) کر چلیا ویں نکل

زمیں پر چلیا نٹھاستا نٹھاستیا (بھاگتا)   نہ تھا ٹھا سنے بن کہیں آستا (آسرا)
جہاں پھر دیکھے اُس بلایاں کوں شاہ   پہاڑ دوڑتے ہیں یا بادل سیاہ
سو پھر (پلٹ کر) دیکھتا ہور ادک (بہت) نٹھاٹیا (بھاگتا) (۹۱۰)   ادک نٹھاٹتا ہور سینا پھاٹتا
سو جیوں اُس پون (ہوا) پر اُڑا لے چلیا   ہوا پر چلے تیوں زمیں پر چلیا
ہوا بے خبر دوک ہور بھوک سوں   عقل اُس میں نیں سوک سوں
نہ تھا کس ذات میں یک ذرا   نہ تھا قوت اُس ٹھا سنے بن ذرا
چھ مہینے پچھیں نٹھاستا نٹھاستا   کھڑا ایک جزیرے کنے آستا
کیتک جنس کے جھاڑ آئے تھے بار   بڑے پاڑ تھے جھاڑ سب ٹھار ٹھار
سو میوہ لگیا چُن کے کھانے کے تئیں   چھ مہینے پچھیں اس ملیا قوت (غذا) ویں
جو کلوت (رغبت) سوں کھائے کر بھی چلیا   جزیرے کے اپرال (اوپر) یک گڑ (قلعہ) ملیا

گرفتار شدن سیف الملوک بدست سکساراں

ہے سبحان تیرا کرم جس اوپر   ترے امر (حکم) کا جگ کوں ہووے اثر
جزیرے کے بھیتراں (اندر) ڈرتا گھوسیا   واں سکسار یک دوڑ اُس پر دھسیا
سو سیف الملوک کوں پکڑ لے چلیا (۹۲۰)   سو جیو (جان) کا بھروسا واہاں تے ٹلیا

کہیا دل منے اے خداوند پاک | بلایاں تے پاڑیا ہے مج تن پہ دہاک
سو زندہ تا وہاں شہر میں آئیا | دل اپنا تماشے سوں بھلائیا
سو بد شکل ہوں ہے کوتے سیار کا | بدن اس لڑکتا سور سار کا
سو ہیت پانو ان کے ہیں آدمیاں کے سا | ولے تن منے راست بولیں پوکار
سنوارا گیا شہر ہے اس وضا | جو کس ملک میں شہر نئیں اس وضا
بڑا شہر معمور ہے جنس تے | نہ تھے بن وہاں کوئی سکسار تے
جو سیف الملوک کوں جو سکسار نے | پکڑ لائیا اپنے راجے کنے
سو سیف الملوک دیکھتا ہے جو واں | روش ہور ترتیب شاہی رواں
لیگئے سامنے اپنے راجے کے پاس | کھڑے رہ لگے دیکھنے آس پاس
سو راجا کہیا اپنے لوگاں کے تئیں (۹۳۰) | جناور نوا آج دیکھیا ہوں میں
ہوا خوش جو کوئی لیائے تھے اس اپر | دیا تشریفاں ان کوں زربفت زر
کھلا کھاں موٹا کر و کر اسے | اشارت سوں فرمائیا ہور کسے
ہنسیا بہوت خوشحال جیوں پھول کھل | رکھانے کوں فرمائیا سنگدل
رہیا بند میں شاہزادہ وہاں | سو دن بیس میانے یکایک وہاں
کھدیڑے جو تھے راکساں اُسکے تئیں | جزیرا ہر یک ڈھونڈتے آئے دیں

خوف، ڈالا، مانند، کتے، آہٹ، طریقہ، جانور، نیا، انعام، کھانا، تاکید، تیں، تلاش کرتے

سو سگسار کا شاہ پایا خبر　　بہت راکساں آئے کر شہر پر
وہیں تفت ہو کر اٹھیا سگ سار　　کیا لڑنے تئیں مستعد اپنا بہار
لڑائی کرن صلح سنجوت سوں　　جو میدان میں جا کھڑے روت سوں
سو سگسار سب شہر کے بھار گئے　　جتے عام ہور خاص سب بھار گئے
ہلوں شاہزادہ جو نکلیا بہار　　لگیا دیکھنے شہر میں ٹھار ٹھار
نظر نیں پڑیا کوئی سگسار واں　　نکل شہر تے بیگ ہوتا رواں
چلیا نہاستا بیگ جنگلے جنگل　　چڑیا ایک ٹیکان پر جا کول
بلند ٹھار تھا وو جہاں ہے بیتا　　لنبا ہور اونچا جو کئیں حد نہ تھا
اس اپرال چڑ چو کدن دیکھتا　　دہرت ہور سمد ور یک کر رہیا
کیا شکر کرتار کا واں بہت　　نبیؐ تے منگیا پھر شفاعت بہت
جو سگسار راکس بھی لڑنے لگے　　یکس ہات تے ایک پڑنے لگے
سٹے راکساں ڈونگراں کوں اوچا　　سو سگسار کا قتل کر زن بچا
کتے راکساں جھاڑ سوں مارتے　　کتیاں کوں زمیں پر پھرا مارتے
کتے راکساں جائیں اُن کوں نگل　　کتیاں کوں رگڑ کر سٹیں خاک تل
جو سگسار اڈڑا کے دوڑیں بہت　　لیویں ناک موں توڑ دہڑ کوں بہت

لڑائی دیکھیا شہ کیتک دن تلگ ۔۔۔ جو لڑتے اتھے رات دن ہوئے لگ

چلیا واں تے سیف الملک ہور انگے [آگے] ۔۔۔ سو معشوق کے غم کوں لے کر اَنگے

اَچھیا [آپ] ہور معشوق کا دھیان تھا ۔۔۔ نہ بن دھیاں معشوق کچھ دھیان تھا

کہیں ذوق سوں ہو چلے ہر جنگل ۔۔۔ کہیں دوک سوں جائے جیوڑ [جان] انگل

کہیں گائے جیوں بجائے [روئے] تیوں ہل نک مار [پکار] ۔۔۔ کہیں یاد کر نار کوں روئے زار

اسی دھیان میں سال واں تین چل ۔۔۔ کٹا او جنگل غم تے یوں نین [آنکھوں] تل

گرفتار شدن سیف الملوک بدست دوال پایاں

الٰہی جو اُس پاک عاشق اوپر ۔۔۔ بلیا یک جزیرہ اسے خوب تر

ڈرِیا پھر جزیرے میں جانے کے تئیں ۔۔۔ بلایاں کی دہشت کے پانے کے تئیں

جو اُس شہر میں جا دیکھیا ہر مکاں ۔۔۔ کہ میں آدمی زاد کا کچ نشاں

ہر یک طرف روشن ہیں بازار چار (۹۶۰) سنوارے گیا ہے سو ہے ٹھار ٹھار

بھرے ہیں وہاں دوال پائے [تسمہ پا] بہت ۔۔۔ نہ ہلتے نہ چلتے سو بیٹھے بہت

سو لڑنے لگے دوال پائے وہاں ۔۔۔ ہلوں آکے لٹ پٹ ہوئے جان [تھا] تھان

گلے ہور ہاتاں میں پاواں سوں پینچ　　لگے مارنے ہات سوں کھینچ کھینچ

جو ماندا (تھکا) کیئے اُس کو دوڑائے کر　　وہاں تے لے گئے اپنے راجے کے گھر

سو راجے کے جیوں سامنے آئیا　　دکھیت شاہزادے کوں اد یوں کہیا

کہ یو جانور خوب ہے عزم کا　　تماشا دیکھیں لیاؤ ہے بزم کا

رکھانے کوں فرمائیا بند کر　　سو یک محل میں جا رکھے بند کر

ادک بند میں شہ ہوا لا علاج　　کہیا موت کا گھر مج آیا ہے آج

سو لیا نعمتاں اُس کھلانے لگے　　سو گو مشک کر گل کوں لانے لگے

کیتک دن اسی بند میں پڑ رہیا (۹۷۰) نکل جاؤں کر فکر یک دن کیا

جو فرصت خدا تے منگیا شاہ نے　　آدہی رات گئی فکر کرنے منے

سُو مدپی ہوئے تھے متی و وجتے　　جو بے سد ہو اُس پاس سگلی سوتے

اُسی میں چڑیا جا کے یک محل پر　　سٹیاویں اوڑی ہور چلیا تل اوتر

کیتک اُسمیں پا ہوش دوڑے سنگات　　لڑیں (اوڑان) کیں کو دیں یوں جو باندر کے دہات

وہیں نھاٹ کر جا جنگل میں پڑیا　　یکا ایک غارے میں آکر اوڑیا

آدہی رات گئے نہاتے اُس منے　　جو یوں غار کے بھار آیا اُنے

ہوا ہے سو یوں صبح جھلکار سوں　　دیکھیا وال پاڑے لگے پیٹ (پیٹھ) سوں

چلیا تھا دیس نھاستا جو تلگ   جو ایسے منے رات آئی بلگ
چھپیا سور بھی شاب لے لوز کا   کھڑیا آچندا تاب لے لوز کا
چندا چو کدن رخت سانداتھا (۹۸۰) تماواں ستاریاں سوں باندیا اتھا
ثریا شمع جوت لڑکائے کر   جگا جوت آسمان پر سربسر
کنٹھیا رات سگلی سو جنگل منے   تماشا دیکھیا نادر آدکل منے
چڑیا جائیکر ایک اونچا جھاڑ   وہاں تے لگیا دیکھنے ٹھار ٹھار
کتک جھاڑ روشن ہوئے نال کر   کیتک جھاڑ پھرتے ہیں جیوں حال کر
کیتک جھاڑ پڑتے ہیں قرآں وہاں   کیتک شمع دیتے اہیں جاں تھاں
کیتک جھاڑ الحاں سوں ذکر کر   دعا کوں اچائے ہیں ہاتاں مگر
دعا میں رکھے پاپت کوں ہات کر   گنٹھے رین سگلی اسی بات پر
سو سیف الملک رین سگلی کنٹھیا   اسی میں اجالا رین کا چھوٹیا
چندر جب نکل رخت باندیا تمام   شفق میں کھڑا رہ کیا اس سلام
زمانا جو ہر دائے نکلی بہار (۹۹۰) زمیں کا بدن پار تھا باردار
سنی ہات کی نار کے ہات سوں   شفق خوں میں تھے ادچا ہات سوں
مرغ عرش کا ہانک مارن لگیا   پرندیاں سوں اپنے بچارن لگیا

پرندے لگے کو کنے ٹھار ٹھار
درندے چلے سیر کرنے کوں بہار

رین[1] جیوں جنی صبح کی پوت کوں (بچے)
سو روشن ہوا صبح کی روت سوں

رسیدن سیف الملوک بشہر قیصریہ وگرفتار شدن بدست میموناں

اُس او تار بازی کیرا حقہ باز
کرے اس روش سات یوں حقہ باز

سو سیف الملک سرور عاشقاں
بلاشک ہے تاجِ سرِ عاشقاں

نپٹ پھانک سب تے مجرد ہوا
برہ پر برہ (فراق، ہجر) حد تے بیحد ہوا

اوک بھوک ہور پیاس تے تملل
لگیا سیر کرنے کوں جنگلے جنگل

ہوا سو کہہ جاتن سو کاڑی کے سار (مانند)
و لے نور اُس کا اتھا برقرار

جو تھا جدھر چل کے جاتا اچھے (۱۰۰۰) اودھر کا جنگل جگمگاتا اچھے

۱۔ نوٹ۔ ان چار قصوں (از صفحہ ۶۷) تا (۷۶) کے متعلق وجدی نے اپنے قلمی نسخہ سیف الملوک میں حاشیہ پر یہ عبارت لکھی ہے۔ "معلوم می شود کہ ایں چہار داستان الحاقی اند و کلام غواصی نیست چراکہ اکثر اشعار بے ردیف و بے قافیہ افتادہ اند و در بعضے نسخہا یافتہ نمی شوند۔"

جہاں[۱] لگ جو باگاں درندے اتھے جہاں لگ جناور پرندے اتھے

برابر اُسی کے سو پھرنے لگے ہو[۲] بیتاب عشق اس سوں گرنے لگے

جہاں جھاڑ اونچا اچھے سایہ دار اُس اپر اَل کر اُس دکھی کوں سوار

جنگل میں جو کئیں پھل پھلالی اچھے چکچ پھل پھلالی سو آلی اچھے

سکل جائیں چن چن کے لیا نیکے تیں ملک[۳] زادے کوں لا کھلانے کے تیں

مسلم ہوا اُہلک سیف الملوک لگیا سوسنے غم پہ غم دوکھہ پہ دوکھہ

جو دیکھیا جنگل کے چیتے باگ کوں ہرن ریچھ ہور اجگراں ناگ کوں

نپٹ گڑبڑا کر ہوا گھابرا دریغے سیتیں وہیں پڑیا تھرتھرا

سو کہنے لگیا اے خداوندگار اے رحمان اے پاک پروردگار

کہاں تے منجے توں کہاں لائیا (۱۰۱۰) سو لا کس بلایاں میں سنپڑائیا

نہ یاں آدمی زاد کا کئیں نشاں نہ منج کوں ہے یاں کوئی جان ہور پچھان

ع۱۔ ہوئے عاشق اُسکے درندے تمام جتے تھے جناور پرندے تمام (ح)

ع۲۔ دیکھ اُس حسن بے سدھ ہو گرنے لگے۔ (ح)

ع۳۔ سو اس غم زدے کے کھلانے کے تیں۔ (ح)

جدھر دیکھتا ہوں اُدھر بے قیاس — جنگل کے جناور کھڑے آس پاس
گموں کیوں ان سات دن رات میں — کروں اس گنگیاں سات کیا بات میں
گنوؤں ان کے — گنگوں
منجے کوں آپہاڑ کھاتا ہے کی — میرا جیو لے کون جاتا ہے کی
نہ معلوم
دریغا میرے بخت ہیں کیسے سخت — کسی کوں دنیا میں نہ ہوے ایسے بخت
نہ ماں باپ تھے پاسکوں کچ جواب — نہ معشوق تھے ہوسکوں کامیاب
ہر یک وقت اس دہات روتا اچھے — نڈہال آپ میں آپ ہوتا اچھے
نہ گمتا دکھیت وقت اپنا کہیں — کیا فکر یک دیس من میں و ہیں
گذرتا — دن دل
سو یک رات ادھی رات گدری دکھیت — جگت نیں کوں نیند پکڑی دکھیت
زمانے کی آنکھ
جناور لگے اونگنے ٹھار ٹھار (۱۰۲۰) پڑے بے خبر سب نہ تھے کوئی ہشیار
یکایک ہوا غیب تھے بل اُسے — چڑیا ہات ہمت کیرا کل اُسے
قوت
چلیا اُس اَدہی رات وال تے نکل — بڑے دغدغے سات جنگلے جنگل
یکیلا ننگے پاؤں ننگے سر پر — تھے خارمغیلاں اُسے جیوں حریر
کیتک دن کوں جوں باٹ پایا یک ایک — نظر تل پڑیا دور تے شہر ایک
جو اُس شہر کا قیصریہ تھا ناؤں — صفا جا بجا ہور ہوا ٹھاؤں ٹھاؤں
بڑا شہر نا حد نہ کچ انت اسے — کہ چوندھیر لگ پیش وس پنت اسے
انتہا — راستے
چوطرف — بیش تک بیس لک

جو لیا ساتو آسماں اس ہیں چھپائیں تو یک کونے میں اس کے سب چھپ کے جائیں

نچھل چو کدن رستے بازار چار سو جیسے لطافت میں گلزار چار

دلے آدمی زاد نئیں کوئی وہاں بھرے ہیں وہاں باندرے جان تہاں

حکومت اُن کاچ ہے ٹھار ٹھار (۱۰۳۰) اُن کاچ چلتا ہے واں کاروبار

دیکھے شاہزادے کوں جوں سربسر لیگئے اپنے راجے کنے قید کر

جو دیکھتا ہے واں شاہزادہ نچھا عجائب طرح کا ہے اونچا چھجا

رکھا ہے جڑت کا تخت میانے میان زمیں واں کی دستی ہے جیوں آسماں

چھبیلا جواں یک گیانے سُگڑ خوش اُس تخت اپرال بیٹھا ہے چڑ

سکل باندرے دائرہ چھوڑ کر کھڑے ہیں ادب سات ہت جوڑ کر

بلا باندریاں کوں کہیا او جواں کہ کرسی لیکر آرکھو میانے میاں

لیکر آئے جا بیگ کرسی نچھل کہ جوڑے اتھے اس جڑت بے بدل

ملک زادے کو بیسلا اُس اوپر لگیا پوچھنے حال اُس سربسر

کہ اے جاں توں کاں تے آیا ہے کہ کہاں کہاں تے کس گاؤں جاتا ہے کہ

ن کہ اے جان بدونت توں کون ہے تیرے مکھ پہ کس حسن کا نوُن ہے (ح)

توں کس کا ہے جایا تیرا ٹھاؤں کوں (۱۰۴۰) کہاں چاند تیرا ہے اسماں کوں

فرزند مقام

تجے کام کس وضع سوں آ کھڑیا
توکیوں اس خرابے منے آ پڑیا

ع ن حویلی

سو کہہ مج کنے کھول اے یار توں
ہو مہماں چند روز استھار توں

جو ایسی او شیریں زبانی کیا
ملک زادے کوں گال پانی کیا

پگھلا

سو یکدہر تے جو حال اپنا اتھا
جو کچ تلملانا و تپنا اتھا

جو کچ آکہ ڈاٹیا اتھا باٹ میں
جکچ سرگہرا اتھا جنگل گھاٹ میں

سراسر کہیا کھول اس جان سوں
لگیا پوچھنے اس کوں پھر گیان سوں

کہ اے بخت ور راج تج راج کی
تیرے تخت کی اور تیرے تاج کی

روش ہور ترتیب کچ ہور ہے
تیرے بخت کا باؤ ور زور ہے

اور ہوا زوروار

سو پوچھیا کہ اس راج اس ٹھار توں
مراتب یو پایا ہے کس دہات سوں

طرح

تجے باندریاں سات گمتا ہے کیوں (۱۰۵۰) تیرے من میں یہ ذوق جمتا ہے کیوں

تیری خسروی کا عجب طرح ہے
نجھانے تھے منج نین کوں فرح ہے

ع ن۔ کہہ اے بھائی تیرا ہے آسان کون (ح)

ع ن۔ ہوا کیوں یہاں یو مراتب تجے
انپڑتا ہے کیوں ہور راتب تجے (ح)

ع ن۔ انکھیاں کوں میرے اج لگ فرح ہے۔ (ح)

اگر مج پہ توں آشکارا کرے　　دعا تج میرا روح سارا کرے

کہیا تب دورا جا کہ سن اے انیس　　میرا باپ تھا مصر کیرا رئیس

دیا بھیج مج کرنے سوداگری　　لیکر اُنے سوداسو دریا وری

یکایک سو کشتی پھوٹی موج مار　　سو تختے اوپر ایک نکلیا بہار

وہاں باندرے فوج کر آئیے　　پکڑ کر مجے واں تے یاں لائیے

ستم زور سوں بیسلا تخت اوپر　　دیے پادشاہی مج اس وقت پر

دورائی میری شہر میں سب پھرائے　　مجے آپنا راج کر بیسلائے

کہ اس قوم کے باندریاں ہیں تمام　　چلیا ہے رسم اس وضیا کا مدام

جو مرتا ہے راجا اُن کا کدِ ہیں　　قرار اُن کوں اچھتا نہیں ہے کہیں (۱۰۶۰)

دیے باج شاہی کسے ہوئے تا ہیں　　نہ جوڑیاں کنے جائیں نا کہاں کہائیں

اُن کے اوّل کے مہاراج کی　　سو بیٹی ہے اَت شرم ہور لاج کی

گموں اس ستیں میں کہ ہم جنس ہے　　دو ہم سار خاکی و ہم انس ہے

ن۔ کہیا بعد ازاں یوں کہ اے ہم جلیس (ح)

ن۔ کبھی راج اُن کا جو مرتا ہے کوئی　　تو ذرا اقراراں کے دل کو نہ ہوئے (ح)

لکھیا اس وضا تھا سو انپڑیا مجے　　خدا امن ہور دیوے راحت تجے

حاصل ہوا

مل ایکس کوں یکبات کر اس طریق　　کندورے شہانے اتھے جس طریق

خوان طعام۔ دسترخوان

کیا امر لیا یار کرنے شتاب　　کیتاک جنس کے نعمتاں بحساب

حکم　لا جمع

جو لیا کر کندورے کئے یار خوب　　جڑت کے رکھے ظرف ہر ٹھار خوب

دونوں مل کے خوش ذوق سوں کہاں کھائے　　رنگیلا شراب ارغوانی منگائے

کھانا

پیالے لگے عیش سوں جھیلنے　　ہوئے مستعد باندرے کھیلنے

اپس میں اپے تال منڈل بجائے　　(۱۰۷۰) بکت بازیاں کے تماشے دکھائے

مشکل کھیل

کلانٹیاں اچھلنے لگے میل خوب　　کیتاک کھیل مضحک کیتاک کھیل خوب

کلائی　　کتنے ہی　مضحکہ خیز

ہنر بھید اپنا جتا تھا دکھائے　　بہر حال دونوکوں خوش کر ہنسائے

کیتنک دیس شہزادے کوں رکھہ دوراج　　کیا بات لانے کوں یک دن علاج

دن　دو راجا

پیاپے رکھہ اس ہات دن تین چار　　شگفتہ کیا ماندگی سب اوتار

سمج خیال اس کا کہیا یوں اسے　　کہ توں جیو سوں عاشق ہوا ہے جسے

یہاں کوئی اس تھے خبردار نیں　　کسی ملک میں او تو اظہار نیں

عجب کچ ہے دنیا میں تیرا پرت　　نہ دیکھا کوئی ایسا بی گھیرا پرت

محبت　　بہی گہرا

انپڑنے تیرے داد فریاد کوں　　سکت نئیں کسی آدمی زاد کوں

پہنچنے

تیرے من کے مقصود بر لیا نہار نہیں کوئی یاں باج (بغیر) پروردگار

توکّل سوں کر آپنے (اپنے) من (دل) کوں شاد (۱۰۸۰) مُلک ڈھونڈ ہور پاتوں اپنا مراد

کہ اس وہات یک بادیا (گھوڑا) عین ذات منگایا جڑت (جڑاوی) کے خوش ابرن (لباس خلعت) سنگات

آنگے ہوا پے سر کلا اوس اوپر دعا اُس کیرے حق میں لک دہات کر

کر اظہار اپنے جتے مہر لے روانہ کیا خوش اُسے شہر تے

کیتیک باندرے دے کے اسکے سنگات جہاں لگ ہے اپنا ملک ہور ولات (ولایت۔ بھی ملک)

وہاں لگ اس انپڑاو کر بھیجیا دعا اُس کے حق بے نہایت کیا

چلے باندرے اس کوں انپڑاوتے تماشا ہر اک ٹھار دکھلاوتے

کھڑے رہے رضا لیکے ایلاڑ خوش کئے اپنے سرحد تھے پیلاڑ (پار) خوش

کوچ کردن سیف الملوک از قیصریہ

چلیا شاہزادہ لے وتیاگ بھی اٹھی سلگ کر برہ (ہجر) کی آگ بھی

سو پھر اپنے معشوق کے دہیان سوں جھگڑتا زمیں ہور اسماں سوں

سراسر سر پہ آپنا جالتا (۱۰۹۰) انگارے (ف) انجھو گرم ادہک ڈالتا

ف۔ انجھو گرم انکھیاں سنتی ڈالنا۔ (ح)

نٹے ہٹ جنگلے جنگل جھاڑے جھاڑ گویاں ہور جھڑپے جھڑپ پھاڑے پھاڑ

اُلنگتا گیا ایک جزیرے کنے جو دیکھتا ہے جا اُس جزیرے منے

لگے ہیں گگن اونچے صندل کے جھاڑ کھڑے ہیں ہر یک ٹھار خوش پاؤں گاڑ

زمیں سب سُنے (آسماں) (سونے) کی ہے اس ٹھار کی جھلکنے میں جیوں سور (سورج) کے سار (مانند) کی

بھرے ہیں مکوڑے وہاں ٹھار ٹھار ہتی سار کے آدمیاں کھاں (کھانے والے) ہار

بھکے (بھوکے) ہو کے پھرتے ہیں چارے کے تئیں سو کھانے منگے اِس بچارے کے تئیں

لگیا پھر وہ جیو (دل) کے دروں (اندر) ٹھاس نے سو دیکھیا پنکھی (پرندہ) ایک ایسے منے

بڑا دہڑ شتر مرغ کے سار کا بڑے شہپراں تیز منقار کا

کنارے پہ دریا کے بیٹھا ہے آ پکڑویں (وہیں) لیا اس کے دو پاؤں جا

چلیا اس کوں لے مرغ اس ٹھار تے (۱۱۰۰) اڑیا ہور ہوا غیب سنسار تے

اُلنگتا اُلنگتا کیتیک پاڑ (پہاڑ) وو چلیا ایک سمدور (دریا) کے پیلاڑ (پار) دو

سو حیراں ہوا شاہزادا اتریت (اس وقت) [۱] لگیا فکر کرنے کوں من میں بہوت

---

۱ نوٹ :- اس مقام پر بھی وجدی نے اپنے قلمی نسخہ سیف الملوک میں حاشیہ پر یہ نوٹ لکھا ہے۔
" ایں نہ بیت از ملحقات است۔" دوسرے کسی نسخہ میں یہ ابیات نہیں ملتے۔

جو واں تے تسوئیں نہاس سکتا تھا کہیں — لڑکتا چلیا اُس کے جنگل ہیں وَیں
اسی فکر میں شاہزادہ رہیا — معلق ہوا پر سوں گھن پر چڑ ہیا
بزاں شاہزادا کہیا دل منے — نہیں یاں خدا باج مشکل منے
لگیا رُو و نے دل میں سو بخت پر — وہیں بخت سختی تے سختیانچ اُپر
عجب کھیل تیرا ہے کرتار حق — تو جیو بانچنے کا مجے دے سبق
سٹیا جیو کا وو بھروسا بہوت — لگیا دھیان اللہ سوں آکر نروت
الٰہی بچاتا اہے بہت دہات — اپنا یو پڑیا آ کے مشکل ات
سو تدبیر کے ہات تے بل کیا (۱۱۱۰) اوک شاہزادا سو تلمل رہیا

چلیا وو سو گھن پر وطن آپنے — سوا نپے وطن، بیچ کوں تا پنے
پڑیا ایسے جنگل منے آئیکر — جو پھر کوئی آ نا سکے جائے کر
وہاں آپ نے ٹھار کا کھوج کاڑ — ہوا سار جا ایک اونچا ہے جھاڑ
سو اُس جھاڑ کی پیڑ دوڑے تپال — سو ڈالیاں انپڑ لے اٹھیاں تھیاں اُچھال
اتار اُس او پر شاہزادے کے تئیں — بچیاں پاس اپنے چلیا دوڑ ویں
اول تھے ایک آدم جو وَیں مار کر — رکھیا تھا جتن آپ نے ٹھار پر

سو ٹکڑے کر اس بانٹ بھانے لگیا بچیاں تائیں اپنے کھلانے لگیا

دیکھیت شاہزادہ جو اُس جھاڑ تَل پڑے سو جہاں کے تہاں ہاڑ گل

یکا ایک ایسے منے ایک سانپ بڑا سار کا دہڑ [جسم] زمیں کوں لے ڈھانپ

دُہلارا اُچاتا وہاں آئیا (۱۱۲۰) بچیاں[ن] کوں سو کھانے کے تئیں وہائیا

چڑیا جھاڑ اپرال [گرد وغبار] دیں [اٹھاتا] جھانپ مار سب اس کے بچیاں کوں نگل ایکبار

لیا اُس مُرغ کی مُنڈی جائیکر ہَہسم کر سٹیا تَل منے کھائیکر

دیکھیا شاہزادہ جو اس حال کوں چھٹی کانپنی [تھرتھراہٹ] تن پہ ہر بال کوں

جو ہیبت زدہ ہو لگیا کانپنے سو تدبیر واں سے کیا تھا سنے

بکا ایک کبل آکہ بازی گھڑی سو ویں جھاڑ اوپر تے میلیا اوڑی

جنگل بیچ پڑ لاکھ دشوار سات لگیا تھا سنے تائیں واقی سنگات

نہ کچ حال تن میں نہ کس پاؤں میں سو اُٹھتا و پڑتا ہر یک ٹھاؤں میں

اد ایک پیاس ہور بھوک تھے تلملے چل آیا ہلوں [آہستہ] یک ہرے جھڑ [جھاڑ] تلے

سو واں ایک چشمہ اتھا آب کا نجل اُس اُگے آب گلآب [گلاب] کا

ن۔ بھکا تھا سو پھبکارتا دہائیا (ح)

پڑیا تھا وہاں غیب کا ایک انار (۱۱۳۰) سو رنگ رس بھریا ہور مٹھا دانہ دار
بھکا تھا سو ویں جھیل کھایا اُسے | رگے رگ منے جیو آیا اُسے
پیا نیر چشمے منے جائیکر | کیا تکیہ اس جھاڑ تل آئیکر
پنکھی ایک ایسے میں مرغول اٹھا | یوں اُس جھاڑ اپراں تھے بول اٹھا
سُنیا ہے جواں یو جو صاحب جمال | ہوا ہے جو برہے کے غم میں نڈھال
بڑا کچ بلا ایک یاں آئے گا | سو اس بیگنہ جواں کوں کھائے گا
پنکھی دوسرا سُن بُرا مان کر | دریغے ادیک من منے آن کر
لگیا پوچھن اسکوں یو کیا ہے کنا | کہ اس بیگنہ کا سو کیا ہے گنہ
کہیا وو پنکھی کھول اس دہات تب | کہ قصہ سو اس جوان کا ہے عجب
کہ یک دن کتک جن آئے اتھے | ل یکٹھار مجلس بھرائے اتھے
جکوئی تھا بڑا جن جو مجلس منے (۱۱۴۰) یکا یک اٹھیا بول کریوں اُنے
کہ ہے ست ایسی جو او کھائی جائے | او کھائے تو جناں کی شاہی منج آئے
سنیا ہوں کہ کیں باغ ہے یک رُخن | ہے اُس باغ کا ناؤں اوتارن

ف ۔ کہیا بھیدُ اس ٹھار کیا ہے کنا (ح)

وہاں جھاڑ ہے ایک انار کا   لگیا ہے اُس ایک پھل جو اوتار کا
دیو بنگے مجے لیا کے اوپھل جکوئی (جو کوئی)   تو میرا اپران (جان) اُس تے خوشنود ہوئے
مجالس ہیں بعضے اتھے جن جتے   سو ڈھنڈ لیا و نگے کر تبولے دیتے
چھ مہینے کی فرصت لئے یک رخن   چلے ڈھنڈ لیتے او اوتار بن
سو یک جن نے اس باغ کوں پائیا   وو اوتار پھل جائیکر لائیا
یکا ایک پیاسا ہو پانی کے آس   پینے نیر (پانی) آیا جو چشمے کے پاس
ولے پھر کے جاتا وقت نابکار   بسر (بھول) کر گیا تھا وو اوتار انار
اُسی پھل کوں یو جواں کھایا اہے   ولے بھید اِس کا نپایا اہے
بسر (بھول) کر گیا سو وو جن آگ ہو   بسانے[۱] (مانند) بلا اُس پہ آتا ہے وو
اگر عقل کچھ ہوئے گا اس منے   ہے خاتم سلیمان کا اُس کنے
وو جن پھر کہ جس وقت یاں آئیگا   جو اوتار ڈھنڈنے کے تئیں دھائیگا
کتا یوں غضب سوں اُسے ہانک (پکار) مار   کہ اے جن کڈھنگی تجس نابکار
وو اوتار بن تھا سلیمان کا   رضا باج (بغیر) اس کے پھل اُٹھار کا

۱؎ ـ سو آتا ہے اُس کے اوپر ناگ ہو (ح)

تجے توڑنے ہات کس دہات آئے — تو کیا کام رہ رہ کیا ہائے ہائے
سلیمان بھیجا اہے یاں مجے — لیکر آؤ بند کر چھونڈے تجے
دیا ہے نشان آپنا میرے ہات — کھڑے ہو نہ دیسوں تجے ایک سات
اوجن جیوں سلیمان کیرا نشان — دیکھے گا تو اُڑ جائے گا دیو پچ ان
دیسے گا اُسے ٹٹ پرے تیوں اکاس (۱۱۶۰) — سو چھپ جائیگا بیچ پاتال نہاس
سو سیف الملوک جیوں سنیا یوں بچار — ڈڑی مار کر جا چھپا ایک ٹھار
جیوں آیا و وجن دوڑ چشمے کنے — یکائیک آیا نکل بھار اُنے
انگوٹھی دکھایا اُسے ہانک مار — سو ہیبت زدہ ہو کے بے اختیار
ہوا غیب پاتال میں جا و وجن — سلامت چھوٹیا اُس کے ہاتاں تے اُن

رسیدن سیف الملوک بہ جزیرۂ اسفند

جو راحت قلم کی زباں کوں چھوٹے — قلم شاخ اسرار کی یوں پھوٹے
کہ رحمان اپنے بندیاں کے اوپر — دیا کی جو منگتا ہے کرنے نظر
اُچا آپنے پیار کے ہاتھ سوں — بچایا ہے آفت تھے ہر دھات سوں
کریں جہاں پر کرنہار وے — مشقت کوں راحت دیونہار وے

جو نکلیا وہاں تھے سو سیف الملوک — پڑیا جا کے ہور ایک جنگل میں چوک
(ن جزیرے)
اکیلا جو آنگے ہو جانے لگیا (۱۱۷۰) — کٹھن باٹ کوں چل گھٹانے لگیا

(اکیلا)
چڑیا جائیکر ایک ٹیکاں اوپر — دیکھیا دور تے ایک میداں اوپر

سو چوندھیر اُجالا برستا اہے — جنگل نور سیتیچ بستا اہے
(چوطرف)
لگیا بھوت اُسے یو تماشا عجب — رہیا گم ہو آپس منے آپ تب

چڑیا ٹیک اوپر تھے اُتر آئیا — نظر چار اطراف دوڑائیا

سو بے مثل نقشے رنگا رنگ محل — صفا داریکا یک پڑیا دِشٹ تل
(ن) (گھر) (بنگاہ)
جو نزدیک آیا خوشی سات جب — اَپستے اَپی کھل پڑے قفل سب
(ن آپ ہی آپ)
درونی چلیا ذوق پا بے شمار — بچھا دیکھتا ہے جو واں ٹھار ٹھار
(اندر) (بعوز)
سنوارے اہیں غیب تھے سب محل — بچھانے بچھائے ہیں جاں تہاں نچھل
(ن بچھونے)
رکھے ہیں تخت ہور اُس کے اوپر — سُتیا ہے لے مونہہ ڈھانپ کئی بے خبر
(سوتا)

ن۔ سو دہلیز اوپر ستیا ہات جب۔ (ح)

ن۔ سو دیوار در سب چتارے چتار (ح)

ن۔ سُتا ہے اپس ڈھانپ لے کوئی بشر (ح)

نہ ہلیا نہ چلیا ہے اس ٹھار تے (۱۱۸۰) نہ دہرتا خبر کوچ سنسار تے
نہ ڈر جیو کوں اپنے اس وقت پر دیا مرگ کے ہاتھ آپس سخت کر

یافتن سیف الملوک ملکہ را

چلیا دہس کہ دیکھیا نزیک جا اُسے سوناری ہے مقبول سوتی دِسے
نہ اُس سار صورت منے حور کیں نہ وسیی تجلّی ستی سور کیں
کتک بار بیٹھا نزیک بے قرار مگر نیند تے ہویگی کر ہوشیار
سو ہر گز وو ہشیار ہوتی نہیں موئے تیو نچ دِستی ہے سوتی نہیں
ڈریا ہور منگیا پھر کے جانے واہیں سو دیکھیا پٹی یک سِرانے وہیں
اُچا وو پٹی دیکھتا ہے جو پَڑ سو باندیا ہے کئی نیند اُسکے اوپر
سٹیا پھوڑ جوں ٹکڑے کر وو پٹی وہ مقبول یکایک وہیں جاگ اٹھی
انگے ہو کیا شاہزادہ سلام مکھ اُس کا دیکھت ذوق پایا تمام

ع۔ دیا دل کوں ہمت سو اس وقت پر۔ (ح)

ن۔ تو ہر گز نہ کچ ہوش باقی دِسے نہ کچ ہات ناپگ ہلاتی دِسے (ح)

سو حیراں ہو بیٹھی وو اس گھڑی ادہر کھول جیوں پھول کی پھنکڑی

کہی یوں کہ یاں آدمی زاد کون نہ تھی قدرت آنے کیوں آیا ہے توں

نہی کہہ کہ توں کون کس ٹھار کا خبر کیوں لیا ہے توں اس ٹھار کا

تیرا ناؤں کیا کون انسان توں خبر دے مجھے گنوتی جان توں

تب اُس شاہزادہ اٹھیا بول کر حقیقت سو اپنا کہیا کھول کر

کہ اے نار قصّہ ہے میرا دراز کہوں گا جو سننے کوں آسے نہ واز

ہوئے برس تیرا مجھے رات دن جو پھرتا ہوں دیتاگ سر لے کٹھن

بلایاں بہوت سو سیا برہ کیان جفایاں دیکھیا عشق کے گرہ کیان

ہوا عشق تھے حال سب پائمال نجانوں ہونہار ہے کیوں اُتال

بدیع الجمال ایک ہے شہ پری وو صورت بہ اپنی مجھے یوں کری

کہوں کیا تج اے شاہ شکر لباں کہ یاں لٹ پٹاتی ہے میری زباں

نہ وو ملتی ہے نا گلستان ارم یوں اس تائیں کھوتا ہوں اپنا جنم

تلیں دہرتری ہور اوپر آسماں دکھوں ہیں جاتا ہوں میانے میاں

کہ دہرتا ہوں سینے میں دکھ کٹر زیں ہوا ہوں پیرت سوں پنج جل بھرڑیں

کہ دہرتا ہوں سینے میں لک خار خار پڑے ہیں کلیجے میں روزن ہزار

یکائیک اللہ جو لیا یا مجے سو اس محل میں آج پایا تجے
تیرا حال ہور وضع کیا ہے سو بول چھپا توں نکو مج تے دل کھول کھول

ہم راز شدن سیف الملوک با شہزادی

وو امرت کے گن کی سگی مہربان فراست سوں اس کا جلیا دل پچھان (پہچان کر)
کہی یوں کہ بیٹی ہوں میں لاج کی سراندیل (لنکا) کے ملک کے راج کی
ہمیں دراصل تین بہاناں (بہنیں) اَتھیاں (تھے) سو یکدن رضا باپ کی لے وتیاں
گیاں (ہم گئے) باغ میں سیر کرنے کے تئیں (۱۲۱۰) لگیاں تیرنے حوض خانے میں ویں (سب)
سو درحال وہاں ایک بارا اوٹھیا چمن در چمن سب دہولارا (طوفان) اوٹھیا
سو اُس دہول میں تے جناور (ہوا) بڑا اچاکر (اٹھاکر) منجے لیگیا ویں اُڑا
ہوا پر چلیا دوڑ پنکھ (پر) مار مار رکھیا منجکوں لیا کر سو اسٹھار اُتار
انگے ہو میرے آ کیا ویں سلام کہیا ڈر نکو اے چنچل نیک نام
کہ عاشق ہوں میں تج اُتم ماہ کا کہ بیٹا ہوں پریاں کے میں شاہ کا
بڑا بھائی جو یک منجے آج ہے وو دریائے قلزم کیرا (کا) راج (راجا) ہے
اسی محل میانے ہے میرا مقام نہ میرا ہے یو بلکہ تیرا مقام

یو جاگا جزیرا ہے اسفند کا فرح بخش ہور لا کہہ آنند کا
جگہ راحت
رکھیا یوں لیکر آ کے اسٹھار منج کیا یوں بلا میں گرفتار منج
مہینے کوں یک بار آتا ہے وو (۱۲۲۰) منجے دیک پھر پھر کے جاتا ہے وو
ہیں اس کا کہیا ناسوں دیک کر غُصا بے نہایت پکڑ منج اوپر
کہنا نہ ماننے دیکھ
منتر سوں میری نیند کوں باندیائے یکیلی منج اس محل میں چھوڑ جائے
جادو
سوتوں جس ہٹی کوں سٹیا چھوڑ کر بندیا تھا میری نیند اس کے اوپر
پھینکا
اسی وضع سوں برس بارا ہوئے میرے دیس چپکی آوارا ہوئے
دن بیکار
کہوں کیا تجے کہنے کی بات نیں کہ یاں اختیاری میرے ہات نیں
دل اپنا توکل سوں کئے ہوں گنبھیر کہ نیں منج خدا باج کُئی دستگیر
بڑا بغیر
نکو جادو[۲] دیس اچھہ میرے پاس توں نکو لیا لے کچ دل میں وسواس توں
دن رہ
وو آسے نہ اجنوں نہ ہوگھا برا اجھوں دیس باقی ہے یک ساترا
اب دن
دے[ن] شہزادے کوں دھیرک اس دہات سوں اٹھی بول پھر یوں میٹھی بات سوں
دلاسا
کہ اس وقت پر میں تجے اے جواں (۱۲۳۰) تیری موہنی کے جو دیونگی نشاں

[ن]۔ جو احوال اپنا سب اُس دہات سوں (ح)

کہونگی جو باغ ارم کی خبر
تو کیا انپڑ یگا منجکوں اس کا ثمر

خبر دادن شاہزادی از بدیع الجمال سیف الملوک را

وو گنونت سکی جو کہی اپنی بات
خوشی سوں پُھگی شاہزادے کی ذات

ادب کی رَوِش سات سر اُنہیں پر دَہر
دعا ہور ثنا اسکوں لئی دہات کر

کہیا یوں کہ اے موہنی نیک نام
فدا تج پو تھے جیو میرا تمام

اگر توں کہے گی منجے اسکی بات
تو دیگا خدا تج جزا ہاتے ہات

جو دیگی توں اس موہنی کا نشاں
کریں گے دعا تج زمیں آسماں

جو خبراں کہیگی توں اس حور کے
تو اُتریں گے تج پر طبق نور کے

رہیا ہوں بہوت کچ آوارا ہو میں
اسی تائیں پھرتا ہوں بارا ہو میں

پرشیان اس کا ہوں ملکے ملوک
بہریا ہے رگے رگ منیں اس کا دوک

میرا دو کہہ گنوا توں کہ ہے تج ثواب (۱۲۴۰)
منجے تیری دولت سوں کر کامیاب

دیکھی عاجزی اس کی جیوں او تپا
سو دل میں تھے وہیں مہر کا جوش اٹھا

لگی کھول کہنے کوں سُن اے جواں
کہ منج پیٹھ کی تھی نَنھی ایک بھان

بہن تین بھاناں میں وو خوب تھی
سو ہمیش عالم میں محبوب تھی

تن اس کا پھول مکھ مکاتا اچھے   عنبر مشک کا باس آتا اچھے
ہنسی سات گلریز جیوں باغ تھی   کلیجاں پہ حوراں کے جیوں داغ تھی
سو یک دن لے سنگات ہمنا کوں مائی   خوشی سات یک باغ میں لیکر آئی
کیتک دیس وہاں شادمانی سے کئے   ادک جشن واں خسروانی سے کئے
یکایک عورت اک اس ٹھار پر   ہرے جھاڑ پر تھے اُتر آئی سکر
اگے ہو میری ماں کوں کینی سلام   اُٹھی بول اس دہات ہو ہم کلام
کہ پریاں کے راجا کی عورت ہوں میں (۱۲۵۰) دیکھن آئی ہوں تیری بیٹی کے تئیں
سکل شہ پریاں میں میرا ناؤں ہے   میر اگلستان ارم ٹھاؤں ہے
جو ہے منج کنے ایک بیٹی نہنی   سو ہے وو میرے نین کی روشنی
رکھا ناؤں اس کا بدیع الجمال   ہے اس سات میرا محبت کمال
بہوت دن تھے اچھتی ہوں اس ٹھار میں   ادک خوش کئے ہوں یو گلزار میں
تجھے دیکھ میں ذوق پر ذوق پائی   اچھو قائم یو آج تھے آشنائی
یو بیٹی سو تیری ہے بیٹی میری   یو بیٹی سو میری یو بیٹی تیری
پلا پیار سے دود تیرا اُسے   کہ میں دیونگی دودھ میرا اسے
کر اس وضع سوں بات اکس کوں ایک   رہے دو جنے مل اپس ایکوں ایک

لگا جیو وو یوں ہیری ہائی سات — کرن آوے ہمنے کوں یکبار بات

بڑی ہوئیگی وو چنچل آج کوں — اچھیگی سورج تھے نچھل آج کوں

عجب شہ پری ہے وو صاحب جمال — کہیں جگ میں ہوسے نہ اس کا مثال (ہوسکے)

میں اپنے نگر بیچ اچھتی جو آج — تو کرتی ہر یک وضع تیرا علاج

کہی ہوں ہور یک بات سن اے عزیز — اگر تج سکت ہے تو دے مج تمیز

سو شہزادہ[۱] سن کر ہوا یو خوش حال — کہیا سن اے روشن تو صاحب جمال

کہ میں عرض کرنے بھی منگتا ہوں تج — اگر خوش زباں کھول فرمائے مج

خدا مشکل آسان کرنہار ہے — نرادھاریاں کوں وو آدھار ہے (بے سہاروں، سہارا)

کہی موہنی بول کیا ہے سو مج — کہونگی میں اس بات کا جاب تج (جواب)

کہا جب وو دیو آٹے اسٹھار پر — سو توں پوچ لے اس کے جیو کا خبر

میرا جیو تج ہات میں ہے یہاں — تیرا جیو معلوم نئیں مج کہاں

یو خوبیں خبر او ستے لے مج کنا — تو میں کرسٹوں اس کوں تل میں فنا (کہنا)

یو سن موہنی کئی بشکر لب کوں کھول — لئے ہوں خبر او ستے کہتی ہوں کھول (اچھی طرح، بھی، پھینکوں، کھو)

۱۔ نوٹ:۔ وجدی نے ان آٹھ اشعار کو بھی الحاقی لکھا ہے اور کسی دوسرے نسخہ میں بھی درج نہیں ہیں۔

کہ یکدیس مجکوں رکھیا سو پرا — لگیا مج سوں باتاں کرن بھوترا (بہتیرا)

کہیا یوں کہ تج بن نہیں کوئی منج — ترا عشق کافی ہے جگ دوئی (دونوں) منج

بہوت ہے میرا جیو تیرے اوپر — ولے نیں تیرا جیو میرے اوپر

ہیں اس بات کوں جاب دی یوں پرا — کہ منج پر اگر جیو ہوتا ترا

تو[ن] البتہ اپنا کتا راز منج — دیتا اپنے باطن تھے آواز منج

تیرے ہات میں ہے میرا جیو تویاں — ولے کہہ منجے ہے تیرا جیو کہاں

اگر[ت] آدمیاں تھے پریاں کوں حیات — اچھے زیاست توکیا ہوا نیں نجات

دو دن کی دنیا کوں نکر اعتبار — کہ جینا ہمارا ہے دو دن اودھار

ہیں آگے (دام) پچھے جا ہمارے ہمیں — سمج لیویں آپس میں بارے ہمیں

سنیا منج زباں تھے او یو بات یوں (جیوں) — اٹھیا بول کر پھیر منج سات یوں

کہ ہے سچ تیرا جیو میرے ہات میں — ولے نیں میرا جیو تیرے ہات میں (جواب میں)

میں اے موہنی تج تے اب کیا چھپاؤں — کتا ہوں میرا جیو رہتا سو ٹھاؤں

ن تو آتا نہ یوں منج سے داز توں — کتا کھول اپنا مجے راز توں (ح)

ت اگر آدمیاں کوں پریاں تے حیات (ح)

کہ ہے ایک صندوق شیشے کیرا (کا) سو اس کے درونی (اندر) اچھے جیو میرا
وو صندوق سو ہے دریا کے بھیتر (اندر) انگوٹی سلیماں کی کوئی اگر
دریا کے نزیک جا کے دکھلائیگا نکل اوسنگا تیج (ساتھ ہی) اوپر آئیگا
بزاں (بعد ازاں) واں تھے اے موہنی مہرباں میری زندگانی سری (ختم ہوگئی) کر پچھان

کشتہ شدن دیو از دست سیف الملوک

سنیا شاہزادہ جو اس بات کوں کہیا خوش ہو اس پدمنی ذات کوں
کہ اے موہنی پاک داماں کی انگوٹھی تو حضرت سلیمان کی
میرے پاس حاضر ہے دب میں اتال (۱۲۹۰) تو؎ کیوں منجکوں سنبھالتی سو سنبھال
سلیمان کی اس انگوٹھی کوں دیکھ (یہاں) ہوئے شاد (کس طرح) بھو تیج اکیس تے ایک
زمانہ جو آخر ہوا مہرباں سو دونوں کو ہمت (بہت زیادہ) دیا آسماں
پکڑ ہات ویں بات سارو ہوئے مل اپنے درد دوکھ کے دارو ہوئے
یکس کوں یکیں جلد ہو پاؤں سار شتابی ستی آئے دریا کنار

؎۔ پہر تہار ہوں تج ادب میں اتال (ح)

دکھائے دریاکوں انگوٹی جھل | سو درحال صندوق آیا نکل
جوں یکبارگی پاے دونوں جنے | اوچاکر لیکر آئے دونوں جنے
وو صندوق جیوں دیکھے کھول کر | جناور اتھا ایک اوس کے بھیتر
سٹے اُس جناور کی مونڈی مروڑ | کئے چور صندوق کوں توڑ پھوڑ
سو درحال پیدا ہوا ایک غبار | برسنے لگا میہوں لہو بے شمار
پہاڑ سار کا سر اک اپرال سے تھے | (۱۳۰۰) پڑیا سو ہلیا دہرت پاتال سے تھے
دیا جھڑ بریا جیو اپنا تروت | سو اس کے مرگ تھے ہوے خوش بہت
خدا اس بلا تے کیا جیوں خلاص | سو چلنے کوں واں تے کئے فکر خاص
دونوں ویں نہنی ایک ہوڑی کئے | جواہر کنکر اس میں کچ بھر لئے
کر اللہ کا شکر واں بے شمار | ہوئے خوش دو توں کے ہوڑے سوار
قضا پر نظر رکھ توکل ستیں | دریا پر چڑے ہے فوج کے بل ستیں
چلیا باو لے بیگ ہوڑے کوں کاڑ | عجائب کیتیک دیکھتے جھاڑ پہاڑ

عن ۔ گیا جیوں وو دنیا تے نابود ہو | ہوئے مرگ تے اُس کے خوشنود یو (ح)

عن ۔ نہنی ایک ہوڑی توی راس کر | جواہر کنکر خاص چُن اُس میں بھر (ح)

عـ
چھے مہینے تلک دو کہہ جفا دیک دیک الگنتے عجائب جزیرے کیتک
نہ تھی سُد کدہر ہوج کیوں آوتے نہ تھا فام یوں کچ کدہر جاؤتے
عـ
ہوا اندے بہوت یک جزیرے میں آئے کیتک دیس رہ وہاں امن پائے عـ۱

رسیدن سیف الملوک و ملکہ بشہر واسط و ملاقی شدن تاج الملوک

جوں اقبال کا در کھولا غیب تھے (۱۳۱۰) چڑیا دو کہہ کے مکہ پر کلا غیب تھے
خوش اُس ٹھار روزی فراغت ہوا (اطمینان) پریشان خاطر کوں راحت ہوا
سو یکدن نکل شاہزادا وہاں ہلوں (آہستہ) سیر کرنے لگیا جان تھان
سو آدم کیتیک (آدمی کتنے ہی) واں پڑے دشت تل (نظر) یکایک خوشی آئی من میں اول (جوش)

عـ ۔ تماشا کئے پھیر پھیرے کیتک صفا دار اُلنگتے جزیرے کیتک (ح)

عـ سلامت سوں ایسے جزیرے میں آئے جو واں من کے مقصود کا کھوج پائے (ح)

عـ۱ ۔ نوٹ:۔ یہاں پر وجدی نے حسب ذیل عبارت حاشیہ پر لکھی ہے۔

"اینجا چند ابیات الحاقی بود نہ سہل ۔ من نہ نوشتم آں را۔"

سو نزدیک جا سب کوں کیتا سلام ‏ کہے مل علیک السلام اُس تمام

وجاہت اوپر اُس کے رکھ انک ڈیں ‏ مل ایک ٹھار بیٹھے سو ناپچانک ڈیں

فراست میں دیک اس کوں عالی وقار ‏ لگے بھیجنے مرحبا بے شمار

ہوئے یک جہت سات جیوں ہم کلام ‏ سو بولیا اُونن دہر دوک اپنا تمام

جو یکبارگی لوگ اُس ٹھار کے ‏ سنے قصّے اس کے ہور اُس نار کے

سو لک دے ہات سوں دل میں دوک آن لے ‏ کتے وضع سیتی بڑا مان لے

کہے یوں کہ او جگمگاتے شمیں (۱۳۲۰) ‏ سمجھتے ہیں کس بزم کے سو ہمیں

ہے بیٹی ہمن راج کے بھائی کی ‏ جنی مائی جیتی ہے اُس جائی کی

سُراندیل میں بادشاہی سنگات ‏ ہے اُس کا جیتا باپ حالی حیات

چچا اُس نہنی کا سو ایکیچ ہے ‏ دو واسط کتے سو نگر بیچ ہے

نیکھا ناؤں اُس کا ہے تاج الملوک ‏ عجب کچ ہے اس کا مروت سلوک

ہمیں سب رعیت ہیں اسکی تمام ‏ یہاں تے اُسی کا ہے آگیں مقام

جیوں ایسی خبر خلق تے پائیا ‏ سو دوڑ اُس سہیلی کنے آئیا

ع ۱ ۔ اٹھیا بول سب خلق اس دہات سوں ‏ کہ ہم جانتے ہیں سب اُس نار کوں [illegible]

کہا کھول در حال احوال اُسے　　خبر دے کیا بہت خوشحال اُسے

فراغت کے مل دونوں ہوڑی پہ چڑ　　چلے وانتے راحت کی دریا میں پڑ

کشتی

چلے شہر واسطہ کدن ذوق سوں　　لگے باٹ چلنے کوں آیت شوق سوں

کی طرف　راستہ　بہت

کہیں بات منزل میں آلس نہ کر (۱۳۳۰) شتابی سیتی اپڑے جا اوس نگر

کیتک دن تے پچھیں شہر واسطہ کوں پائے　　بہر حال اُس کی حویلی میں آئے

جو نزدیک اُس شہر کے خاص باغ　　اُتھا سو رہے واں لگے دیک چراغ

تھا

رئین جاگ ربّی کے فرمان سوں　　جو آیا نکل سورا آسمان سوں

سو اُس شہر کا بے بدل شہر یار　　نکو کار تاجن ملک نام دار

اُسی باغ میں خسروی داب سوں　　کرن سیر آیا بڑے لاب سوں

سو ناگہہ نظر اس کی اس ٹھار پر　　پڑی شاہزادے کے دیدار پر

سونیاں کوں اُس کے لگا بک بہوت　　بلا اُس نجھانے لگیا موکہہ بہت

بغور دیکھے　چہرہ

بڑا انجھوتر کوئی ہے کر پہچان　　نزک بیلا اُس کہیا اے جواں

ن۔ سو اس دیس تاج الملک شہ سوار　　سو نکلیا اتھا کھیلنے تئیں شکار (س)

ن ہوا شاہزادے کے تئیں سامنے　　سو آگے ہو تسلیم کیتا اونے (س)

ن۔ بلا اسکوں نزدیک تاج الملوک　　محبت سوں دکھلا کے اپنا سلوک (س)

کہو کاں تے آیا ہے اے جواں توں   سو منگتا ہے جانے کوں کس ٹھاؤں توں
کیوں آنا ہوا یاں تیرا بول منج (۱۲۴۰) جو کچ ہے تیرا ماجرا کھول منج
جو اس بات کا اس تے پایا سلوک   لگیا بولنے حال سیف الملوک
کہ اے شاہ غمگین ہوسنیار تے   میں آیا ہوں یاں مصر کے شار تے
میرا قصا ہے سخت دور و دراز   لگیگا کہنے بار اے شاہ باز
کہ بیکے دن تے پھرتا ہوں غربت منے   جنم سب گنوایا ہوں شدت منے
کہ ہوسے نہ مج سار دکھیارا کہیں   نہ مج سار وتیاگ ماریا کہیں
بہت رنج دیکھیا ہوں میں ٹھار ٹھار   نہیں ہے میرے دوک کوں کچ شمار
نہ میری جفا رنج کوں ہے شمار   نہ سینے کوں ٹھنڈک نہ دل کوں قرار
میرا درد کئی نا سنے تو بھلا   سنے تو بلا شک اٹھے تل ملا
جو خاطر میں لیاوے میرا رنج کوئی   تو اس کا سینا پھاٹ جیوں پھوٹی
خبر جس کوں ہوئے میرے وتیاگ تے (۱۲۵۰) تو جل راکھ ہوئے وو کہہ کی آگ تے
غریبی میری کھول کہنے منجے   ادک شرم آتی ہے کیا کوں تجے
سنیا یو جو تاج الملوک نول   در لینے سوں من میں تے آئے اول
کہ بولیا زباں کھول سن لے جواں   نکو ڈر کہ اللہ ہے مہرباں

کہ غمناک ہوں میں بھی لئی (بہت) سال تے | خبر کچھ نہیں مج میرے حال تے
بھتیجی میری ایک صاحب جمال | گنوائی (کھوئی) گئی سو ہوئے بارہ (۱۲) سال
دوک اس کا کروں مجکوں چھاتی نہیں | کہ اجنوں (اب) وو کئیں پائی جاتی نہیں
یکایک گم ہو گئی باغ تے | کہ مرتا ہوں میں نس (رات) دن اس داغ تے
موئی ہے کہ جیتی نہیں کچھ خبر | بڑا دکھ ہے یو مج کلیجے بھیتر (اندر)
جو یو بات پھر اس پریشان کوں | لگیا تیر ہو دوڑ جا کان کوں
سو جلتی دردنی سوں جل آہ مار (۱۳۶۰) | البنڈیا انکھیاں میں تے دکھ بشمار
کہیا دکھ نہ کر اے سکھی راج توں | خوشی کر یو دکھ چھوڑ دے آج توں
کہ تیری بھتیجی کوں لیایا ہوں میں | کوہل (مشکل) ٹھار تے اسکوں پایا ہوں میں
سو کیوں اس کے لیکھے سگا بھائی ہو | بچایا ہوں سو جانتے مائی ہو
تجے آج تے ذوق ہے لاکھ لاکھ | ولے میں سو ہوں غم تے نت چاک چاک
جتا کچھ ہے نازل دوکھ آفاق پر | جمیا ہے وو دوکھ میرے سینے بھیتر
ازل تے یو آیا ہے بانٹا (حصے) میرا | کہ پنجیا ہے کانٹیاں سوں پھانٹا میرا
درد دوکھ سوں اس وضع گذران (گذرے) تا بت | مل ایکس کوں ایک ہات میانے لے ہات
چلے اشتیاقی سوں دونوں جنے | وہیں آئے اس پاک دامن کنے

دیکھیا جیوں بھتیجی کوں آپیں چچا — سو پتلی کر انکھیاں کی لیتا اُچا

گلے لاگ اڑڑا کے رونے لگیا (۱۳۷۰) فدا اُس کے اپرال ہونے لگیا

دل اُس کا بہت دہات سوں ما تلے — کلیجے کے ٹکڑے کوں سنگات لے

لیکر آئیا گھر میں تعظیم سات — گیا[عن] شہر میں لے کے تکریم سات

گھر آیا سو ہوئی شادمانی بڑی — کیا شہر میں میزبانی بڑی

نوازیا ادک شاہزادے کے تئیں — رکھیا جیو کر دو کہہ زادے کے تئیں

دیا بھیج قاصد کوں یں بھائی پاس — مہرباں اس کی جنی مائی پاس

ہمائے سعادت اتر کھول پنکھ — اوڑیا جیوں سراندیل کی دہر سنک

سراندیل کا بادشاہ بخت ور — سنیا اپنی بیٹی کیرا جیوں خبر

یتا کچ ہوا خوش جو بولیا نہ جائے — مگر غیب تے لاک گرگوٹ آئے

لگی[عن] جھڑنے ابر تے رحمت کی پھوئی (پھوار) — جلنہار سینے کوں ٹھنڈیک (ٹھنڈک) ہوئی

(×)

عن ۔ کیا شہر میں لک خوشی دہات دہات (س)

عن ۔ بھیا وصل کا باؤ جیوں اُس نزیک — جلنہار سینے کوں دوڑی ٹھنڈیک (س)

آمدن برادر شہزادی و بردن شہزادی و سیف الملوک را پیش پدر

بھیا وصل کا باؤ چوند ہیر سے تے　　سو کا باغ من کا کھلیا سیر تے
ہوا فرح روزی جنی مائی کوں　　تمام اس کے بھاناں کوں اور بھائی کو
قبیلے کوں سب آبروئی چڑی　　ہوئی سب سرانذیل کوں شادی بڑی
عزیز ارجمند اپنی بیٹی کے تئیں　　بُلا بھیجنے کا کیا فکر دئیں
بُلا بھیجنے اُس او تم جائی کوں　　کیا مستعد اُس کیرے بھائی کوں
دے سنگات لشکر کے دل بحساب　　بڑے دبدبے سات بھیجیا شتاب
جو مشتاق ہو بھائی لیانے چلیا　　سگی بہان کے نئیں بولانے چلیا
چچا کے نگر بیچ جیوں آئیا　　سو دیک اُس چچا جیو کر پائیا
ہزار آرزو سات دونوں ملے　　خوشی کے کلیاں ہر طرف تے کھلے
بولیا گھر کوں لیا سو ملے بھائی بہان　　بکس کوں بکس دے لئے جیوداں

ن سوانپڑیا چچا کے نگر بیچ جا　　سونیا سو گیا پیش ہونے چچا (ح)

جو کچ دکھہ اتھا آپنے دل منے (۱۳۹۰) سٹے کاڑ سینیاں میں تے تل منے

لگیا دل کوں ہم بہان ہم بھائی کی — جو بھر کر سنے بیٹ تے مائی کی[ن]

دوبارہ جنم حاصل کیا

گم یک ساترا الاک عشرت سنگات — دعا لے چچا ہور چچانی کے ہات

نکل واں تے سنگات لے بھان کوں — چلیا مل کے سیف الملوک جان سوں

بنتے پنت تینو کنتھے کھولتے — گماتے وقت ہور قصے بولتے

راستہ — اپنا اپنا دکھڑا بیان کرتے

سراندل کے آئے جیوں وو نزدیک — اُمس پا جنا باپ خوش ہو ادیک[ن]

نکل گھر تے لاک انتظاری ستی — سو دوڑیا وہیں بیقراری ستی

جگر گوشہ کوں اپنے جیوں پائیا — چھتر کر اَپیں اس کے سر چھائیا

سینے سوں لگا اس پری چہر کوں — اولینڈن لگیا مہر پر مہر کوں

بڑے دبدبے سات لیایا اُسے — سو کھل نیر سوں مکھ دھولایا اُسے[ن]

گلاب

جیوں آیا گیا سو رتن ہات میں (۱۴۰۰) نوا جیو آیا تیوں ہوا ذات میں

ن۔ جو پھر کر چلیے اس طرف مائی کی (س)

ن۔ سو سن یو خبر خوش ہوا باپ ادیک (س)

ن۔ نین کا سو کر نور پایا اُسے (س)

ملیا دل سوں سیف الملوک جان سوں
ہوا آسماں اُس جلی بھان کوں

حقیقت کوں اُس کے اپنڑ خوب آپ
دیا دھیرک اس جیوں دِویں مائی باپ

رکھیا اُس ہتیلی کے پھوڑے من
ہو درمان اُس کا کیا دُکھ ہجن

کرم اُس کے حق حد تے پیلاڑ کر
سٹیاعن گرد بکدہر تھے سب جھاڑ کر

عزیزاں ہیں سب دے بڑائی اُسے
عنایت کیا پیشوائی اُسے

داستان ملاقی شدن ساعد

کہانی کہن ہار اس دہات کی
چلاتا ہے خوش بات ہر بات کی

کہ یک دیس سیف الملک شہ سوار
نکل آئیا بہار کھیلیں سکار

یکایک بازار میں یک جواں
نظر تل پڑیا زار ہور ناتواں

مسلم ہے دلگیر ہور بے قرار
وجاہت منے عین ساعد کے سار

کیا یاد ساعد کوں اُس دیکھ کر
انجھو لائیا دوک کے نین بھر

اپس میں اپے بھائیا سرد اساس
کیا آپ نے من ہیں غم بے قیاس

عن سٹیا کانٹے سینے میں تے کاڑ کر (س)

کہیا اپنے لوگاں کوں جا اس کوں لاؤ — آپے آئے لگ گھر لجا بیلاؤ
اُسی دہات جا اُس بلا لائیے — لجا ایک جاگے پہ بلائیے
کہ جیوں اس مبارک سواری سوں پھیر — جیوں آیا شتابی سوں اپنے مندھیر
کیا یاد آتیج اوس جان کوں — بولایا نزیک اس پریشان کوں
شفقت جو اُس کی غریبی پہ آئی — کہیا کوں ہے توں سو مج بول بھائی
سو ویں دو پریشاں جل آہ مار — اوٹھیا بول کریوں کہ اے کامگار
کہوں گا اگر میں میرے درد کوں — تو طاقت نہ رہسے کسی مرد کوں
بھریا ہے سینا پور اس دکھ سنگات — کہوں میں تجے کھول کس مکھ سنگات
میرا یار اک شاہزادا اتھا (۱۴۲۰) وو ملتا تو ہنج دو کھ نہ ہوتا یتا
میں اُسکی جداتی تے لئے ہوں ہلاک — جل اُس کے بدل میں تلتل کوں راک
نہ جانوں کہ وو سور کس ٹھار ہے — مج اُس باج عالم سب اندکار ہے
وو یا دوک سوں ہے یا کہ اقبال سوں — نہ جانوں وو اچھتا ہے کس حال سوں

عـ ن - بلا بھیجیا بیگ اوس جوان کوں — نزیک بیلا اُس پریشاں کوں (س)

عـ ن - کہیا کاں تے آیا ہے توں اے جواں — توں کان کا ہے کی مجکوں کچھ دے نشاں (س)

ہے فرزند وو مصر سلطان کا ہوں فرزند میں اس کے پردہان کا
وزیر
نیکا ناؤں اُس کا ہے سیف الملوک ہوں میں بے خبر اُسکے تیں جھوک جھوک
نیک نام
میرا ناؤں ساعد وے بخت نئیں کروں کیا کہ وو یار اس وقت نئیں
نام
میں اپنا ملک سٹ ہوئے تیرا سال نہ کس کوں میرے او دُسے کا ملال
چھوڑ ۱۳
یکیلا ہوں اس شہر میں میں غریب نہ کوئی مج اقارب نہ کوئی یاں حبیب
مسافر
کہ پھرتا ہوں نت یاں دوکانے دوکان نہ پیونے کوں پانی نہ کھانے کوں کہان
ہمیشہ پینے کھانا
جو اپنی غریبی وو بولیا تمام (۱۴۳۰) سو وو شاہزادا او تم نیکنام
گلا یا درونا سو نا تاب لیا گلے لا اُسے آنکھ میں آب لیا
گلے لگایا دل میں
کہیا یوں کہ اے یار اب چھوڑ دوک تیرا یار سو میں ہوں سیف الملوک
ہمارے نصیباں منے جیوں خدا لکھا تھا سو اپنڑ اپیا وو ل خدا
ہمیں سر جفا دے پھنکایا سو وو سلامت سوں پھر لا ملایا سو وو
علیحدہ کیا
پھنکانے کے کام ہور ملانے کے کام خدا باج بھی نئیں کسے اور فام
جدا کرنے بغیر معلوم
یو جیو اس کی قدرت پہ قربان ہے کہ صاحب بڑا وو مہربان ہے

عن۔ سُن اے بات اٹھیا شاہزاد اشتاب گلے لیا اُسے روئیا بے حساب (س)

ملے دیک یک جیو کے دوئی یار — ہوا خوش سراندیل کا شہر یار

دیکھ کر دل دو ننکا

جو ساعد آوارا ہو دوک در دمیں — ڈوبیا تھا جو غربت کیرے گرد میں

کے

سو حمام میں گرم لے جا اُسے — کئے خوش دہلا انگ ہلکا اُسے

جسم

نچھل خوب کسوت شہانی پنہا کرے (۱۴۴۰) رنگا رنگ مجلس نورانی بھرائے

صاف کپڑے

منگا نقل مدست آرام سوں — دونو یار بیس آپنے جام سوں

شراب بیٹھ

پیالے لگے جھیلنے ذوق سوں — قصے لیا کہ میانے سٹے شوق سوں

درمیان ڈالے

لول جان سیف الملوک جگ اوجال — بجد ہوکہ ساعد کوں لاگیا دُنبال

دنیا کی روشنی مصر ہوا

کہ مج تے بچھڑ توں پھریا کس وضا — کھڑیا آ تیرے سراوپر کیوں قضا

قسمت

چھپا توں نکو مج تے تقدیر کوں — جکچ ہے سو کہہ کھول مج دہیر توں

گنی یار ساعد دیک اُس کا خیال — لگیا بھار بھالنے کوں دل کا اُبال

عقلمند دیکھ باہر نکالنے

غریبی کے باتاں لگیا بولنے — کنیتا اودسے کا لگیا کھولنے

داستان

مسافرت

کہ اے شاہزادے جدہاں تے جو میں — چلیا بھاک کر تیری صحبت سوں میں

جدا ہوکر وہاں

پھوٹیا جہاز حکم خدائی ہوا — تداں تے تجے مج جدائی ہوا

سو بے سدھ ہو طوفان کے باؤ سوں (۱۴۵۰) پڑیا یک جزیرے میں جا تاؤ سوں

ہوا

کیتاک بار کوں دیکھتا ہوں جو واں — سو چوندہیر چھایا ہے زوروں دُہنواں

کتنے چار طرف دُھواں

ہواں ہوا اڑتے ہیں واں سانپ سب — لئے ہیں جزیرے کوں ان ڈھانپ سب

نہ اسمان دستا نہ کیں دھر تری — چھٹی سیس تے پانو لگ تھرتھری

گگن سارا و نچے کیتک ڈونگراں (زمین) — پڑے اسپ بھسکارتے اجگراں (اژدہے)

بتا (قلعہ) کچ وہاں دیکھیا ہیں عذاب — جو نیں اس عذاباں کوں حد ہور حساب

پڑیا جا بلایاں کے بھنورے منے — پڑیا جاکے لے لے جزیرے منے

بہت دن بہت ٹھار (بھنور) فاقے دیکھیا — کہیا جائے نا (بہت بہت) ایسے واقعے (واقعات) دیکھیا

برس دن ہوا کہ اس شہر میں — ملے شکر بارے ہمیں ہور تمیں

وٹے[ن] کچ غنیمت مجے آج ہے — گدا میں تیرا توں میراراج ہے

ولے اس پریزاد کا کھوج کیں (۱۴۶۰) توں اس حد تلگ اجھوں (ابھی) پایا کہ نیں

کہیں پی گلستاں ارم کا نشاں — کتا (کہتا) تجکوں سنپڑیا (ملا) کہ نیں اے جواں

بڑاں وو اتم جان سمرت گنبھیر — کھیا کھول اس دہات (طرح) ساعد کی دہیر (طرف)

کہ جج (بعد ازاں) بج (نیک) بتایا (بزرگ) سو پروردگار — مج امید کا رک (درخت) سو لیایا ہے بار

توی (مجھ) کچ (تجھے) خوشی پائی یاں جائیگی — وہ دو (۲) دن کوں اس شہر میں آئے گی

ن ۔ بڑا کچ غنیمت سوج آج ہے (س)

آمدن بدیع الجمال بہ سراندیل

سعادت کے جیوں دیس انگے آئے　　بخت روشنائی سوں جھلکائے
سو لکھن وتی داہن بدیع الجمال　　بکا ایک یک دن خیالیں خیال
نپٹ دلربائی کے طناز سوں　　لٹکتی اپسیں اپیں ناز سوں
سراندیل کے راج کے گھر کوں آئی　　سو گم ہوئی سو اس شاہزادی کوں پائی
سگی بھان کر جانتی تھی اول　　بڑی کر اسے مانتی تھی اول
بڑی دردمندی سوں غمخوار ہوی (۱۴۷۰) یکیٹ دل سوں مل جا او سوں یار ہوی
کہی اے سنگاتن تیے دیس توں　　اتھی کس وضا ہور کس بھیس سوں
نکل اُس بلاکن تے کس دہات آئی　　چھٹاٹ اُس کے ہاتاں تے کس وضع پائی
سراسر مجے کہہ جو ٹک اب ابن پاؤ　　دکھی دل کوں میرے سکھی کر بساؤ

ع‍ن نکہ اقبال چوندہیر تے دیکھلائیے۔ (س)

ع‍ن ۔ بکا ایک یکدن بدیع الجمال　　محبت سوں من میں خیالے خیال (س)

ع‍ن ۔ سو جا دوڑ چھاتی کوں لاگی اُسے (س)

سو وو شاہزادی اٹھی بول یوں — حقیقت سو اپنا کہی کھول یوں

کہ اے موہنی من کی صاحب جمال — جو تیرا محبت ہے مج سوں کمال

سدا یو محبت سو قائم اچھو — جھمکتا تیرا حسن دائم اچھو

رہے — رہے

جو میں ہات میں اس بلا کے ہلگ — گرفتار ہو کر جو تھی آج لگ

نحیف وزار

ایکا ایک اس ٹھار پروردگار — نظر جو کرم کی کیا ایک بار

جگہ

سو فریادرس میری فریاد کوں — دیا بھیج یک آدمی زاد کوں

سو آ بھار کاڑیا مج اس ٹھار تے — (۱۴۸۰) ہوں شرمندی میں اس کے ایکار تے

باہر نکالا — جگہ — احسان

بیتا کچ کیا مج پہ احسان وو — بیتا کچ دیا مج کوں جیوں دان وو

ایثار

جو تل اس کی انترائی نا ہو نے پانو — کہ جگ میں کیا وو بڑا اینک ناؤ

ذرا — بدلہ رعوض

سن اس بات کوں کئی بدیع الجمال — کہ آدم کوں آنے نہ تھا وان مجال

کہی

سو کس دہات اس ٹھار وو آئیا — نہ تھی بات سو باٹ کیوں پائیا

طرح — جگہ — راستہ

عجائب یو لگتا ہے اس ٹھار مج — کنا کھول کر توں یو گفتار مج

کہنا

کہی شاہزادی کہ اے موہنی — بڑی بات ہے یو نہیں کچ نہنی

چھوٹی

کہیا مج تے جا سے نہ یاں اس وضا — کہونگی کنے کا اہے جس وضا

جائے

دونوں مل کے چل ایک گلشن میں جائیں — دو باتاں کریں وقت اپنا گمائیں

کہ ہر بات میں عشق کا راز ہے — سن اس راز کوں تو ں کہ تج سا ز ہے
قابل

کر اس د ہات سیتی خبردار اُسے — (۱۴۹۰) لجانے منگی بیچ گلذار اُسے

جو واں یک فرح بخش گلزار تھا — صفا دار اتھا ہور ہوا دار تھا[ن]

اُسی ٹھار کر شا ہـزادا مقام — گمنہار تھا ذوق سوں صبح و شام

جنی مائی کوں لے وہیں اپنے دنبال — چلی واں آپے ہور بدیع الجمال
سنگی ماں

سو چمنے چمن گشت کرنے لگیاں — کلیاں چون چون گود بھرنے لگیاں
پیچھے

کہوں واں کے چمناں کوں میں کیوں چمن — کہ تھا ہر چمن صاف یکیک گگن[ن]
چن چن / آسمان

بھرا امرت سوں چمناں کے میانے تمام[ن] — جڑت کے اتھے حوض خانے تمام
آبحیات / درمیان / جڑاوی

نبے بن برک لہلہاتے اتھے — کلیاں پر کلیاں بار آتے اتھے
پیوندے

پون جھولے کہا پھول کی ڈال ہل — سو پڑتے اتھے پھول ہر جھاڑ تل
ہوا

مگر آ انبر کے چیتارے تمام — چمن میں بچھائے تھے تارے تمام
آسمان / مصور۔نقاش

ن۔ دنیا میں وہ گلزار اونار تھا۔ (س)

ن۔ کہ ہر یک چمن تھا گگن کے نمن (س)

ن۔ جڑت کے بچل حوض خانے تمام. اتھے پوراس باغ میانے تمام (س)

اتھے بُند شبنم کے یوں پات میں رتن خاص خوباں کے جیوں ہات میں

الٰہی کے ہو ذکر میں مست حال پنکھی غل اُچاتے تھے خوش ڈال ڈال

دو عاشق سو معشوق کے دھیان سوں منیا ہو اپس میں خوش الحان سوں

جمیا خیال اس دہات گاتا اتھا جو ہر روکھ کوں حال آتا اتھا

پنکھی گم ہوئے تھے وو الحان سُن بہتا نیر بہتا نہ تھا تان سُن

سنی وو گلا جیوں بدیع الجمال گلی اُس گلے کے اوپر رکھ خیال

کہی یاں یو کس کا ہے نادر گلا کیا ہے میری روح کوں مبتلا

گلا یو نہ ہوئے کچ بلا ہے گنبھیر کہ پانی کیا گال میرا سریر

روے روم مج ذوق سارا ہوا یہی روح کوں میرے چارا ہوا

کہی شاہزادے کی ماں تب اُسے یو نادر گلا اُس کسی کا دسے

جنے میری بیٹی کو لیایا اسے دے جیو دان سر تے بچایا اسے

ع ـ بھتے پر بیس کے ذکر میں مست خیال (س)

ع ـ پیالے پی ہر رس کے متوال ہو آپس میں اپے سخت خوش حال ہو (س)

ع ـ جما عشق کا خیال من میں پچھل سو گاتا اتھا سوز سوں بے بدل (س)

جو دیکھے گی تو اسکوں دکھلاؤنگی نزیک اُس کے ڈیرے کے لیجاؤنگی
سو ویں آسرے تے وو چندر بدن دیکھن آئی سیف الملوک کے کدن
جو دیکھی نجھا خوب اُس کا جمال دیوانی ہو در حال ہوئی بد ہال
پڑی اُس کے عشق کے دام میں ولے ٹک رکھی تھی اَپس فام میں
دل اُس کا لگیا تلملن تن منے کیا بھار عشق اس کیرے من منے
لگا جیو باطن میں اُس سات ویں چلے سیر کرتے ہلوں ہور گئیں
ولے شاہزادے کوں ان آئی سو دَرس دیکھ دل آپ سوں لائی سو
نہ تھی کچھ خبر مست تھا اپنے بھار اپس میں اپیں کھینچتا انتظار
جیوں اس سات وہ چلبلی دل لگائی سو وو شاہزادی اسی وقت پائی
بلاویں نزیک اس پری زاد کوں (۱۵۲۰) ادتم دلربا سرو آزاد کوں
کہی یاد ہے یک حکایت مجے سینگی اگر توں تو کؤنگی تجے
سنی ہوں کہ کوئی مصر میں بے نظیر ہے عاصم گنی سو نول شہ گنبھیر

ع ن بدیع الجمال اس سوں دل لائیکر تنگاتن دو سنگات کی پائیکر (س)
ع ن کہ تھا مصر میں کوئی راجا گنبھیر سو عاصم کر اُس ناؤں تھا بے نظیر (س)

سبی کچ خدا اسکوں بخشتا اتھا　　ولے اس کے نئیں کوئی فرزند نہ تھا
توجہ ولیاں سات دہرتا اتھا　　بہوت خیر عالم میں کرتا اتھا
کیتک دن پچھیں تے خدا اُس اوپر　　نظر کر جو فرزند دیا بخت ور
سک[ن] اپنا پرایا دکھیت وو سکھیا　　اُسے ناں نو سیف الملک کر رکھیا
جو تھا[ن] اُس کنے ایک دانا وزیر　　ہوا اُس کو فرزند یک بے نظیر
وو ساعد کر اُس کا رکھیا ناؤں سو　　جو انپڑے[ن] بزرگی کوں یک ٹھاؤں وو
کیتک دیس کوں وو جو سیانے (جوان) ہوئے　　ہر یک علم میں خوب (ماہر۔کامل) دانے ہوے
سو[ن] دونوں پہ وو خسرو گن نداں (۱۵۲۰) ہزاراں شفقت سوں ہو مہرباں
بولا بھیج خلعت دے زربفت ایک　　دیا سو اتھی صورت ایک اُس میں نیک
کہ وو عین تیر تج (تیری ہی) صورت اتھی　　وو تج شہ پری کیچ مورت اتھی

ن خبر بادشاہاں میں ہوی ٹھاؤں ٹھاؤں　　سو سیف الملک کر رکھیا نیک ناؤں (س)

ن ۔ اتھا ایک صالح کر اس کا وزیر۔ (س)

ن لگے پالنے دو کوں یک ٹھاؤں سو (س)

ن ۔ سو کیدیس انکوں بلا بادشاہ　　محبت سوں ہور پیار سوں خوش نچھا

دیکھت شاہزادا وو صورت وہیں سو عاشق ہوا بالضرورت وہیں
چڑھیا جیوں اُسے عشق یکبار سر لے سنگین ونیاگ کا بھار سر
جدا ہوئیکر اپنے گھر بار تے نپٹ توڑ لے جیو سنسار تے
اپے ہور سا عد سینا سخت کر برہ سوں کلیجے کوں صد لخت کر
جہاں در جہاں پھیرتا پھیرتا دریا بیچ پڑ ڈوبتا تیرتا
نہ چینتا سمجھتا نہ سورج کی آنچ اوک بے خبر ہو بلایاں تے بانچ
تجے ڈھونڈ لیتا کہاں تے کہاں ہلاکی سبھی آئیا ہے یہاں
کیا یوں اُسے عشق تیرا اشتال (۱۵۴۰) نظر سو تیری بخت اس کے اتال
وو عاشق سچا ہے تیرا جھوٹ نیٔں ذرا اس کے تو عشق تیں توٹ نیٔں
جنے جیو دیا اس الہی کی سوں لگیا جیو باندیا ہے وو دل تسوں

ع ن ۔ جدا اپنے گھر دار تے ہوئیکر جسم تیرے تئیں سر لبر ہوئیکر (س)
ع ن ۔ اپے ہور سا عد سینا کرلے گھٹ لے ونیاگ بارہ برس تھے نپٹ (س)
ع ن ۔ جفا سوستا کھیلتے دکھیتا (س)
ع ن ۔ پرت میں تو اس کے ذرا توٹ نیں کدیوبات ہے ساچ کچ جھوٹ نیں (س)

کہ دکھلاؤنگی کر تجے یک نظر ۔ ہیں آتے یراں آئی ہوں قول کر
خدا جانتا ہے اُسے قول تے ۔ فراغت سوں ہوئی فارغ اس حال تے
دکھا ہر سند مو کہہ یکبار اُسے ۔ بن آدہار ہے دے توں آدہار اُسے
میرا ہور میری مائی کا رکھہ رواج ۔ مہرواں ہو ہر طریق اوسپہ آج
یہی عرض میرا بڑا آج ہے ۔ اگر ہیں تو مجکوں بڑا لاج ہے
وو چندر بدن گن بھری پن کی ۔ وو نرل رتن حسن کے کہاں کی
خوش اس وات سیتی اُٹھی بول کر ۔ دیے جاب ایسی زباں کھول کر
کہ اے بھاگونتی سنگاتن میری (۱۵۵۰) مہرواں دکھ سکھ کی ساتن میری
جو توں مج پہ اظہار یو راز کی ۔ سرافراز کی مج سرافراز کی
ولے میں پری ہور وو سو بشر ۔ گھڑی کیوں کہ دو تو میں لیٹی ہے انتر
یکایک یو انتر ستون کاڑ کیوں ۔ پڑوں بہار پردے کوں میں پہاڑ کیوں
اگر یو سنیں گے میرے مائی باپ ۔ گلینگے جیا سوں وو آپس ہیں آپ

ن۔ چھٹک پاٹیکر ہیں اہی قول سے تھے ۔ خلاص اس بلا کی ہوئی ہول تھے (س)
ن۔ دکھا ہر سند سوک اُسے ایک بار ۔ نکر اس کے مگ نے مجے شرمسار (س)
ن۔ اپس کوں اُسے کیوں دکھوں یک نظر (س)

میرا حال رہے نہ کچ ٹھار تھے | گذرتے نہ دو میرے آزار سے
دوجے بار کوں بھیج دیسیں نہ بھی | میرا ناؤں رسوں سوں لیسیں نہ بھی
نکو ہوتوں اس بات کے پچے منے | کہ ہرگز نہ آسوں نیڑے کئے منے
وو ظاہر تو یوں اعتراضی اتھی | ولے دل سوں باطن میں راضی اتھی
سمج عقل سوں خوب اس کا خیال | سو ماں ہور بیٹی لگے پھر دنبال
کہ اے شہری کار ستٹ دغدغا (۱۵۶۰) | نکو اپنے عاشق کوں دے توں دغا
نکو سہر دیڑ لاج تے گرم ہو | کہ ہے پھول تے نرم توں نرم ہو
ہمن باج کوئی تجکوں ہمراز نئیں | نہ کر بیں ہیں غاشش لوراز کئیں
لجائینگی تج ایسے خلوت کے ٹھار | جو کوئی نا اچھے باج پروردگار
دکھا یک نظر ٹک دیدار اُسے | بن آدھار ہے وو دے آدھار اُسے
بہرحال پھسلا کے راضی کیان | لگا عشق اُس سر تے تازی کیان
ہوئی دیکھ عاشق کی دو مبتلا | ہتیں جانتیاں تیو نچ کیتاں کلا

ع۔ن۔ ہو درہم اپس میں اپے کھینچ کر | دوجے بار دیسیں نہ یاں بھیج کر (س)

وصال سیف الملوک و بدیع الجمال

جن اس باغ کی باغبانی کرے
یوں اس باغ کی گل فشانی کرے

کہ جیوں وو چھبیلی چنچل گلعذار
قرار آپنا چھوڑ ہوی بیقرار

او نالی ہو عاشق کے دیدار کی [بیقرار]
ستی لاج ہوئی یار نی یار کی

یکیلی (ن) تڑک جا ادہی رات کوں (۱۵۷۰)
اوچا اوس سنگا تن اوتم ذات کوں [اٹھا] [سیانا]

کہی یوں کہ میں تو تیرے بول پر
جو تھی گانٹھ دل میں ستی کھول کر

گنواؤں تیتے دن کی کیوں آشنائی
کہ نج گی ہے عالم میں سب یوشنائی [بج گئی] [تشہائی]

پھروں کیوں نہ میں آج تج بات میں
کہ سنپڑی ہوں یاں خوش تیرے ہات میں

جو دیکھوں اُسے یک نظر آج میں
کہ ہوں اس کے درشن کی محتاج میں [دیدار]

نہ جانے متن کوئی مل جائیں چل [دنیا]
اُسے دور تے دیکھ پھر آئیں یہ چل

کہ توں ہو شتابی ہے جب تے مجے
نہیں ذرہ آرام تب تے مجے

ن۔ سو پری لگی اس کے تئیں جھٹپٹی
ادہی رات کوں ویں اکیلی اٹھی (س)

یو گت کیا چھپاؤں تج انگے اپال — کہ ہوی دیک بے سد میں اس کا حال

نجانوں اسے کس گھڑی ہیں بجھائی — نہیں نیند انکھیاں کوں تیری دوہائی

تسوں ہل کے میں گرچہ بیٹھی ہوں یاں — ولے دل میرا اسیر کرتا ہے واں

لگی اس کے دنبال پڑ ہات پاؤں (۱۵۸۰) چلی لے اسے ڈھونڈتی ٹھاوں ٹھاوں

جو عاشق کے ڈیرے کے نزدیک آئی — خبر ہوئے نا یتوں اسے خوش بجھائی

سو بیٹھا دیکھی مست اس ٹھار اسے — چڑیا ہے بدن کا سو خوش لہار اسے

نجلا اوپر مکھ برستا ہے خوش — لیاں انکھیاں تازوں ہنستا ہے خوش

لگے ہیں شمے چوکدن نور کے — جھلکتے ہیں رخسارے جیوں سور کے

اپن من میں جھلتا اتھا مست خیال — سو ڈھلکی ہے پکڑی کھیلیا ہے جال

کھولے ہیں صفا کے کواڑاں تمام — دیویں جلوہ ڈیرے کے باڑاں تمام

کھلے ہیں رنگارنگ چمن آسپاس — سو مہکتا ہے مہکار رواں بے قیاس

ڈوبیا ہے سبی باغ خوش باس میں — سو دوڑیا ہے مہکار آکاس میں

عن ـ جتا گو ندر کھتی ہوں اپسیں سنبھال — تو ہرگز رکھیا جائو نا نیں اپال (س)

عن ـ سو دستے ہیں رخسار جیوں حور کے (س)

نظر جو پڑیا یو تماشا محال سو اُس چلبلی کا ہوا ہور خیال
دیکھت یو تماشا بدیع الجمال (۱۵۹۰) ہو حیران آپسکوں نہ سکی سنبھال
متی ہو کہ وہاں یار کے باس تے پڑی تھی جو پھولانکی جیوں راس تے
نہ تھی کچھ خبر اُس کے تن کی اُسے زمیں سیج تھی اُس چمن کی اُسے
کھڑی تھی سو دیں سر دھا کر اساس پڑی جا چمن میں ہو پھولانکی راس
جو سیف الملوک عاشق بخت ور مدن مدکی مستی تے پایا خبر
یکایک سحرگاہ بے اختیار درونی تے ڈیرے کے نکلیا بہار
چلیا سیر کرنے کوں چمنے چمن سو وو شہپری نار چندر بدن
پڑی تھی سو دیکھیا نزک جا اُسے بدیع الجمال ہے کہ سمجھیا او سے
اگرچہ نہ دیکھیا اتھا اُس اول ولے اُس کی بے مثل صورت نچھل
جو بی اُس کے نیناں میں بے اختیار پڑیا ویں زمیں کے اوپر بے قرار
جو دیدار کا شوق او بلیا ادیک (۱۶۰۰) درس دیکھنے تیں جو آیا نزیک
عجب نور کیرا اتھا مکھ پہ تاب کہ قربان اُس مکھ پہ لک آفتاب
بھریا نور اوس کا اتھا پور یوں او ملتے تھے اسماں کے سمدور جیوں
منور ہوئے تھے مکاناں تمام عرش ہور کرسی کے تھانباں تمام

ن - رتن کے جھلکتے تھے کہاناں تمام (س)

سمن بپت بھری ہے او یک ناز تن — سہیلی کنول سوں ہے نازک بدن

دو رخسار روشن امولک ہلال — سو ہے نانو جس کا بدیع الجمال

کونے تو بہوت میتھری نار ہے — شکر ہور نمک کا جوں انبار ہے

زمیں آرسی نمنے تا قاف سب — جھلکتے تھے اس دہات ہو صاف سب
(آئینہ، مثل)

جو دستے اچھے لوگ پاتال کے — کہ جیوں موتیاں ڈھال نچ تھال کے
(نیچے)

دیکھیا جیوں چندر اوس مونڈی کاڑ کر — سٹیا پیرہن اسمان کے پھاڑ کر
(چاند، منہ، نکال، پھینکا)

ستارے دیکھ اُس کا نجھل نور سب (۱۶۱۰) لئے ہات شرمندہ ہو چور سب
(صاف)

کلیاں سب چمن کے دیکھ اس بھاں کوں — کیاں چاک اپنے گریباں کوں

جتے سروواں کے ڈلنہار تھے — فدا اُس کے قد پر وو سارے اچھے
(ڈلنے والے)

دیکھ اُس کے نین بن کے نرگس تمام — ہو بیہوش لڑتے تھے کھس کھس تمام
(چشم، گلشن)

دیکھت اُس کے پیچاں بھرے کنڈلاں — سب گئے تھے کل پر زمیں سنبلاں
(پیچ، زلف)

یوں اُس گل اندام کی خاص باس — بھنور ہو کہ پھرتا اچھے آس پاس
(ہوا، بھنورا)

دیوانے ہو جھاڑاں کے پاتاں تمام — دعا سوں اوچائے تھے ہاتاں تمام
(پتے، اٹھائے)

کہ وو نار او نار کچ حور تھی — نہ کچ حور وو عین سمدور تھی
(سمندر)

رتی دیک کر اُس کوں عاشق گنبھیر — لگیا رو وُنے اُسپہ چو پھیر پھیر
(سوتی، اطراف پھر پھر کر)

نظاریاں کی پے میں ہوا ذوق سات — لگیا وارنے عشق کے شوق سات
دو[۲] دیداں کے انجھواں سوں مشغول کر — چھنکنے لگیا شبنم اس پھول پر
جو وو شہپری باس آدم کی پائی — یکایک اٹھی ناز سوں دی جمائی
نچھا دیکھتی ہے جو انکھیاں پسار — نزیک آ کے بیٹھا ہے وہ دوستدار
گھونگٹ میں چھپیا مکھ وہیں ناز سوں — ہلوں کھول ادہر نرم آواز سوں
کہی یوں تو واجب نہیں ہے تجے — جو نزدیک آکر نچھاوے مجے
میں[۱] عورت شرم کی ہوں ہور مرد توں — نہ میں تجکوں جانوں نہ توں منجکوں
پنج میں توں آدم ہے ہور میں پری — نہیں محرم آدم سیتی کئیں پری
سبب کیا اتھا آنے اس رات کوں — کنا[۲] مجکوں تیں کھول یو بات توں
وفادار او عاشق نامدار — جو معشوق تھے پایا یو ادہار
سو خوش بے نہایت ہو پایا اُہس — رگے رگ میں دوڑیا نوا رنگ رس

ع[۱] ۔ مونث حیا کی ہوں ہور مرد توں (ح)

ع[۲] ۔ کنا کھول مجکوں یو گفتار توں (ح)

ع[۳] ۔ چڑیا اُس کے من کوں اُس پر اُس (ح)

زباں کھول باتاں لگیا بولنے (۱۶۳۰) رتن جیو کے راز کے رولنے
موتی

کہ اے بے بدل موہنی جگ اوجال ۔۔۔ جو ہے نانو تیرا بدیع الجمال
نام ۔ لاجواب

ترے نانوں پر تجھ ہوں بلہار میں ۔۔۔ سٹوں جیو کوں تج او پر وار میں
پھینکوں جان ۔ فدا

نظر کر میری دہیر جو امن پاؤں ۔۔۔ دیکھوں دید پر دید ٹک دکھ گنواؤں
ذرا ۔ غم ۔ دور ہو ۔ طرف

کہ دہرتا ہوں سینے میں دکھ کٹر میں ۔۔۔ ہوا ہوں پرت آگ میں جل بھڑ زمیں
عشق ۔ آگ

اتیا کچ بھریا ہے میرے من میں سوز ۔۔۔ جو سلگی انسوں لاک بھڑکے ہر روز
اتنا ۔ بھرا ۔ دل ۔ آنسو

انجھو مج نین تھے جو ڈہلتے اہیں ۔۔۔ تیرے عشق کے واٹ اُبلتے اہیں
آنکھوں سے

تیرے لیئچ پھرتا ہوں میں رات دیس ۔۔۔ لیا ہوں تیرے لیئچ وتیاگ بھیس
واسطے ۔ دن ۔ مصیبت کا روپ

یقیں جان مین عاشق پاک ہوں ۔۔۔ تیرے عشق کا پاک بے باک ہوں

تیرے لیئچ یتا رنج دیکھیا ہوں میں ۔۔۔ جو دیکھیا نہیں کوئی دنیا میں کیں
کہیں

نہ یو کوچ آیا ہے مج دہیر تھے (۱۶۴۰) کہ نازل ہوا ہے یو تقدیر سے
کچھ ۔ میری طرف

تیرے وصل کا دیک مج من کوں آس ۔۔۔ دیا ہے خدا بھیج مج تیرے پاس
میرے دل ۔ آرزو ۔ مجھے

نکو دیک آپس تھے بیگانہ مجے ۔۔۔ بھلا ہے جو اپنا گوانا مجے
دیکھ ۔ اپنے ۔ اچھا ۔ کھونا

بچن بول او عاشق اس دہات سوں ۔۔۔ ہوا اُس[ن] پہ قربان سب ذات سوں
باتیں ۔ طرح سے

ن۔ جو تسلیم کر چپ رہیا بات سوں (ح)

چتر چلبلی وہن بدیع الجمال — چھپا من میں رکھ یو محبت کمال
اُبلتے پرت کوں سو من میں جرو — بہانے سیتیں یوں اٹھی بول دو
کہ اے شاہزادے گنی بخت ور — اکیس ہن کے سو رات پر رکھ نظر
تو مج سات تو عشق لایا نہ دیک — تسوں عشق کیوں صاؤں میں یک دیک
اگر تج سوں نسبت کچ اچھتی مجے — میں اپنا کر ہر وضع پاتی تجے
یکایک تیری بات کوں کیوں نتیاؤں — یکایک تج سات کیوں من لگاؤں
پھریا ہے بہوت ملک توں ٹوٹ کر (۱۶۵۰) مبادا انزا دل اچھے جھوٹ پر
سُنی ہوں بشر میں نہیں کچ وفا — تسوں جیو لیائی تو کیا ہے نفا
توں جا یاں تے سنبھال لے آپ کوں — کہ ڈرتی ہوں میں اپنے ان باپ کوں
اگر کوئی دیکھیں گے یاں میرے لوگ — تو آزار اپر اٹینگے دونوں کوں ٹھوک
سلامت سوں مشکل ہے پھر بانچنا — سمج لے توں عاقل ہے تج کیا کنا
چُپ ازماونے کوں کتی تھی ولی — دروں میں اسے تھی ادک تلملی

ع ت۔ کہ اے سامیاں گن بھرے بخت ور (س)

ع ن۔ دلیک (ح۔ س)

لگا رونے سیف الملک سن یو بات ۔ نکل تن تھے گئی تیوں ہوا اس حیات

غوطا کھائیا وہیں منڈی ڈھال کر ۔ سٹیا برہ اگن سوں اپس جال کر
(غش ہوا ۔ ڈھلک ۔ ہجر کی آگ ۔ سے)

ہوا سر تھے سنگین دوک اسپہ یوں ۔ رکھے پاڑ کوں لا کے کاڑی پہ جیوں
(پھر ۔ زیادہ ۔ غم ۔ کوہ)

رہیا جیو ہونٹاں منے آ او سے ۔ ہو پلے سد عقل سر چڑی جا او سے
(جان لبوں پر آگئی)

دیک اپے حال موہن بدیع الجمال (۱۶۶۰) ہو من ہیں مسلم پریشان حال
(اپنا ۔ بالکل)

پچھانی کہ یو کچ تو بازی نہیں ۔ حقیقی پریت ہے مجازی نہیں
(پہچانی ۔ عشق)

اوچائی نزک جا اسے ہات سوں ۔ گلے لاگتی جیو کے سورات سوں
(اٹھائی ۔ حرص خواہش)

دیتی لک وضاسات جیودان اسے ۔ سو تحقیق کر پائی ایمان آسے
(وضع)

محبت جو جاگہ کیا دل منے ۔ رکھی پاؤں یاری کے منزل منے
(جگہ)

پلو سات انجو اس کے پوچھن لگی ۔ بھروسا دے دہیرک سوں بولن لگی
(آنسو ۔ دلاسے ۔ سے)

کہ اے میرے من کے سنگاتی اتال ۔ نہ[ب] کر دوک توں ہور نکو ہو نڈہال
(دہن)

توں عاشق میرا کر سچی پائی ہیں ۔ یقین تج سوں ایمان جیو لیائی ہیں

ولے کیا کروں نئیں مجے اختیار ۔ پریاں مج موکل ہیں کئی لک ہزار
(مجھ پر مقرر)

ب۔ نکو دوکھ تیں پھوڑ چھاتی اتال (ح)

نہ تدبیر ہے کچ جو حیلا کروں یکایک تسوں کیوں وسیلا کروں
میری ایک دادی سو ہے ایک ٹھانوں (۱۶۷۰) شہر بانو اُس کا اہے نیک نانوں
جو سیمیں پٹن شہر ہے ایک گنبھیر (جگہ) وہ کرتی ہے واں خسروی بے نظیر
ہے ساروں کوں اس کا بڑا اعتبار (سب) کہ ہے سب قبیلے کی او نامدار
ولے جاں تلگ شہر کی باٹ ہے (راہ) وہاں لگ اگن (آگ) کا چ یک گھاٹ ہے
سکت ہے جو پارا جہاں پھر سکے (ہوا دکھنا) ولے نئیں یو قدرت (ہی کا) وہاں پھر سکے
کہ دریا اگن (آگ) کی اُبلتی ہے واں زمیں گرم تانبا ہو جلتی ہے واں
کہی تیوں کرے گا جو لے جاں توں کئے تیوں ہے لک مج پہ احسان توں
بھلا ہے جو واں لگ اپے جائے توں کہ حال اپنا مدعا (مقصد دل) پائے توں
کہ انپڑیگی وو تیرے احوال تئیں[1] قبولیگی وو تیرے اقوال تئیں
کہ وو گن بھری بخت ور نیکنام کریگی تیرا کام ہر (کسی طرح) کیوں تمام
کہ دھرتی ہے او دوست انسان کوں (۱۶۸۰) کریگی بہوت پیار (رکھتی) تج جان کوں
جو تیری زباں تھے او روشن ضمیر سنیگی ترا قصہ یو دلپذیر

---

[1] یہ شعر وجدی کے لکھے ہوئے نسخہ میں نہیں ہے

تو ہر کیوں کرے گی تجے سرفراز | کہ ہے شاہبازاں میں توں شاہباز
تیری[ع ن] مائی ہور باپ کوں منگلے | ملا یک کرے گی مجے ہور تجے

کہ دہرتی ہے قدرت دو اسباب کا | ہو خوشحال توں وقت ہے لاب کا
ولے تج پچھلا کیرا انیں ہے کام | جو ڈھنڈ کر سکے کاڑ اُس کا مقام
سلامت سوں انپڑاے تج میت کوں | دیونگی سنگات ایک عفریت کوں
نہ آزار ہوئے تیوں تیرے بال کوں | وہاں بھیج دیونگی تج لال کوں
جکچ[۱] غم ہے دل میں سو توں کاڑ سٹ | گرد ورد کا مکھ پو تھے جھاڑ سٹ
تیرے[ع ن] تئیں وو شہزادی ہور اُسکی مائی | بہوت کچ سفارش کیاں مجکوں آئی
کیتے وضع سوں کر سفارش تیرا (۱۶۹۰) پڑی تھی گلے انت لینے میرا
ولے[ع ن] کوچ خاطر میں نالائی میں | تغافل میں سوں کراپس بھائی میں

ع ن- میرے باپ ہور مائی کوں دے فریب | تیرے من کے مطلب کوں دیونگی زیب (ح)

۱- یہ شعر وجدی کے نسخہ میں نہیں ہے۔

ع ن- جو وو شاہزادی او تم ذات کی | آپیں اپنی ماں ج سوں یو بات کی (ح)

ع ن- سو ہرگز نہ دی انت اُس سات میں | تغافل میں بھائی تھی وہ بات میں (ح)

ابھی توں نکو بول کچ اُن کے دہیر — خجل کر نکو گال میرا سر بر
کہیا شاہزاد امیرا کیا مجال — جو ٹھیلوں تیری بات اے جگ اُجال
تیرا امر مج سر پہ جیوں تاج ہے — مجے تج طرف تھے رواج آج ہے
بچن گھٹ کرے یوں ہوے ایک دل — صبا لگ گمیں باغ ہیں دوئی مل
اُجالا ہوا جگ میں جیوں صبح کا — رہے لیٹ اپن ٹھار الجان جا

آوردن مادر شاہزادیٔ بدیع الجمال را نزد سیف الملوک

علامت سوں نیک اختری کا ظہور — کیا جیوں جہاں ہیں جہانتاب سور
سو اُس کی سنگاتن سوں مل اسکی مائی — بھینزا اُس پریزاد کے ڈیرے آئی
دعا کر کہی یوں کہ اے گلعذار — عجب آج کا دیس ہے کامگار

ن۔ کئے دوتوں مل عہد یوں استوار — صبا لگ گمے باغ ہیں ایک ٹھار (ح)

ن۔ جو برکت ہوا ویں شبستان جا (ح)

ن۔ صبا اُس دلارام کے گھر کوں آئی (ح)

غنیمت ہے یو فرصت آرام کر (۱۷۰۰) توں کل شرط کی تبو پنچ اب کام کر

کہی شرط کل کی بجا لیاؤ نا　　تیرا ورس اس آج دکھلاؤ نا
صورت

نکو ٹھیل دے توں میری بات اتال　　میرا ددپی ہے سو کر توں حلال
اب　ندر

جو بیٹی میری بہان تیری اہے　　توں اس مجھے سگی میری بیٹی اہے
حقیقی　بہن

کلیجا کتے سو میرا توں ہے آج　　سچ ایمان مج جیو کیرا توں ہے آج
کہتے　جان

توں آج اس دکھی یار کوں یاد کر　　دکھا درس تیرا اسے شاد کر

جدائی تو نیں کچ ہمن تین ہیں　　توں یک نام کر لے دنیا دین ہیں
ہم

کہو نگی تجے تو بدیع الجمال　　جو اس ہیوا کوں کرے گی نہال

منت میری خاطر ہیں لیا ہر سند　　کہ رہگا تیرا ناؤں ازل تا ابد
التماس　نام

جیوں اس بات پر مجھے چھوٹی گدگلی　　سو راضی ہوئی وہ چنچل چلبلی

محبت منے دیک اس کا خیال (۱۷۱۰) قبولی دو کئے تیوں بدیع الجمال
کہنے کے مطابق

جما کر خوشی من کے سو رات کی　　کئے گرم مجلس خوش اس رات کی

کدورت سوں جیوں آرسی پاک ہو　　اتر سات سر سوں طربناک ہو
بمعنی غم و غصہ　آئینہ　خوش　پھر سے

سو چار و ملے خوش ہو دیں ایک ٹھار　　سو بیٹھے لطافت سوں مجلس سنوار

ادیک گرم صحبت سو خوش سات ہوئی　　ٹلیا دیس باتاں میں سو رات ہوئی
بہت　دن

ڈوبیا سور مہتاب آیا نکل برسنے لگیا صاف چندنا نچھل

ستارے جھمکنے لگے ٹھار ٹھار چھپیا جا کے ظلمات میں اندکار

اوجالا ہوا صاف یوں چوکدن زمیں کوں مگر لائے تھے گھس چندن

صفادار اس بزم کے نور تھے جھمکتے اتھے شمع خوش دور تھے

ہر یک ٹھار پر شمع کی روشنائی جکاجوت سو چوکدھن جگمگائے

منگائے نچھل مست رنگیں شراب (۱۷۲۰) صرایاں بھرے پانچ کیاں بیحساب

پھرانے لگے پیالے یاقوت کے سٹے میانے بادام لیاقوت کے

وو گنونت شہزادی ہور اسکی مای ادہی رات لگ وقت اپنا گمای

رضالے چلیاں واں تے اپنے مندہیر ہوئی یاں خوشی زیاست دونوں کوں پھیر

اتر بھید من میں ہوئے مست خیال وو سیف الملوک ہور بدیع الجمال

جو دیکھن لگے خوب اکیس کوں ایک انکھیاں میں رہے کہو ایکیس کوں ایک

کہ تھے ایک تے ایک صاحب جمال متی ہو محبت کے ادجگ اوجال

ہلوں ہلت میں ہات لینے لگے چمے لگ محبت سوں دینے لگے

بدن دو طرف تھے جو آیا اول ہوئے محو آپس میں آپیں پگل

عن: بدن پاک دودھ را ملنے لگیا یکس کا سو یک دل پگلنے لگیا (ح)

ہوے سُدھ گنوا بے خبر دو جنے	سُتے مل کے ویں یک بچھانے منے
ولیکن اُنن میں نہ تھا کچھ خیال (۱۰۳۰)	کہ مخفے پاک واہن ہیں دونوں کمال
جکوئی پاک عاشق ہے باول نہیں	وو سنگین ہے کچ اوتاول نہیں
یقیں جان توں عشق جاں پاک ہے	طلب نفس کا اُس انگے خاک ہے
صبا جو رین میں تھے پیدا ہوا	جو مشرق کدن تھے ہویدا ہوا
چھپیا چاند جا سور کی تاب تھے	یکایک اُٹھے جاگ وو خواب تھے
چلے اپنے خیماں میں جھٹ پھانک ہو	رہے دونو دو دو ہیر تھے دو آنک ہو
سو سیف الملک رات کے ذوق سات	کلینے لگیا اس وضع شوق سات
کہ کیا کچ مبارک تھی رات آج کی	مگر حور آئی تھی معراج کی
عجب فیض پایا ہیں اس رات میں	کہ معشوق آیا تھا مج ہات میں
مجے عشق کا مست اپڑیا شراب	سُتا تھا میرے گود میں ماہتاب
یہی ذوق جیتیا ہوں لگ بس مجے (۱۰۴۰)	یہی رنگ بس ہے یہی رس مجے

ع‌ن۔ اونو پاک دونوں جنے ایک حال (ح)

ع‌ن۔ کہ ہے آج اُس پہ اُس مجے (ح)

چڑیا تن کوں کس دل کوں اُس ہوا　　بڑا جیں ہوا منج بڑا جس ہوا

فرستادن بدیع الجمال سیف الملوک را

در شہر سیما پٹن

جو اُس باوری کا پری زاد کوں[1]　　لگیا باو اُس سرو آزاد کوں

چڑی عشق کے خوش ہنڈولے منے　　پڑی جا محبت کے جھولے منے

ہوئی جیوں کہ لیلیٰ سو اس لال کی　　بھنور ہو کے اُس پھول کی ڈال کی

پریشانگی میں لگی پھیرنے　　لگی برہ دریا منے تیرنے

غُطے بے سُدی ہو جو کھانے لگی　　سو حیرت میں پڑ رنگ پھرانے لگی

دیوانی ہوئی سد ھ سُٹی ذات کی　　لگی خوب صحبت اثر رات کی

جو پائی خبر پھر کتیک بار کوں　　خبردار ہوئی جوں صبا ٹھار کوں

سگی اپنی دادی کوں تب یاد کر　　ربی نام لے نامہ بنیاد کر

---

[1] نوٹ:۔ ذیل کے گیارہ اشعار نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے کے صرف ایک نسخہ میں ہیں اور آغا حیدر حسن صاحب کے پاس کے نسخہ میں جو وجدی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

کری خوش عبارت سوں تحریر یوں (۱۷۵۰) لکھی عشق تازہ کی تفسیر یوں

جو ہر بول پر او پگل نیر ہوئے | پگل نیر ہو آپنے دہیر ہوئے
لکھی ہر سطر سو سطر سحر کی | اُس اوپر ال دیں مہر کی مُہر کی
نچھل گن بھری شہ پری بے مثال | سو لکھن چتر دہن بدیع الجمال
ادب کی روش سوں پرا بے حساب | لگی اپنے ہاتاں سوں دادی کوں جاب
بلا کر کہی ایک عفریت کوں | میرا میت ہے ایک اس میت کوں
لیجا کار سییں ٹپن لگ شتاب | ملا میری دادی سوں ہور لیا جواب
کہہ اُس شہر بانو کوں میرا سلام | جکچ مدعا ہے سو اُس کا تمام
لیکر آو لے اپنے خاطر منے | کہ آیا ہے دو آس کر تج کنے
وو فرمائی تھی تیونچ عفریت سو | ملک زادے کن آئیا دوڑ دو

کہا اے جگا جوت نوری نہال (۱۷۶۰) مجے بھیج دی ہے بدیع الجمال

تجے اپنی دادی کن انپڑاؤ کر | خبر انپڑیا سو ترت لیاؤ کر
چل آتوں میرے سات یک تل منے | تج انپڑاؤنگا اس کی دادی کنے

۔ دو عفریت فرمان بردار دیں | چلیا اُس کے من میت کے ٹھار دیں (ح)

نظر را کہہ سیف الملوک پر قضا　　سراندیل کے شہ سے لینا رضا

وو ساعد کتے سو ننھے بھائی تھے　　وو شہزادی ہور اُس کیری بائی تھے

دعا منگ لے عفریت کی پیٹھ پر　　چڑیا جو کھیا او انکھیا موںچ کر

جو سیف الملوک جیوں انکھیاں موںچیا　　وو عفریت ویں واں تے حملہ کیا

اُڑایا کبوتر کر اُس جان کوں　　چلیا ہور لگیا جا کہ اسمان کوں

النگ آگ کا گرم سمدور گھاٹ　　پکڑ راست سیمیں ہٹن دھیر باٹ

جیوں اُس شہر کیرے نزیک آئیا　　انکھیاں شاہزادے کوں کھولو کھیا

اُتاریا جو اس شہر میں جا اُسے (۱۷۰) عجائب دسیا واں تماشا اُسے

دیکھیا جیوں انکھیاں کھول سیف الملوک　　سولاگے عجب واں کے بستی لوگ

پریاں کا چ غوغا ہے در ہر مکاں　　نہیں آدمی زاد کا کئیں نشاں

زمیں واں کی دستی ہے جوتی تمام　　کہ کنکر نہ تھے واں تھے موتی تمام

ن۔ شگفتہ ہو سیف الملوک لال وہیں　　سراندیل کے شہ سے در حال ویں (ح)

ن۔ رضا لیکے ہمت سوں دل دھیٹ کر　　چڑیا جا کے عفریت کی پیٹھ پر (ح)

ن۔ پون ہو لگیا جا خوش آسمان کوں (ح)

سکل کوٹ چوگرد جھنگار کا	برستا ہے واں نور کرتار کا
مرصع کے چوندہیر تھے بھانچ اسے	رکھے ہیں ازل تھے مگر مانج اُسے
بندے ہیں چھجا اُسپہ الماس کا	منڈپ اوسپہ تانے ہیں آکاس کا
سونے کی ہے چوندہیر اونچی دوار	جڑت کے کنگورے اوپر ٹھار ٹھار
لگیا ہے بڑا باغ اُس آس پاس	صندل عود اگر کے بیرک بے قیاس
ہراک ٹھار امرت کی تاثیر کے	بہتے ہیں نخل کالوے نیر کے
دیے ہیں ہر یک ٹھار ڈیرے بلند (۱۷۸۰)	تناباں مرصع کے میخاں کوں بند
نہ تھا شہر عالم میں اس دہات کیئں	ہوا دیک شہزادا حیران وہیں
لگیا فکر کرنے جو اُس ٹھار پر	کہ خیما شہر بانو کا ہے کیدھر
دیا اُس کوں عفریت جیوں آ نشان	سو نزدیک شہزادا آیا پچھان
اکھنڈ پاچ کا واں دیکھیا ایک تخت	اُس اُپرال او ماو لی نیک بخت
شگفتہ ہو بیٹھی ہے خوش داب سوں	کھڑیاں ہیں پریاں سب ل آداب سوں

ن۔ کھلے ہیں چمن در چمن بے قیاس (ح)

ن۔ موتیاں کا

مکلل ہے کسوت منے نور کی — تجلی دیپے مکھ اوپر سور کی

او عاشق چلنہار عفریت سات — کھڑیا سامنے جا روشن ریت سات

انگے ہو کیا شاہزادہ سلام — سو دیتی علیکی پھر او نیک نام

کہی توں سلام آ نہ کرتا منجے — تو کرتی بلا عذر ٹکڑے تجے

کہ دیواں و پریاں کوں اس ٹھار پر (۱۷۹۰) سکت نئیں ہے آنے کی یوں بے جگر

اتھا سخت تیرا کلیجہ بڑا — جو آکر میرے سامنے توں کھڑا

سویں آ کہا شاہزادا او سوں — کہ منج تے ہوا ہے گنہ بخش توں

بدیع الجمال اس لکھی سو جواب — دیا ہات میں جا کر اس کے شتاب

پڑی[ن] سر بسر جواب وو کھول جیوں — رخ اس کی طرف کر اٹھی بول یوں

دیکھی حرف در حرف مشغول ہو — سو خاطر میں اپنی کھلی پھول ہو

وو مطلب اسے خوش موافق لگیا — یو عاشق او معشوق لائق لگیا

دیک اس کے کد بن مہروانی ہیں آئی — نزک بیٹھا مہربانی میں آئی

سکل صورت اس کی نجھانے لگی — ادک فرح پر فرح پانے لگی

ن جو اس جاب کوں کھول پڑنے لگی — ہنایت کوں اس کے انپڑ بنے لگی (ح)

ن کہ توں کون ہے ہور کدہر کا اہے　　جو عشق اس سہیلی سوں دہرتا اہے

تیری ذات آدم دسے وو پری (۱۸۰۰) تسوں جنت کیوں ہووے وو گن بھری

دکھائی دے　　مبیل

کہ ہے وہ چنچل پدمنی آتشی　　تج آتش سوں گمنے کوں کیوں ہی خوشی

کیوں اس نار سوں ہو سکے جفت توں　　کہ دیکھیا اہے یو مگر مفت توں

کس طرح

میری جان کوں بہوت مشکل دسے　　کنا کیوں وو تج یک تن یک دل دسے

کہنا کس طرح　ایک قالب

سنی ہوں پریاں تھے مجے یاد ہے　　بڑا بیوفا آدمی زاد ہے

وفا آدمی زاد میں کچ نہیں　　جہاں کچ وفا نیں وہاں کچ نہیں

ن بیں کس دہات بر لیاؤں تیرا مراد　　کہ منج دل کو لگتا نہیں اعتماد

طریقہ

سنیا شاہزادہ جو اس بات کوں　　اٹھیا بول اس وقت اس دہات سوں

اگن عشق کی پھیر اس بات تے　　اٹھی سلگ کر اس جلے ذات تے

کہ اے نجبوتر مائی گن گیان کی　　توں سمدور سچلی ہے عرفان کی

ماں　عقل و تمیز　　دریا　سچی

اچھو عمر دنیا میں تیرا دراز　　ن کہ توں فی الحقیقت ہے آدم نواز

ن۔ کہی تو کہاں کا ہے خاکی نہاد　　جو دہرتا ہے اس نار سوں اتحاد (ح)

ن۔ سو کس دہات اے مرد خاکی نہاد　　ترد سوں بر لیاؤں تیرا مراد (ح)

ن۔ کرو رحم الٰہی تجے سرفراز (ح)

جکچھ توں کہی سو مجے سچ کہی — ولے سُن کہتا ہوں تجے ہیں سبی

لگیا ہے مرا دل اوسوں صبح و شام — بھری ہے میری ذات میں او تمام

اگر پوچھتی ہے تو منج بالے بال — بدیع الجمال ہے بدیع الجمال

میں اُس نار کا پاک عاشق ہوں کر — بجا ہے ڈھنڈورا نوا کاس پر

اوتم ذات او نار آتش نہاد — ٹھنڈی منج لگی آب تھے بی زیاد

نہ کچھ منج میں ہور اس منے فرق ہے — یو تن اس کی پیرت منے غرق ہے

بجیا ہے میرا ہاں ملکے ملوک — مدن کا متا میں ہوں سیف الملوک

ہیں وو آدمی ہوں جو سب تھے اول — دیووں جیو اُس شہپری کے بدل

جم اُس موہنی کا وفادار ہوں — سدا جیو سوں اُس کا خریدار ہوں

بہوت دوکہہ دیکھیا ہوں میں اسکے تئیں — جنگل گھاٹ کوئی نئیں نہ دیکھیا سو میں

پھریا ڈونگراں ڈونگراں دور کے — کیا دوڑ لئی گشت سمدور کے

کہ اُس کے بدل میں جفا سیں لے — جیا جالیا ہور سینا بیس لے

پھریا سر لے میں دوکہہ کے ڈونگراں — کیا تل او پرسات میں سمدوراں

ن ؎ جنگل جاکویل ہو سو ڈھونڈیا ہوں میں (ح)

بہوت مارکاں پیچ کے دیکھیا | تماشے تماشے جگ دیکھیا
میرے درد و دکھ کوں نہایت نہیں | میرے اودسے کوں جو غایت نہیں
توں ہی تیوں سینگی میرا درد اگر | عجب کیا جو جاوے سینا ترخ کر
غریبی مری کچھ لب سرنے کی نیں | حکایت میری بیگ سرنے کی نیں
بچن بولتا ہور روتا اتھا | بھرا رنگ تغییر ہوتا اتھا
جو یاد آئی وو دہن سو ہو چرخ ویں | ہوا بے خبر پھر سینا ترخ ویں
دیکھی شہر بانو کہ سینتیچ یو | (۱۸۳۰) ہوا ہے گم اس کے پریت پیچ یو
سمج لی اسے عاشق پاک کر | ہوا ہے برہ کھرگ تھے چاک کر
کہی جو بھلا اس کے حق پر اتال | جو واقف ہوا اس کو کروں میں نہال
نزیک آپنے پیار سوں ویں بلائی | بہوت مان دے تخت پر بیلائی
کہی غم نکو کر توں خوشحال آچھہ | کھلیا تازہ جیوں پھول کا ڈال آچھہ
کہ ہر کیوں کرونگی تیرا کام میں | دلاؤنگی تج او دلارام میں
کھلاؤنگی غنچہ تیرے آس کا | دباؤنگی تارا تج آکاس کا

ع۱۔ کہی بعد ازاں یوں کہ اے غم زدے | پنٹ ہات ایس بیخودی کے نہ دے (ح)

لگاؤنگی مرہم تری ریش کوں — ملاؤنگی تج سوں تیرے خویش کوں

جنی ماں ہو فرزند پائی اُسے — دے اس دہات تقوی جلائی اُسے

بحد اُس کی ہوئی کارسازی منے — چت اُس کی رکھی فرازی منے

طلب سارے دیواں کوں کر ایکبار (۱۴۴۰) جما کر نے فرمائی سب ایک ٹھار

تمام اپنے لشکر حشم بہار سوں — مل اس تملاتے جلنہار سوں

ہوا کے اوپر دو طرف باند صف — چلی ویں گلستاں ارم کی طرف

نزک گلستاں ارم کے جیوں آئی — سو یکٹھار شہزادے کوں بیسلائی

چلی شہر میں آپ خوشحال سوں — ملی جاکہ فرزند شہبال سوں

بستہ بردن دیوان سیف الملوک را
پیش پادشاہ دریائے قلزم

جہاں جانیاں جس نگہبان ہے — نہ اُس کی کدہیں ذات کوں زیان ہے

عجب کچھ سمایا ہے اس ٹھار کا — عجب کھیل کچھ یاں ہے کرتار کا

ن۔ اپیں اپنے دل ہور اقبال سوں — چلی ملنے فرزند شہبال سوں (ح)

کہ جس ٹھاؤں او عاشق نیک نام　　ایکیلا رہیا جو اتھا کر مقام
سو وو ٹھاؤں ادتار کچ ٹھار تھا　　جنت کے گلستاں کے سیار تھا
کھلے تھے کیتک جنس کے پھول واں　　بو کے بن نہ تھی ناؤں کوئی ہول واں
ڈبے تھے چمن سبز پھول میں (۱۸۵۰) کتے جنس کی باس ہر پھول میں
پون باج واں کوئی مالی نہ تھا　　کسی پھول تھے بن وو خالی نہ تھا
کہیں رائی چنپا کہیں سیونتی　　کہیں موگرہ ہور کہیں رینوتی
کہیں یاسمن ہور مدن بان کئیں　　کہیں تاج سرخ ہور ریحاں کئیں
کہیں لال ہور کیں رنگیلے گلال　　کہیں پھول صد برگ کے بے مثال
کیتک اس منے پھول کیتے کلیاں　　دیکھیں تو نین کوں اٹھیں گد گلیاں
کہیں تختے انگور کے بے بدل　　کئیں انجیر و انار شیریں پھل
کہیں سیب ہور کئیں اناس خوب　　کیتک جنس کے میوے خوش باس خوب
کئیں اخروٹ، بادام، پستے نفیس　　کہیں جوز چلغوزد ستے نفیس
خوش ایسے اچنبے گلستان میں　　لگیا سیر کرتے اپن دھیان میں
ٹھنڈی کچ ہواواں کی جیوں اسکوں بھائی (۱۸۶۰) سو یک جھاڑ تل خوش اسے نیند آئی
قضارا او اسفند کیرا پرا　　جو اس شاہزادی کوں لیکر اڑا

رکھیا جو اتھا قید کر بند سوں — جو نیند اس کی باندیا اتھا دند سوں
(دشمنی سے)

دوکھی اُس پرے کا بڑا بھائی ہو — مسلم سُک آرام تھے ہات دہو
(بالکل — چین)

طلب کر پریاں کوں سو کئی لک ہزار — کیا سب کوں تاکید یوں بے شمار

کہ مارِیا جو ہے بھائی کوں میرے کوئی — سو وو آدمی باج دُسرا نہ ہوئی
(بغیر — دوسرا)

ڈھونڈو جا کے مشرق تے مغرب تلگ — کرو تل اوپر ملک یکدہر تے جگ

تفحص سیتی ہر سند پاؤ اسے — میرے پاس جیتا پکڑ لیاؤ اُسے
(تلاش)

چلیاں دیں پریاں ڈھنڈلتیاں اُسے — سو پھرنے لگیاں پوچھتیاں ہر کسے

اُنن میں تھے کیتک پریاں پائیاں — ملک زادے کے حق پہ اوو ہائیاں

یکایک آیاں اُسی بن منے (۱۸۷۰) سُتا اُس کوں پایاں اسی بن منے

نزیک آ تمام اُس کوں کیتا ہشیار — کہیا کوں ہے توں تیرا کون ٹھار

نہ تھا اُس بیچارے کے تئیں فام کچ — یکایک کھڑیا سر پہ آ کام کچ
(کرکے — معلوم)

سمج یوں پچھانیا کہ سب یو پریاں — اسی ٹھار کیاں ہوئینگی سندریاں

جکچ تھا قصا آپنا سر بسر — کہیا اس پریاں دہیر نا جان کر
(قصہ)

وہیں وو پریاں اُس اُپر ٹٹ پڑیاں — ہوا کے اوپر لے اُسے وَیں اُڑیاں
(سے)

چلیاں گلستان ارم تے النگ — پچھونڈے بندیاں زور وَر زور تنگ

پڑی اُس کے گردن پہ جیوں یو بلا | نہ سہہ سک جفا تلملا تلملا
کہیا شاہزادا یو کیا حال ہے | یو کیا قہر ہے جو مج اُپڑال ہے
دیاں جاب سب وو پریاں یوں اُسے | توں سنپڑیا ستم پوچھتا ہے کسے
پڑا جو موا ہے تیرے ہات سوں (۱۸۴۰) | لگیا ہے فکر اس کیرے بھائی کوں
وو دریائے قلزم کیرا راج ہے | شہاں میں بڑا سو وہی آج ہے
ہیں اُس کے فرمان بردار سب | تجے ڈھونڈتے تھے ہر یک ٹھار سب
لجاتے ہیں تجکوں اُسی پاس اب | بجانے تیرا کس وضا ہوئے حال
بہرحال اُس لیگیاں راج پاس | سو دیک راج اُسے تند ہو بیٹھیاں
او ماتم زدا جیوں اُسے دیکھیا | سو ٹکڑے کرو کر اشارت کیا
کہیا بیگ جلاد کوں مار اُسے | وو جلاد نا مار کر پیار اُسے
کہیا اُس شہنشہ کوں اِن ہات جا | کہ اس مارنا خوب نئیں اس وضا
سو رکھیں جیوں اُس کے تئیں بند کر | جو جُھر جُھر غذاباں تھے یو جائے مر

عٓ ۔ اٹھا ایسے میں پردہان اس کا گنبھیر | بوجھا آگ اُس کا ٹھنڈا کر سر پر (ح)
عٓ ۔ کہیا یوں کہ اے خسرو جن وانس | دنیا میں بڑی اک بلا ہے یو جنس (ح)

اسے مارنا خوب نئیں ایک بار — عذاباں سوں رکھنا اسے ایک ٹھار

جو جھر جھر اپس میں اپیں صبح و شام (۱۸۹۰) دیوے چھوڑ وقت سوں جیوڑا تمام

اگر مارتے ہیں تو ایکیچ بار — وہیں جیو دیکر سو مرتا ہے ٹھار

کہے تیوں بند اُس سزاوار ہے — ولے کیا رضا شہ کی اسٹھار ہے

جو جلاد تھے شہ سنیا یو بچن[ن] — سو فرمائیا نیو چ کرنے جتن

رکھیا[ن] شاہزادے کوں جیوں بند میں — بہر یاد وک بندے بند کے پیوند میں

بڑا درد اُس عاشق پاک کوں — ہوا بند میں اُس دردناک کوں

لگیا رونے ہور سینا پھاڑنے — سکت نئیں جو واں تے اپس کاڑنے نکال

دھسے بخت پھر اس پہ دند کے سار نحست — سو مرنے کے کارن ہوا اختیار

خدا باج بھی اُس نہ تھا کوئی تنگ دشمن کی طرح — کرے یاد[ن] اُس شہپری کوں ادک

دکھوں تے اپس میں ہوا یوں ملول — نہ تھا آدمی کا کچ اُس میں اصول

عن ـ سن اس بات کوں وو غضبناک ویں — سینے کوں غضب نے کیا پاک ویں (ح)

عن ـ نہ مار اُس رکھو کر کہیا بند میں — رکھے بند میں سو رہیا دند بیں (ح)

عن ـ لگیا تلملن گھابرا ہوا دیک (ح)

پڑیا دور جیوں آپنے خویش تے — سو تازا کیا ریش کوں نیش تے

نہ کچ فہم اس میں نہ کچ گیان تھا — اُسے قوت معشوق کا دھیان تھا

جو دو ماولی گن بھری بے نظیر — سو لکھن ونتی شہر بانو گنبھیر

سو اُس پاک عاشق جلنہار کوں — گرفتار ہو تلملن ہار کوں

رکھے ٹھار پر ہیچ کر جان لے — خوشی بے نہایت اپس آن لے

ملی جا کے جیوں اپنے فرزند کوں — پچھل نور دیدے خردمند کوں

ہوا ماں کوں دیک شاہ یوں شاد ماں — جو گل گُل ہو کیتا دُعا آسماں

اوتر بات میں وو تھنڈی بیٹ کی — کہی حال اُس جان کے بنٹ کی

سو کرسی اوپر بیلا بات کوں — کئے شاد شہبال کی ذات کوں

کہی حال سیف الملوک کا تمام — سنائی قصا اس کے دوک کا تمام

سو شہبال او سات اُس تل منے — محبت پکڑ آپ نے دل منے

کہیا اپنی ماں کوں کہاں ہے وو جواں — دکھن اُس کوں تپتا ہے میرا پراں

کہی شہر بانو میں اُس جواں کوں — سو آتے وقت سات لے آئی ہوں

فلانے چمن میں رکھی ہوں اُسے — یکایک ڈری لیا نے تج کن اُسے

کہ آدم ہو دو آدمی سو کہیں — کسی وضع ہمنا سنپڑتا نہیں

مبادا کرے گا توں اُسکوں ہلاک بہت یک میرے دل منے تھا یو دہاک
خوف
سو در حال شہپال شہ بختور پریاں کوں دیا بھیج اُس لیاؤ کر
لانے کے لئے
بولا بھیجیا بھیج کیتاک پری سو جا اُس گلستان میں گن بھری
جو اتریا انتھا شاہزادا جہاں وہاں جائیکر دیکھیائے وہاں
دیکھے ڈھنڈ چمنے چمن ٹھارے ٹھار نپائے کہیں سو لگیا خار خار
کھٹکا
کہیاں شاہ شہپال کو جائیکر (۱۹۲۰) کہ وو جان و ستا نئیں اسٹھار پر
نظر آتا نہیں اس جگہ
فکر زاد ہو پھر کہ آتے براں کہیا یک پر اسامنے ہو کے واں
فکر مند وقت
کہ دیکھیا ہوں میں خوب اُس جان کوں نچھل حسن کے اُس او تم بھان کوں
خوب سورج
پری یک جماعت کی جاتی اتھی ہوا پر اُڑا اُسے لجاتی اتھی
گروہ کے ساتھ اُسے
شگفتا نہ تھا سخت دلگیر اتھا ولے میں نہ پوچھیا سو تقصیر اتھا
بحال
سُن اس دہات اُس جواں کے حال کوں کہے آئے کر تیوں سچ شہپال کوں
طرح اسی طرح
سو شہپال بن شاہ رُخ جیوں بات سنیا سو لگیا تلملن دہات دہات
طرح طرح
جو تھا شاہ خوشحال جیوں پھول کھل سٹیا سوچ آپیں ہوا وِیں خجل
اِن سو یو بات سُن کر
کمر شہر بانو کی بیٹی وہیں پریشانگی دل میں بیٹھی وہیں
جو اس حال تے دہن بدیع الجمال خبر پائی سو شد گنوا ہوی نڈہال
ہوش

پڑی تھیں اوپر جو نہ تھا تاب اُسے (۱۹۲۰) سو چھڑکیاں پریاں ہو کہہ گلاب اُسے

کیتک بار کوں پھر جو ٹک ہوش پائی — سو اٹھ کر بہوں اپنی دادی کن آئی

کہی اے سگی کیا کروں میرا تال — کہ دستا ہے اُس باج جینا محال

میرا جیو تھا سو وہی پیو تھا — کہ اُس پیو پر لیئے مرا جیو تھا

اُسے واں ایکٹ چھوڑ کی آئی توں — سنگات اپنے کی نا اُسے لائی توں

کتی کس وضع کام توں ہائے ہائے — کہ یاں نیں رکھی فام توں ہائے ہائے

کری کام اِتا نہ پورا کری — دہتورا دِسے مجکوں دیوانا کری

دیوانی ہوں میں وو دیوانا کہاں — وو دانشوری کا ہے دانا کہاں

کدہر گئی وو روشن ضمیری تری — یو کس دہات کی دستگیری تیری

ادہر لگ میرے لیا کہ امرت کوں — پھر آکر لیکر گئی توں اس ریت کی

اگر ہوے تو پھر تج سوں ہونا یو کام (۱۹۴۰) نہیں تو مرا کام ہے یاں تمام

جیوں اس دہات دو چلبلی بول اٹھی — چھپے راز کوں آپنے کھول اُٹھی

سو لک دہات دلگیر وو ماولی — ہوئی ویں پگل نیر وو ماؤلی

ع ن - پریشان مج دسے دہتورا کری (س)

چلی آپ نے پوت شہبال کن — جکا جوت او خسروی لال کن
کہی اے میرے من کے بن کے نہال — کہ یو کام تجھوں ہے نسبت اِتال
یکایک جو یانتے ہوا غیب وو — سو تج شاہ کوں ہے بڑا عیب یو
ترے ملک میں تے ہے قدرت کسے — جو یوں کاڑ چوری لجاویں اُسے
ہر ایک دہات سوں کر تو پیدا اُسے — تفحص ستی ہر سند پا اُسے
کہ عاشق ہے اس کی بدیع الجمال — مبادا ہووے اُس کے تیں پائمال
مگر شاہ دریائے قلزم کے لوگ — عداوت سوں سوراکتے ہیں یو روگ
کہ اس کے جیوں مارکر بھائی کوں (۱۹۵۰) سراندیل کے راج کی جائی کوں
یکیلا اپیں کاڑ لیا یا اِتھا — سو ماباپ سوں لیا ملایا اتھا
اُسے مکر سوں ڈنڈکر اوونڈی — کیا آج تج تے مجھے شرمندی
توں فرزند ہے گر مرے پیٹ کا — تو یاں نیٹ کر وقت ہے نیٹ کا
مہروان ہو اُس دردمند پر — توں اپناچ کر جان فرزند کر

ع۱ سُنی شہر بانو جو اُس کے بچن — پشیمان ہوئی شہبال کن (س)

ع۲ ۔ نہ دیکھی کدھیں کام ایسا محال ۔ (س)

ع۳ ۔ اسے توں اپے آج ماباپ ہو — کہ تج بن نہیں کوئی ماباپ سو (س)

کراس وقت پراس کی حق یاوری — دکھا آج جگ میں تیری داوری

میرے من کوں سنتوس سوں پور کر — یو شرمندگی مج تے توں دور کر

کہ ناداں بالی بدیع الجمال — تیرا جیو ہے ہور تیرا ملک و مال

اُن اپسیں جو ہونا کہتی ہوئینگی — وہی پیو ہو ناکتی ہوئیں گی

جہاں تھے کھڑیا آج یو کام یوں — توں کہہ تا تجے ہووے آرام کیوں

لگا عشق اُس جان کا پھر اُسے (۱۹۶۰) مسلم دیوانا کرے چھر اُسے

انگے سرتے جیو توڑ لے آپنا — وو کونلا سینا پھوڑ لے آپنا

دنیا بیچ یوں بول رہ جائے گا — خلق کوچ کا کوچ کہہ جائے گا

کر استھار پرسی توں آپ ہو — ترت اُس بچارے کوں ماباپ ہو

سو شہبال شہ فتح کے کہرگ کا — دلاور نپٹ باگ کے ورگ کا

فتح کے دمامے پہ لکڑی کوں ٹھوک — چلیا لاٹ کا ٹھاٹ سنگات لوک

غصالا ہو شمشیر کوں ہات لے — ہرب دل کوں سب اپنے سنگات لے

سلح ہور سنجوت سوں سر بسر — پریاں ہور دیواں کوں مستید کر

یکا ایک جاگے پہ تے جیوں ہلیا — جیوں اسمان بادل کے دل سوں چلیا

مبادا نوی کر زمیں بہار سوں — ہوا پر رہیا آپنے بہار سوں

جو دیکھے دل اُس شاہ کے کوٹ کے (۱۹۷۰) سو بچکیے ملک عرش کے گوٹ کے

دکھیت سلح سنجوت کا لک لکاٹ   گیا سور کیرا سینا پھاٹ پھاٹ

یکایک نظر جیوں پڑیا وو ہجوم   ہوئے کھابرے کھلبلا سب نجوم

اُٹھیا غلغل جہاں کا تہاں بے قیاس   گئی یو خبر شاہ قلزم کے پاس

کہ شہبال بن شاہ رُخ بادشاہ   دلاور[ع۱] جہانگیر انجم سپاہ

تیری سب ولایت کوں پامال کر   وو آتا ہے تیرے اوپر جال کر

سنیا شاہ قلزم جو اس بات کوں   دیا بھیج حاجب کوں اس دہا سوں

کہ آنا تمھارا ہوا کیا سبب   مرے من کوں لگتا ہے بہوت عجب

کسی کوں نہ تھا آج لگ یو مجال   جو مج ملک اُپرال کر آئے چال

خلاصا جو کچ ہے سو کہہ کھول کر   شتابی سیتی بھیج دیو بول کر

کہ خوبی نہیں کچھ تمیں آئے سو (۱۹۸۰) شباشب یو الغار کر دوڑے سو

خبر اس وضا کی لے حاجب شتاب   جو حاجب اتھا لیونے کوں جواب

سو شہبال شہ خسرو بے نظیر   دیا جاب حاجب کوں یوں گر گنبھیر

کہ تم جو گلستاں ارم سے جسے   پکڑ لیائے ہیں بھیج دیو وو اُسے

ع۱ ۔ سنگات اپنے لے بے نہایت سپاہ (س)

جو وو آدمی ہے مرے پیار کا — نہیں کوئی دنیا میں اُس سار کا
مروت سوں دیو نگے تو جاؤں گا — وگرنئیں تو تمنا پہ جس آؤں گا
ویں یکدہر تے دریائے قلزم کوں چال — کرونگا تمن سب کے تئیں پائمال
دیے باج اُسے یاں تے طلسوں نہ میں — کہ گاڑیاں ہوں رن تھانب طلسوں میں
دو حاجب جوں اُس وہات پایا جواب — کہیا آپنے شہ کوں یوں جا شتاب
رکھیا ہے جسے توں نپٹ بند سوں — اُسی آدمی زاد کے دند سوں
ن؎ ادک گرم ہو تج پہ آیا اہے (۱۹۹۰) اُسے بھیج دیو کر کوایا اہے
وگرنئیں تو منگتا ہے لڑنے تسوں — سیرب دل سوں اپنے جھگڑنے تسوں
ن؎ بہت لشکر آیا ہے اُس کے دنبال — یکایک اُسے یاں تے جانا محال
سُن اُس بات کوں شاہ قلزم وہیں — نہ لیا تاب پھر ہو کے برہم وہیں
کہیا جا کے اِنبار یوں بول اُسے — کہ آیا ہے توں دھنڈ لیتا جسے
سلامت سوں وو نیں ہے اسطھار پر — کہ بہت دن ہوئے اُس جیوں مار کر
ن؎ رہا ہے دو آدم تو

ن؎۔ وو کر چال آیا ہے تیرے اوپر — کتا ہے اپس کوں اُسے دیو گر (س)

ن؎۔ کہ سمجھا ہوں میں خوب اس کا خیال (س)

توں اپنے سب دل سوں جایاں تے بھاگ　　　نہیں تو تجے میں کروں گا ہلاک
نہ ہو اس کے پئے چھوڑ دے یو خیال　　　جیوں آیا ہے تیوں جا توں یاں تے سنبھال
نکر تیز آپس اس شتابی ستی　　　نہ ہو تند جا یک رکابی ستی
پھرا لا نہ ہو چھوڑ دے شاند توں　　　عداوت نہ لے منج تے یاند توں
نکو کھول فتنے کے موندے کواڑ　(۲۰۰)　نکو توں ستم منج کوں بہار کاڑ
کہ ہوں آفت روزگار آج ہیں　　　جو نکلوں سب دل سوں بہار آج ہیں
تو یک دہر تے ویں خرابی کروں　　　دندے کے اوپر فتح یابی کروں
غصے سات اس دہات کہہ بھیج دیں　　　ہوا مستعد بیگ لڑنے کے تئیں

جنگ کردن شہبال با شاہ قلزم و خلاص نمودن سیف الملوک

کہنہار یوں قصہ حرب کھول　　　کہے اس وضا سوں زباں جب کھول
کہ شہبال بن شاہ رخ بے نظیر　　　جو حاجب تے کڑوے سنیا بول پھیر
نیٹ زہر سوں تلخ کر دہات کوں　　　لیا پیچ جیوں اژدہا ذات کوں
ہوا تند ہور تیز ادک آگ تے　　　غصالا ہو کر اژدہا باگ تے

اوچایا شطت کا عَلَم اس وضا — جو حیراں ہوا خلق آیا کر قضا

اوچا (اٹھایا) دل پہ دل خوش چپار استا — کیا ہر طرف تے صف آراستا

ہوئے جمع جنگی ہزاراں (چھپا) تمام (۲۰۱۰) — قوی دست خونخوار شیراں تمام (سرداریاراں تمام)

یکیک جان یک کوٹ (قلعہ) لے برز (کوہ البرز) جیوں — لئے ہات میں فتنے کے گرز جیوں

کئے رخ دندے پر جو ہر ٹھار (شال) تے — زمیں بیس (بیٹھ) گئی تھی اسی بھار تے

غضبناک ہو جیوں آنگے دل (لشکر) ہوئے — کلیجے پہاڑاں کے پھٹ جل (بوجھ) ہوئے

ترائی تفیریاں سو جیوں برعماں — ہوا گھابرا (پریشان) جو کہ پڑ (پانی) آسماں

سلح پوش پولاد (فولاد) کے کوٹ (قلعے) جیوں — بڑا شور سمدور (دریا) کی لوٹ جیوں

اُتالے (بیقرار) ہو آفت بھرے عزم سوں — کھڑے آ کے میداں میں رزم سوں

بھیا باؤ (ہوا) جوں قہر کا شور سات — شطت کی اگن سلگ اوٹھی زور سات

اُٹھیا غل جہاں کا تہاں مار مار — قیامت زمیں پر ہوئی آشکار

جھلک دیک بجلیاں سی تروار (تلوار) کے — اوڑے فاختے سخت سنسار کے

جو دو راج (راجا) دو دھر (ایک ساتھ) تے برہم ہوئے (۲۰۲۰) — گگن (آسمان) سات ہیبت تے درہم ہوئے

غصے کا جو بارا (ہوا) اٹھیا زور سوں — پڑیا اس کے لشکر پہ جا قہر سوں

سٹیا اس کے لشکر کوں جاں تاں بکھیر (پراگندہ کر) — لگیا توڑنے تول سوں گھیر گھیر

جو دوڑ اُس کے صف پر دلیراں پڑے — تو بکریاں اوپر جا کے شیراں پڑے

سٹے خاص ہور عام کوں کاٹ کاٹ — جو کسکوں نہ سمجھا انھا باٹ گھاٹ

دلیراں جو شہباں کے پائے بَل — سو فوجاں کوں یکدھر تے اسکے کھُندل

سٹے دھڑ پوتے یوں منڈیاں کاٹ کاٹ — نہ تھی باٹ جانے کسے واں تے نھاٹ

جو دریا لہو ہو اُبلنے لگیا — گگن اُس پہ کشتی ہو چلنے لگیا

سراں تیر تے لہو کے سمدور تے — جو دستے اتھے بُر بُڑے دور تے

دَھڑاں سب نپٹ موج کے لوٹ مار — تھے ڈبتے نکلتے نہنگاں کے سار

بلایاں کے باناں کوں جیوں آگ لائی (۲۰۳۰) زمیں ہور زمانے کوں وتیاگ لائی

غضب پر غضب کا جو بارا ہوا — سو ایسا بڑا کچ دھولا را ہوا

دنیا غیب ہوئی اُس دھولارے منے — گنواتا گیا دیس اندھارے منے

لیا گرد جا ڈھانپ اسمان کوں — دھنواں سانپ ہو نگلیا بھاں کوں

سو دریائے قلزم کوں ہیبت چھوٹی — زمیں کے تلے گائے اڑرا اٹھی

بڑا رن پڑیا سخت رگڑا ہوا — کہیں نئے سونا در یو جھگڑا ہوا

ہو دیواں کے ہاتاں کے برہم تمام — گیا اوٹ دریائے قلزم تمام

فتح پائے شہباں کے لوگ سب — کئے چور شمشیر سوں ٹھوک سب

چڑے پیٹھ ہور جا کہد پڑے وہیں — سو جلتا ہو چوندہیر پڑے وہیں
جو قدرت کے بل سوں ادک فتح پائے — پکڑ شاہ قلزم کوں درحال لیائے
نظر اس پہ شہپال کی جیوں پڑی — سو ارواح اس راج کی جیوں اڑی
بولا کر نزیک اس اٹھیا بول یوں — کہ اے بے کٹر ناجواں مرد کیوں
توں اس جان کوں مار ضایع کیا — سو دیک دیک جیو اس کا کیونکر لیا
کہ او تارتھا جگ میں او نیک نام — وفادار اتھا آدمیاں میں تمام
تجے چھوڑ ہرگز نہ دیسوں اتال — کروں گا ملا دہول میں پائمال
کہ سپڑیا ہے توں آج مج ہات میں — توں سچ بول جھوٹا نہ ہو بات میں
اسے کیا کیا مار کر کان سٹیا — یکایک غصا اس پہ تج کیوں چھوٹیا
رنجاں یاں عذاباں دے کس وہات سوں — دکھایا توں کس دہات کے گھات سوں
جو وو منجکوں یاد آتا اہے — تو سینا مرا پھاٹ جاتا اہے
گلے پڑ لگیا یوں سلم دنبال — سو وو راج ہے تیوں کہا کھول حال
کہ وو جان تیرا جو جیتا اہے — موا نیں کہ اجنوں وو جیتا اہے
اسی کے بدل میں منگایا اتھا — جو بھائی کو میرے وو مار یا اتھا
غصا تھا سو بند میں رکھیا میں نہ مار — سلامت سوں ہے وو جتن ایک ٹھار

جو تج تے رضا ٹک اگر پاؤں میں — تو لیا اس کوں در حال دکھلاؤں میں
ولے تو تج شہ کو روا یوں نہ تھا — یک آدم کے تئیں مج دو کھانا نہ تھا
میرے سب پری ہور دیواں کوں مار — کیا نیست نابود ویں ایک بار
ہٹیلا ہو میرے او پر ہٹ پکڑ — کیا شہر ہور ملک میرا اُو جڑ
جو یو بات خاطر میں آیا اُسے — گلے عذر خواہی سوں لایا اُسے
کہا یوں قضا آ گھر یا ناگہاں — نہیں مارنے دم سکت کس تہاں
او بل کر گیا دو طرف تے او بال — نہ کر فکر دل میں توں ہرگز اتال
بولا بھیج اُس میری من میت کوں (۲۰۶۰) محبت سوں کر تازہ پھر ریت کوں
جو توں ہور ہمیں سیر تے پھر شاد ہوئیں — عزیزی میں بھایاں کیرے ناد ہوئیں
یکایک کھلے بخت کے جیوں کواڑ — سو لیائے اُسے بند میانے تے کاڑ
دیکھیا جیوں او دیدار شہپال کا — کھلیا سر تے ویں پھول جیوں ڈال کا
پڑیا آ کے شاہ کے چرن پر — کھیا یوں کہ اے خسرو بحر و بر

بہ ۔ جو یو بات سن عہر آیا اُسے (س)

بہ ۔ نظر جو پڑی اُسپہ شہبال کی — ضعیفی گئی اس کے سب حال کی (س)

بڑے بخت میرے دیکھیا آج تج　　پھگی بازواں لگ خوشی آج مج

گیا سب میرا غم تیرے دیہر تھے　　کہ جیو دے بچایا مجے سیر سے تھے

جو اخلاص میرا دسیا تجکوں خاص　　کیا خوش مجے بندیں تے خلاص

ہوا ذوق اسی بات تے اُس زیاد　　سو پایا اُسے اپنے فرزند کے نیاد

اوچالے کے چھاتی کوں لایا وہیں　　کہ اوتار کچ ہے کہ پایا وہیں

فضیلت میں ازما کے دیکھن لگیا (۲۰۷)　　کچ پوچھیا سو وو بولن لگیا

ہر ایک بات پر اُس کی حیراں ہوا　　کھلیا سر تے تازہ گلستاں ہوا

کتے لک خوشیاں دل منے آن کر　　کیتک دیس اُس شہ کوں بہو مان کر

دے اس کا ملک اس روانا کیا　　اپیں آپ نے ملک جانا کیا

اُٹھیا فتح کے جیوں دمامے کوں ٹھوک　　ہوئے شاد تر لوک میانے کے لوگ

ع - شہ اس بات تے ذوق پایا بے شمار (س)

ع - جو دیکھیا فضیلت میں اُس آزما　　فضیلت کے تھا اوج کا دو ہما (س)

ع - خوشی دل منے لاک لاک آن لے　　اوک شاہ قلزم کوں بھو مان دے (س)

ع - خوش اُس کے ملک کوں روانہ کیا (س)

فلک رخش (گھوڑا) ہوراں تل آئیا زمانے تماشا انگے دھائیا (رہا)

چلیا آپنے شہر میں نیٹ (استقلال) سوں لے سیف الملوک لال کوں پیٹیں

بلند عرش لگ یو آوازا (شہرہ) ہوا زمیں آسماں سرتے (پھر سے) تازا ہوا

خلق سب گلستاں ارم کا تمام ہو خوشحال پایا انند (آرام) خاص و عام

بدیع الجمال آپنے من (دل) منے کھلی جیوں کلی پھول کی بن (چمن) منے

اوتم (نیک) شہر بانو گنی (عقلمند) حق گذار (حق شناس) (۲۰۸۰) روبا روم (رواں رواں) پائی خوشی بے شمار (بے قیاس)

کتی لگ وضا (وضع) ذوق کے حال سوں دعا اپنے فرزند شہبال کوں

کہی یوں کہ اے شاہ آفاق گیر فدا ہر گھڑی تج پہ میرا سریر (جاں)

جو کنولی سہیلی بدیع الجمال ہے پتلی تیرے نین (آنکھوں) کی جگ اُجال

کتے دہات (طرح) سوں بے نہایت (انتہا) سرائی (تعریف کی) سو دیں خواستگاری (شادی کا پیام) کے باتاں چلائی

کہی اے تجلی میرے نین کے کہ آرام مج جیو (جان) تا بین کے

جو بیٹی ہے تیری بدیع الجمال سو سیف الملک سوں ملا توں اتال

دو سیف الملک جان روشن ضمیر سمد (سمندر) گیان (عقل) کا عاشق بے نظیر

دو ایکس (ایک کے) کوں یک (ایک) دنو عاشق ہیں پاک سو باطن میں ہیں عشق سوں چاک چاک

اونو دونو یک ہو و ناساج (سجتا) ہے دنیا دین میں یو بڑا کاج (کام) ہے

سو شہبال ماتے سنیا یو جو بات (۲۰۹۰) قبولیا وہیں لاک خوشیاں سنگات

ماں سے — قبول کیا - راضی ہوا

کتخدائی سیف الملوک و بدیع الجمال

مدد فیض جوں آسمانی ہوا — زمیں ہور زمانا نورانی ہوا

سعادت کے تازی ملے ایک ٹھار — سو پرگٹ کیا ذوق کیرا ابھار

نیک بختی — گھوڑے — جگہ — ظاہر — کا

خوشی کے کھلے پھول پھانٹے تمام — کئے شکر جیباں ہو کانٹے تمام

شاخ — خار — زبان

ملک فال دیکھ عرش پر غل اوچائے — فرح پا وہیں میزبانی گنائے

دعوت

خبر یو ترت جگ میں جانے لگیا — زمیں کا نکل گنج آنے لگیا

جلد — خزانہ

خبر پائے دریا کے موتی تمام — رتن کہاں میانے کے جوتی تمام

ہیرے — معدن — چمکدار

تری ہور خشکی تے پڑ بہار سب — سو شہبال کے آئے دربار سب

میں

ہر یک چرخ تل صرف ہونے لگے — تجلیاں میں گھل گھل پرونے لگے

کام میں آنے

نگر سب گلستان ارم کا تمام — ہوا صاف جیوں جام جم کا تمام

شہر

پرے ہور پریاں جگ کے سارے ملے (۲۱۰۰) بھرائے مجالس و لے در و لے

زنانے — تمام — محلہ محل — محلہ محل

پریاں چلبلیاں کا کس بھا ساز سوں — لگیاں ناچنے مل کے یوں ناز سوں

پنکھے پنک چڑت کے صد جگمگاٹ		لگیا ہونے چو کدن تم تماٹ
پریاں بے بدل تھیاں سو دو ہائیاں تمام		جواہر کے کاس بھایاں تمام
دہن تنگ تر ہانگ باریک تر		شیشے قدر تے بال تاریک تر
ہوئی مست مجلس خوش آواز سوں		دیوانی کیاں پاتراں ناز سوں
ڈمکنیاں ملیاں ڈومنیاں بولیاں		شکر شہد شیریں تے مٹھے بولیاں
ہکس ایک تے ایک تر نیاں اہیں		سو کرتار کیاں مور ہرنیاں اہیں
سو پر پیچ زلفاں کوں دیک گال پر		کنڈل گھال بیٹھا بھجنگ مال پر
پڑے بال کالے سو جاں تاں تلے		سو جیوں ناگ لڑتے ہیں پاؤاں تلے
نجانوں کہاں کوڑ منتر سکیاں (۲۱۱۰) پدم پاؤں ناکس کے جنتر سکیاں
لگیاں ناچنے تیں جو صدر سے صدر		تر پنے لگیاں خوش جدھر کا ادھر
جوگت لے اٹھے منڈلے پھر تمام		سٹے ہوش جاگے پوتے گھر تمام
مندل کاڑ مندل بجانے لگے		گیتاں کاڑ پکڑ یاں سولیانے لگے

ن۔ جو کیدھر تھے ریچ مجلس تمام		سٹے ہوش بیٹھے ہی کھس کھس تمام (س)
ن۔ جو تسپہ اٹھے منڈلے بے نظیر		ہوئے بادل آسماں کے گل کے نیر (س)

جنتر کار سوزاں او چائے ہلوں | سو مجلس کوں مستی میں لیائے ہلوں
جو کھولن لگے نغمے ہر ٹھار تے | ہلیاں سُن چتر پو تلیاں ٹھار تے
کیتیاں جو اتھیں تان پر تان کیاں | رہیں ڈال پنکھ سور اسمان کیاں
سزاوار شاہی کوں یو ساز وار | ہنر مند جو سارے ہور راز دار
دیک اُس بزم کا خوش سہاداو و نور | لگے بھیجنے مرحبا چاند سورج
جو مجلس کوں کھانا کھلانے پہ آئے | صفا خوش کندوریاں سو لیا لیا بچھائے
کندوریاں شہانے سو لاک جنس کیاں (۲۱۲۰) رنگا رنگ شیرنیاں ہر اک جنس کیاں
رکھے شیرنیاں لائیکر ٹھار ٹھار | گگن او نچے راسیاں نہ کئیں اس شمار
جو چھل نیر سوں ہات سب کے دھولائے | کندورے کھلانے لجا بیلائے
رنگا رنگ لک جنس کیاں نعمتاں | جو ہر ایک نعمت میں کئے لذتاں
سو اسمان بادل کوں سنگات لے | چندر سور کے جام دو ہات لے
کمر باند خوش ہو اپیں آبدار | نظر ساری مجلس پہ رکھ ٹھار ٹھار
جل امرت لیا لیا پلانے لگیا | پلا پیاس بھر بھر جلانے لگیا

ن۔ جو نغمے سنیاں خوش چتر کار تھے (س)

ن۔ جو تاراں تے بارا بہیا تان کا | رہیا ڈال پنکھہ مورا سمان کا (س)

خلائق وبے دروبے خاص و عام کندورے تے فارغ ہوئے خوش تمام

جڑت کے طبق ہر یک اسماں تھے بھر اس میانے تنگٹے پیاں پان کے

عنبر ہور خوشبو کدم پھول مال پھرانے لگے جان صاحب جمال

جہاں لگ اہتیاں جگ میں پھل پاڑیاں (۲۱۳۰) جہاں لگ جو گنبھیر بنو اڑیاں

سوبوں خرچ تل شہ کے آئے وہیں جو یک پان ہور پھل اوبریا نہیں

منور کئے انجمن کوں تمام زبرجد کے شیشے زمرد کے جام

مدن مست ساقی چھبیلے جوان ادک چھند بھرے خوش رنگیلے جوان

مدن مد پیالے بھراساز سون کھڑے آ کے مجلس منے ناز سوں

پھرانے لگے دور پر دور خوش کئے ساری مجلس کیرا طور خوش

عجب وو رنگیں مد اثر دار تھا متاباس تے اس کے سنسار تھا

نقل ناز کا لیا چکھانے لگے سو بکد بھر تے سب کوں چھانے لگے

پیالے جواہر کے بھر نے لگے متی ہو کہ جاناں سو گرنے لگے

ن ۔ چتر ساقی امرت بھرے وا نچکے صرایاں لے ہاتاں منے پاچ کے (س)

ن ۔ رنگیں مد پیالے میں بھر ساز توں بھرائیں لگ دور خوش ناز توں (س)

ن چتر یا رنگ اثر من میں جھلنے لگے متی مجلسی ہو کہ ڈھلنے لگے (س)

سو پڑتے تھے جاں مد کے بند توٹ کر زمیں ناچتی تھی وہاں اوٹھ کر
ہوئے تھے متی کئی نہ تھے ہوشیار (۲۱۴۰) جکوئی پیوے وہ کیوں رہے ہوشیار
کئے بخش ساریاں کوں یکدہیر تے ہوئے شاد سب اس جہانگیر تے
الٰہی جو معشوق عاشق اوپر کرم کر ملاتا ہے یک تل بہتر

جلوہ دادن سیف الملوک و بدیع الجمال

تجلی سوں جلوے کی جیوں رات آئی سو ویں غیب تے فیض لک ڈہات پائی
جو شب قدر کوں بھی نہ تھا فیض تیا سرانا سکوں میں سراؤں جتا
مراداں جو دہر تے تھے جگ دل منے سو پائے اسی رات یک تل منے
نظر ہوئی عنایت کی سبحان تے اترنے لگی رحمت اسمان تے
تجمل روپ کیاں چلبلیاں شہریاں اوتم ذات اوتم گیان کیان گن بہریاں
بدیع الجمال اچپلی نار کوں ڈوبایاں زرینے میں جھلکار سوں
جو جلوہ دلانے ہویاں مستعد محل جلوے کارن کیاں مستعد
جواہر کے منڈوے سو چھایاں تمام (۲۱۵۰) مرصع کے پردے بندایاں تمام
ہر یک محل صوفیاں منے رنگ رنگ جڑت کے رچے لیا کے چھپر پلنگ

ملیاں خوش ہو باباں و باباں تمام — شو[۱] آروس کے پاس آیاں تمام
(شوہر، دلہن)

دنیا اُس گھڑی جاں ہوی بیسر تے — کھلے بخت گوتیاں کے یکدہیر تے
(رشتہ داروں)

او تم ڈومنیاں مل پلانے لگیاں — سہیلے شہانے سو گانے لگیاں
(مراثنیاں، گاتے)

نول جاں سیف الملک بختور — اُمس سات آ بیٹھیا تخت پر
(ہت)

نبی ہور سبنے لوک پلانے لگے — شو آروس کے تئیں سرانے لگے
(شوہر، دلہن، تعریف کرنے)

سعادت[۲] کے ساعت ہویدا ہوا — سو قاضی مسیحا ہو پیدا ہوا
(نیک)

لیا شو کیرا ہات اپن ہات میں — خوشی[۳] سوں پڑیا عقد اس سات میں
(دولہا، ساعت)

دعا سر کیا جیوں خوش آئین سوں — ملائک کئے ختم آمین سوں

ملے شہ کے چوندہیر سب گوتیاں (۲۱۶۰) لگے وارنے شو او پر موتیاں
(چاروں طرف، دولہا)

چلے[۴] جلوے کے محل میں شو کوں لے — کواڑاں سو اقبال کیرے کھلے
(رشتہ دار، دروازے)

ن۱ - ادک ذوق پر ذوق پایاں تمام (س)

ن۲ جو ساعت شرف کا ہویدا ہوا (س)

ن۳ - پڑیا عقد رحمت بھری سات میں (س).

ن۴ - جو سیف الملک برج اقبال کوں — چلے محل میں لے کے اُس لال کوں (س)

کھڑی مشتری ناز کا ساز کر | سورج جگمگاتا سو آسمان پر
مشاطا ہو زُہرا اتر آئی بیگ | چمک نور کا لیا کہ جھمکائی ہجگیپ
تجھل نور کا لیا کہ پرد اینداۓ | شو آروس دو نوکوں لیا بیسلاۓ
جو پروے بیتے ہات ہلنے لگے | سو لک دیات پھولاں اُچھلنے لگے
مگر غیب تے جگنے دو نور کے | مل اُڑ تیے اتھے کھول پنکھ سور کے
دے جلوا مشاطا جو نروال ہوئی | سو بھوگی نول شہ کی واں چال ہوئی
بنی پر ہزاراں درود بھیج ویں | چلیا لیکہ آروس کوں سیج ویں
دکھیا نور کا اُس تجھل نور تے | زیادہ اتھے نور کے پور تے

جو جلوے تے فارغ ہوئی خلق سب (۲۱۷۰) چلیا شو لے آروس کوں سیج تب

دکھیا موکھ جیوں شو نے آروس کا | کھلیا سر تے جیوں پھول فردوس کا
چڑی خوب محبوب دیکھ ہات میں | رجھانے لگیا بات کر بات میں
سٹیا ہات جیوں اسپہ طنّاز سوں | لگی شرم کر لاجنے ناز سوں
سو چھاتی کوں چھاتی لگا حال سات | ہوا لٹ پٹ اُس نور کی ڈال سات

ؔ۔ سو آیا اوبل سمد سنتوش کا (س)

رلیاں ہیں نپٹ چھند سوں لائیا	جوبن قبہ نور دو پا پائیا
جھٹا پٹ لگی ہونے دو ہی میں	ڈوبے سیس تے پگ تلک خوبی میں
ادھر مد پلا کر کیا مست اسے	ہوئی مست دیک یو کیا دست اسے
چکا جوت موتی پڑیا دیک ہات	بندیا خوش اسی وقت الماس سات
پچھل خوب یاقوت سکے بیشمار	یوں اس ڈھال موتی تے نکلیا بہار
جو الماس تھا سو رہیا لعل ہو (۲۱۸۰) لگیا ڈھلنے او لعل تب ڈھال ہو
کہ ظاہر ہوا لعل کی بیل یوں	ملیاں سب سہیلیاں ہو یاں خوش جیوں
زیادا خوشی ہوئی یوں مائی کوں	اوک بھی خوشی ہوئی اس بھائی کوں
پھرا کر گنائے خوشی سیر تے	دیے خلعتاں سب کوں یکدہیر تے
ہوئے خلق تازے سو جیوں نو بہار	کہ پھل ہور پاتاں کوں آیا ہے بار
کہ نا ہور پری شہر کے سب بولائے	ہر یک جنس کے نعمتاں سب کھلائے
کہ شو نے خوشی سر تے تازی کیا	کہ اس نار سوں پھر کہ بازی کیا
لگیا باس نازک جو اس پھول کا	کھلیا رنگ اس خوب مقبول کا
ہلوں بھی اترنے لگی ناز میں	سو چھند بند کرنے لگی نیاز میں
ریجانے لگی شو کوں خوش نین کھول	پھولانے لگی یوں میٹھے بول بول

کبھی شو کوں کر مست ہم شان ہو (۲۱۹۰) کبھی گود میں لیٹ انجان ہو

کبھی لگ سینے شہ نول جان کے ادہر سوں انیڑ دے بیڑیاں پان کے

کبھی شہ گلے ہات کنٹھ مال بجائے کبھی شوق سوں گد گلیاں کر ہنسائے

کبھی بھوگ سنگرام خوشحال ہوئے سو قرباں کد ہیں شہ کے اپراں ہوئے

دونو میں کول عشق بازی لگی دو بازی مٹھی حق کے تازی لگی

ہوا جگ میں مشہور ہر ٹھا نو یو بسی لگ دنیا میں رہیا نانو یو

شگفتا ہو شہبال شہ نیک نام اُس پا کھلایا خزانے تمام

بہوایاں دہگاں جگ کے سد جائے تیوں لگیا بانٹنے مال من بھائے تیوں

کسے نورتن ہور کسے موتیاں کسے ہت کڑک ہور پدک جوتیاں

کسی کوں جڑت کے اوتم کنٹ مال کسی کوں جڑت کی پٹی جگ اوجال

کسے ذات تیزی کسے مست ہست (۲۲۰۰) کسے خوب تحفے کسے خوب بست

کیا دان بے مثل یک دہیر تھے دیا خلعتاں سب کوں یوں سیر تے

کہ مہماں سب کوں کیا سرفراز کیا خوش کتے لک وضا سوں نواز

رضا لے جو مہمان داراں چلے دعا شاہ کوں کر ہزاراں چلے

تیا کوچ شہ تے سکل دان پائے جو گھر ہور عمارت سُنے کی اوچائے

ڈبی تھی سُننے ہیں زمیں جاں تہاں — کہ ایسا سخی بے بدل ہے کہاں
(سونے — لاجواب)

سنگار اُس پھکی بزم کوں دینہار — دیوے زینت اس وہات سوں ٹھار ٹھار
(سنوارنے والا — طرح)

جو گنبھیر شہبال دانا تریک — کیتک دن شوآروس کوں کہہ نزیک
(دلہن)

منگیا بھیجنے اُس کے باباپ پاس — دیا خوب بستاں جو تھے اپنے پاس
(ماں)

چندر سورسے درجکاں کئی ہزار — جواہر بھرے صندوقاں بے شمار
(جواہر)

کیتک جنس کے خوب باندی غلام (۲۲۱۰) کیتک پاتراں جلد نادر تمام
(نایاب)

مکلّل جڑت کی عماری گنبھیر — کرایا ترت مستعد بے نظیر
(جڑاوی — جلد)

دعا پر دعا کر گلے لائیکر — شوآروس کوں اس میں بسلائے کر
(لگاکر — دولہا دلہن بٹھا)

تجمل ستی خسروی ریت کے — چڑا پیٹ اوپر ال عفریت کے
(رواج — پشت)

بڑے غلغلے سوں روانا کیا — عجب کاج جگ میں یو دانا کیا
(کام)

نظر میں دسیا سارے عالم کوں یوں — سلیمان شو عاروس بلقیس جیوں
(دکھا — دولہا دلہن)

جو انپڑے سراندیل کے راج پاس — مہاراج گنبھیر سرتاج پاس
(پہنچے — لنکا)

سو آسامنے خسروی داب سوں — ملیا جیونکہ آفتاب مہتاب سوں
(دبدبے — جیسے)

بڑی شان سوں لائیا شہر میں — ہوا آشکارا یو چوندہیر میں
(سارے عالم)

ملا شاہزادی سوں آ بھائی وو — دکھیت بھائی کوں خوش گلے لائی وو
(لگائی)

حرم میں قبیلے کوں شہ کے تمام (۲۲۲۰) سو کہہ بھیجیا بندگی ہور سلام

نیکے یارسا عد وفادار سوں — ملیا خوش سینے لائیا پیار سوں

خوش یک دوہر تے ساریاں کوں شادی ہوئی — وو شادی بڑی کیقبادی ہوئی

کیتک دن وہاں باندگی دور کر — سینا ذوق لئی سمد سوں پور کر

سچ خوب ساعد دو کہیا ریکے وہات — چلایا ہلوں خواستگاری کی بات

سو او جگپتی راجا راضی ہوا — جکچ دعدغا تھا سو ماضی ہوا

سچ فال جیوں خیر کے کام سوں — پڑیا خوب ساعد کے آنام سوں

کیا خوش ہو شہ میزبانی شروع — بدہاوا بڑا خسروانی شروع

جو دہم دہم دمامے بجانے لگے — غماں سب نکل بہار جانے لگے

نفیریاں کی آواز سن ٹھار ٹھار — نکل دولتاں غیب تے آئے بہار

صدر پر صدر شاہ کے بخت ستے (۲۲۳۰) اُتر آئے اَسمان کے تخت تے

جو زُہرا ابھی ہور مشتری گاہنار — کئے گرم مجلس کوں آ ٹھار ٹھار

جو جاں لگ گلاونت تے واں بھرے — تمام آپ لے طائفاں سو کھڑے

اُچانے لگے اس وضا تمتماٹ — جو تر لوگ کا واں بھریا آ کہ ہاٹ

جھنکنے لگے زعفرانی سُر آ — کہرا زعفراں ہور سمدور آ

ملک خوش چیندر کے دو گلدان تے — لگے میلنے پھول اسمان تے
(چاند)

جو فردوس کا باؤ عطار تھا — محلاں میں شہ کے گمنہار تھا
(ہوا، گھومتا)

بھریا باس خوشبوئی کا ٹھار ٹھار — سراندیل سارا ہوا نو بہار
(بو)

سو خوش ہور مانا جو ساعد ہوا — سرافراز اُس شہ تے ساعد ہوا
(موافق)

گھڑی دیک خوشی کا سمایا وہیں — قضا دوڑ قاضی ہو آیا وہیں

سعادت کی ساعت میں خوشحال یوں (۲۲۴۰) پڑیا پھول کا عقد اوس ڈال سوں

ملے جیوں او شہزادی ہور بو جواں — ہوا اشاد سیف الملوک کا پراں
(جان، روح)

نہایت کوں انپڑے دیک انکا جواں — کیتک دن و نو بھائی کوں اج واں
(انتہا، پکڑے، راجا)

سمیٹ مال و دھن واں تے لے بیجیاب — چلے مصر کے ملک کوں پھر شتاب
(دولت)

جو عاصم نول شہ دو کھی جھوک جھوک — ہوا تھا جو کاڑی نمن سوک سوک
(رو رو کر، کی طرح، سوکھ)

یکایک خوشی ہور آنند کی — سنیا جیوں خبر اپنے فرزند کی
(آرام)

پھو گیا ہور آیا رگے رگ پراں — ٹڈہا ڈھونگ تھا سو ہوا پھر جواں
(شگفتہ ہوا، رگ رگ، روح، بوڑھا)

وہیں غم کے حجرے تے نکلیا بہار — لے ارکان دولت کوں سب ایک بار

گیا سامنے ہور ملیا پوت کوں — گلے لا کیا پوت کوں گل تسوں
(فرزند، لگا)

خوشیاں سوں بلا شہر میں لائیا — دے بھومان ایمان کر پائیا
(بہت عزت)

دیا آپنی بادشاہی اُسے (۲۲۵۰) سلاماں کئے سب سپاہی اُسے

لگیا کرنے سیف الملک راج خوش　　　ہوئی عرش کرسی وو معراج خوش
حکومت

خدا اُس کے من کی دیا جیوں مراد　　　دیوے ہر طلب گار کا ووں مراد
دل

کہاں آسماں ہور کہاں دہرتیری　　　کہاں آدمی ہور کہاں شہ پری
زمین

کہاں لال سیف الملک جگ جال　　　کہاں موہنی دہن بدیع الجمال

کہاں جان ساعد کیتے بے نظیر　　　کہاں او اوتم شاہزادی گنبھیر

خدا یوں ملانے جو آتا اہے　　　سو اس دہات سوں لا ملاتا اہے

نظیر
لکھ اس دہات سوں داستاں بجے　　　رسالہ لطافت بہریا دلپذیر

جو لکھنے نہ سک دو رسن کا قلم　　　سو باندا ہو پڑتا اتھا دمبدم
زبان　　　تھک

نجھاں دل کے انکھیاں سوں دیکھیں منے　　　تو ہر ایک بیت اس سفینے منے

بنور
جکا جوت محبوب ہے بکردار (۲۲۶۰) میرے فکر پردے تھیں نکلی بہار

دیوے دوں جو جلوا عروسی منے　　　جو سد تارے انبر کے جو سی متے
آسمان

ملائک سو بالائے چرخ بریں　　　کہیں اس سفینے کوں دیک آفریں

رتن پارکے بے بدل مشتری　　　مرے جوہراں کا ہوا مشتری
موتی پرکھے　　　خریدار

کہ ہیرے چتر شہ نول لال تھیں　　　بلند اُس کے گنبھیر اقبال تھیں
چالاک

نہ کیں ایسے جوہر ہیں جھلکار کے ‏ — ‏ نہ کس کہاں ہیں ہوئیں سنار کے

کہ تنجے ہیں نادر ہو جوہر مرے ‏ — ‏ جتا مول (معدن) اس کا سراؤں سرے

دیکھے یو جواہر جکا جوت جیوں ‏ — ‏ ستارے سے پھگی ہو رہے بہوت جیوں

ہر ایکس کوں ہے قرب دہن (دولت) لال کا ‏ — ‏ مجھے قرب اس جواہراں لال کا

کہ چوراں تے اُس مال کوں ہے دغا ‏ — ‏ ولے اس جواہر کوں نئیں دغدغا

کہ حالی دو خرچے تو خالی ہووے (۲۲۷۰) ولے یو کدہیں (کبھی) کوں نہ خالی ہووے

جو سلطان عبداللہ انصاف کر ‏ — ‏ میرے جوہراں پو تے دل صاف کر

دیوے داد میرا بہوت مان (عزت) پانوں ‏ — ‏ اُمس (ہمت) دور تھے تا گریبان پانوں

کہ یو شاہ میرا خریدار ہوئے ‏ — ‏ تو تازا میرا طبع گلزار ہوئے

کہ غمگین ہوں میں سخت سنسار تے ‏ — ‏ دہروں دغدغے لاک اس آزار نے

پریشانگی میں جمیا خیال میں ‏ — ‏ لے آیا ہوں ایسے رتن (موتی) ڈھال میں

جو بہو گی نول شہ سیتی فرح (خوشی) پاؤں ‏ — ‏ تو اس تھیں رتن خاص ڈھنڈ ڈھنڈ لیاؤں

اگرچہ ہوں شہ کے بندیاں میں حقیر ‏ — ‏ ولے شعر کے فن میں ہوں بے نظیر

کہ مونہہ کھول یوں میں کہوں کیا اپیں ‏ — ‏ گواہی دیویں شعر اپیں نا چھپیں (چھپ نہیں سکتے)

بہر حال یو نظم الہام سوں ‏ — ‏ کیا میں نول شاہ کے نام سوں

(۱۰۳۵)

برس یک ہزار ہور پنج تیس میں (۲۳۸۰) کیا ختم یو نظم دن تیس میں

(یعنے ایک ماہ)

جو عارف و جو داں نزاکت شناس | صفا اس تھیں حاصل کریں بے قیاس
پڑھیاں کوں تو سب آوے یو کام کوں | دیوے ذوق (اوک) اوک خاص ہور عام کوں
(پڑھنے والے) لکھنہارا یو لاب پر لاب پائے | سدا سرخروئی کیرا آب پائے
(فائدہ) مبارک اچھو شاہ کوں یو دام (ہو) | بحق محمدؐ علیہ السلام

مبارک گھڑی میں کیا میں تمام
محمدؐ نبیؐ پر ہزاراں سلام

